(بغیر اجازت مصنف کوئی صاحب قصد طبع نہ کریں)

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پ ع)

اور ہم نے آپ کو دنیا جہان کے لوگوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے،

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۞ عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سیّد الکونین

صلی اللہ علیہ وسلم

اس کتاب میں جناب سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعلمین شفیع المذنبین، اکرم الاولین والآخرین، سید العرب والعجم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے صحیح حالات، پیدائش سے وفات تک نہایت تحقیق سے لکھے گئے ہیں اس غرض سے حیات اقدس کے نورانی لمحات کی معطرنگہتی مسلمانوں کے سینہ میں شمع محبت فروزاں کرے!

تالیف

حکیم مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی

ناشر۔ مکتبہ کتاب و سنت بازار دھاروال سیالکوٹ شہر (مغربی پاکستان)

قیمت پانچ روپیہ مجلد

۱۳۲۱۱

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
خطبہ رحمت للعالمینؐ	۱۱	وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم	۵۲
نقش اول	۱۳	رسولؐ رحمت کے چچے	۵۴
عرب کا دور جاہلیت	۲۹	بائبل کی پیشگوئیوں کا ماحاصل	۵۹
برائیوں کا سیلاب	۲۹	مطلع عالم پر مہر ضوفشاں کا طلوع	۵۹
شرک کا ظلم عظیم	۳۰	پیدائش پاک	۵۹
قبیلے اور ان کے بت	۳۰	سید الکونینؐ کی والدہ کا خواب	۶۱
رحمت ایزدی جوش میں آگئی	۳۴	عقیقہ اور ختنہ	۶۲
رحمت عالمؐ کا عالی خاندان	۳۴	والدہ اور دادا بھی چل بسے	۶۳
آمنہ خاتون کی شرافت نسب	۳۷	زمانہ رضاعت	[illegible]
نسب نامہ رحمت للعالمینؐ	۳۸	حضور انورؐ کا بچپن	[illegible]
پیدائش سید الکونینؐ	۳۹	رحمت عالمؐ کا سفر شام	[illegible]
انجیل کی بشارتیں	۴۲	رحمت عالمؐ کا تجارت کیلئے سفر	[illegible]
رسول بنی اسمٰعیل صلی اللہ علیہ وسلم	۴۳	بصریٰ میں حضورؐ کا بابرکت قیام	[illegible]
رسول فاران صلی اللہ علیہ وسلم	۴۴	حضرت خدیجہؓ کی شخصیت	[illegible]
برومند اور بابرکت رسولؐ	۴۶	رحمت عالمؐ کا حضرت خدیجہؓ سے نکاح	[illegible]
دعائے ابراہیمؑ	۴۷	حضرت خدیجہؓ کی جان و مال سے غمخواری	[illegible]
بشارت عیسیٰؑ	۴۸	تعمیر کعبہ میں رحمت عالمؐ کی شرکت	[illegible]
محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئی	۴۹	سرور عالم پر افضال خداوندی	[illegible]
تسلی دینے والا رسولؐ	۵۰	معدن عصمت کے نورانی ہیرے	[illegible]

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
رحمتِ عالمؐ کی غارِ حرا میں خلوت نشینی	۷۹	حضرت خباب بن ارت رضؓ	۱۱۳
سیّد الکونین کے سر پر تاجِ نبوت	۸۰	حبشہ کی پہلی ہجرت	۱۲۱
وحی کا سلسلہ جاری ہوگیا	۸۲	کفارِ مکہ کا حبشہ میں تعاقب	۱۲۲
غارِ حرا سے چاند نے تکمیت کیا۔	۸۵	نجاشی سے مہاجروں کی واپسی کا مطالبہ	۱۲۲
آفتابِ رسالت کی نور افشانی	۸۶	نجاشی کا حکیمانہ جواب	۱۲۳
دعوتِ اسلام	۸۶	مہاجرین نجاشی کے دربار میں	۱۲۴
حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کا قبولِ اسلام	۸۷	نجاشی کے دربار میں حضرت جعفرؓ کی تقریر	۱۲۴
حضرت علی رضؓ ابن ابی طالب	۹۰	نجاشی باغ باغ ہوگیا	۱۲۷
حضرت ابوبکر صدیق رضؓ	۹۱	دربار میں دوبارہ طلبی	۱۲۸
حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ	۹۲	مہاجرین حبشہ کی مکہ کو مراجعت	۱۲۹
زبیر ابن العوام رضؓ	۹۳	حبشہ کی دوسری ہجرت	۱۳۰
حضرت عثمان ابن عفان رضؓ	۹۴	حبشہ کی دوسری ہجرت کے مہاجرین و مہاجرات کے اسماء	۱۳۱
عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ	۹۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقاطعہ	۱۳۴
حضرت بلال رضؓ	۵۹	رحمتِ عالمؐ شعب ابی طالب میں	۱۳۵
عبداللہ بن مسعود رضؓ	۹۶	مقاطعہ کا خاتمہ	۱۳۶
حضرت ارقم بن ابی ارقم رضؓ	۹۷	ابوطالب اور خدیجۃ الکبریٰ کی وفات	۱۳۷
ارقم رضؓ کا گھر مرکزِ تبلیغ بن گیا	۹۷	سرورِ عالمؐ کا بہت نازک زمانہ	۱۳۸
تبلیغ کا حکمِ اعلانیہ	۹۸	جور و ستم کے تاریک بادل	۱۳۹
رحمتِ عالمؐ اور مسلمانوں پر تشدد	۱۰۳	سرورِ رسولاں کی طائف کو روانگی	۱۳۹
حضرت عمر رضؓ کا قبولِ اسلام	۱۰۴	طائف میں مصائب کا سامنا	۱۴۱
حضرت حمزہ رضؓ بن عبدالمطلب	۱۱۱	رحمتِ عالمؐ دستِ بدعا ہیں	۱۴۲
حضرت عمار رضؓ اور حضرت صہیب رضؓ	۱۱۲	جنوں کا قبولِ اسلام	۱۴۴

مضمون	صفحہ
مکہ میں مراجعت اور مطعم بن عدی کی امان	۱۴۶
تبلیغ اسلام جاری ہے	۱۴۷
حضرت سودہؓ سے رحمتِ عالمؐ کا نکاح	۱۵۲
حضرت عائشہؓ سے نکاح	۱۵۳
مدینہ کے لوگ آغوشِ اسلام میں	۱۵۵
بیعت عقبہ اولےٰ	۱۵۶
مصعبؓ کی مدینہ میں تبلیغی سرگرمیاں	۱۵۷
بیعت عقبہ ثانیہ	۱۶۱
مدینہ منورہ کی طرف ہجرت	۱۶۴
مہاجرین اور مہاجرات کے اسمار گرامی	۱۶۵
ہجرت کا سلسلہ فتح مکہ تک رہا	۱۶۶
معراج سرور کائناتؐ	۱۶۸
بیعت المقدس سامنے آگیا	۱۷۶
معراج جسمانی ہے۔	۱۷۷
ہجرت خاتم النبیینؐ	۱۸۱
دارالندوہ میں قتل کے مشورے	۱۸۲
حضرت علیؓ بستر رسالت مآب پر	۱۸۴
رسول اکرمؐ اور صدیقؓ غار ثور میں	۱۸۶
کفار کی بینائیاں بند ہوگئیں	۱۸۹
اللہ تعالےٰ نے نعمتیں یاد دلائیں	۱۹۰
صدیق اکبرؓ کا لافانی ایثار	۱۹۲
حضرت علیؓ کی روانگی	۱۹۴
ہجرت کے بعد مکہ کی ویرانی	۱۹۴
رحمتِ عالمؐ اور صحابہؓ کی زندگی	۱۹۶
حق گو آرے سے چیرے گئے	۱۹۷
ابوذر غفاریؓ کا حال	۱۹۹
حضرت مصعبؓ کی جانثاری	۲۰۱
راہِ خدا میں مصائب	۲۰۳
کہاں وہ پاک باز اور کہاں ہم	۲۰۴
سرور عالمؐ کا سفر مدینہ	۲۰۵
سراقہ بن مالک کا واقعہ	۲۰۶
ام معبد کی بکری کا معجزہ	۲۰۸
مدینہ قریب آگیا	۲۰۹
سرور کائنات کا استقبال	۲۱۰
شہر میں ورودِ پاک	۲۱۳
حضرت ابوایوبؓ کے گھر نزول اجلال	۲۱۳
رحمتِ عالمؐ کے مکان کی تعمیر	۲۱۴
حضورؐ کی نئے مکان میں آمد	۲۱۶
حضورؐ کی دعا سے صحابہؓ تندرست ہوگئے	۲۱۶
مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ	۲۱۹
انصار کے مکانات کی فضیلت	۲۲۱
انصار سے حضورؐ کی محبت	۲۲۱
مدینے میں سب سے پہلا مسلمان بچہ	۲۲۳
مدینہ میں عبداللہ بن سلامؓ کا قبول اسلام	۲۲۴

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
حضرت سلمان فارسیؓ کا قبول اسلام	۲۲۶	رسالت مآبؐ کے عزائم سے سبق	۲۶۰
عیسائیت کی طرف رجحان	۲۲۶	یہودیوں سے معاہدہ	۲۶۳
شام کا سفر	۲۲۷	ابو جہل کے بد ارادے	۲۶۴
موصل کو روانگی	۲۲۹	سید العربؐ والعجم کے غزوات	۲۶۸
نصیبین کا سفر	۲۲۹	کفار مکہ کی دشمنی جاری ہے	۲۷۰
عموریہ کا سفر	۲۳۰	قریش کے قافلہ کی بدنیتی	۲۷۰
عموریہ کے اسقف کی وصیت	۲۳۰	ہجرت کا پہلا سال	۲۷۱
سلمان اور سفر عرب	۲۳۱	سریوں کو روانگی	۲۷۱
سلمان فروخت کئے گئے	۲۳۱	غزوہ ابواء	۲۷۲
غلامی اور سفر مدینہ	۲۳۲	ہجرت کا دوسرا سال	۲۷۲
سلمان کا قبول اسلام	۲۳۳	غزوہ بواط	۲۷۲
یہودی آقا سے آزادی	۲۳۵	غزوہ عشیرہ	۲۷۳
حضرت خریم بن فاتک کا قبول اسلام	۲۳۶	بطن نخلہ کی مہم	۲۷۳
بیر رومہ کا وقف	۲۴۳	اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا	۲۷۸
مدینہ منورہ میں اشاعت اسلام	۲۴۴	یہود و نصاریٰ کو مل بیٹھنے کی دعوت	۲۷۹
نماز جمعہ	۲۴۷	اسلام کی رواداری	۲۸۰
مدینہ منورہ میں پہلے جمعہ کا خطبہ	۲۴۸	ذمی کے معنی	۲۸۱
"ہیروں" کا رنگ و نور	۲۵۰	سرور عالم کی جنگی کارروائیاں مدافعانہ تھیں	۲۸۲
لا مثال خیر خواہی	۲۵۵	جنگ توحید اور شرک کی جنگ تھی	۲۸۳
العیدین کی نماز و دیگر احکام	۲۵۸	سمجھوتے کی درخواست	۲۸۷
جواثی گاؤں میں پہلا خطبہ	۲۵۶	غزوہ بدر	۲۹۰
رسول خدا کے عزائم	۲۵۹	ضمضم کا چلانا اور رونا	۲۹۰

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
جنگ بدر قدرت خداوندی کی نشانی ہے	۲۹۲	وما رمیت اذ رمیت	۳۱۸
بے سروسامانی میں مدد الٰہی	۲۹۵	ابوجہل کا سر	۳۱۹
خدا کی جناب میں استغاثہ	۲۹۶	بڑے بڑے سردار مارے گئے	۳۲۰
بدر میں رحمت عالم ﷺ کی دعا	۲۹۶	کافروں کی نعشوں سے خطاب	۳۲۰
فتح کی خوشخبری	۲۹۷	بدر سے مراجعت	۳۲۳
خواب عاتکہ سے کفار کو اشتباہ	۲۹۸	حضرت رقیہ بنت رحمت عالم ﷺ کا انتقال	۳۲۳
حیات جاوداں اندر ستیز است	۳۰۰	اسیران بدر سے سلوک	۳۲۴
قدرت خداوندی کا کرشمہ	۳۰۳	فدیہ لے کر چھوڑ دیا	۳۲۵
مجلس مشاورت طلب فرمائی	۳۰۴	غزوہ بنی سلیم	۳۲۷
مقداد بن عمرو کی تقریر	۳۰۵	غزوہ سویق	۳۲۸
سعد بن معاذ کی تقریر	۳۰۵	غزوہ بنی غطفان	۳۲۹
قریش کے مصارع کی نشاندہی	۳۰۷	غزوہ بحران	۳۲۹
بدر کے میدان میں رحمت عالم کا خطبہ	۳۰۷	غزوہ بنی قینقاع	۳۳۰
حزب اللہ اور حزب الشیطان میں جنگ	۳۱۱	قبائل یہود	۳۳۰
قریش کے سقوں سے دریافت حال	۳۱۱	کعب بن اشرف جہنم واصل	۳۳۰
بدر میں مسلمانوں نے پوزیشن لے لی۔	۳۱۲	ہجرت کا تیسرا سال	۳۳۱
نو سو پچاس مسلح کافر	۳۱۳	غزوہ احد	۳۳۱
تین سو تیرہ بے سروسامان مسلمان	۳۱۴	عورتیں بھی قریش کے ساتھ آئیں	۳۳۳
دنیا سے نرالی جنگ	۳۱۴	اسلامی لشکر	۳۳۳
لڑائی کی کیفیت	۳۱۵	صف بندی	۳۳۴
ھٰذان خصمان کی شان نزول	۳۱۶	یہ تلوار کون لے گا؟	۳۳۴
جنگ کا زور ہو گیا۔	۳۱۷	داد شجاعت دینے والے مسلمان	۳۳۷

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
فتح شکست سے بدل گئی	۳۳۷	ام عطیہؓ سات غزووں میں	۳۶۴
رحمتِ عالمؐ کا دانت شہید ہو گیا	۳۳۸	دو آنکھوں پر دوزخ حرام	۳۶۵
حضرت ابو دجانہؓ کی وفاداری	۳۳۹	شہید پھر شہادت کی تمنا کرتا ہے	۳۶۵
مصعب بن عمیرؓ کی شہادت	۳۴۰	ساٹھ برس کی نماز سے بہتر	۳۶۶
انس بن نضیرؓ کی شہادت	۳۴۰	سیدالکونین کا شوق شہادت	۳۶۷
ابو طلحہ کی محبتِ رسولؐ	۳۴۱	غزوہ حمراء الاسد	۳۶۸
حضرت حمزہؓ کی شہادت	۳۴۲	سریۂ ابو سلمہؓ	۳۶۹
حضرت حنظلہؓ کی شہادت	۳۴۶	سریۂ عبداللہ بن انیسؓ	۳۷۰
ابوسفیان نے ہبل کا نعرہ مارا	۳۴۷	سریۂ رجیع	۳۷۰
رسالتؐ مآب کے فرمان سے لغزش کا نتیجہ	۳۴۸	پیارے صحابہؓ کو شہید کر دیا	۳۷۱
مسلمانوں کو لرزا دینے والا اشتباہ	۳۵۰	زیدؓ بن دثنہ کی شہادت	۳۷۲
شہداء احد کی تدفین	۳۵۱	خبیبؓ کو سولی دے دیا	۳۷۳
شہداء احد کا بہشت سے پیغام	۳۵۲	واقعہ بیر معونہ	۳۷۴
جہاد کے فضائل	۳۵۵	ستر صحابہؓ کی شہادت	۳۷۵
بہشت تلواروں کے سایہ میں ہے	۳۵۸	ہجرت کا چوتھا سال	۳۷۸
ہر مسلمان جہاد کی نیت رکھے	۳۵۹	غزوہ ذات الرقاع	۳۷۸
میدان جہاد کی ایک صبح یا شام	۳۶۰	غزوہ بدر ثانی	۳۸۰
میدان جہاد بہشت کے حکم میں	۳۶۰	ہجرت کا پانچواں سال	۳۸۰
جہاد کی ایک رات سے بہشت	۳۶۲	غزوہ دومۃ الجندل	۳۸۰
ہزار دن کی عبادت سے بہتر	۳۶۳	غزوہ بنی مصطلق	۳۸۱
شہادت کے نشہ میں کھجوریں پھینک دیں	۳۶۳	ام المومنین حضرت جویریہؓ	۳۸۲
عورتوں کا جہاد میں مرہم پٹی کرنا	۳۶۴	منافقوں کی شرارت	۳۸۳

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
رحمتِ عالمؐ ہی عزت والے نکلے	۳۸۶	سریۂ خبط یا سیف البحر	۴۱۰
سانحہ افک	۳۸۶	ہجرت کا چھٹا سال	۴۱۱
صدیقہ طاہرہؓ کی بیماری	۳۸۸	غزوہ بنی لحیان	۴۱۱
عائشہ صدیقہؓ والدین کے گھر	۳۸۹	سریۂ نجد	۴۱۲
عائشہ صدیقہؓ پر غم کے پہاڑ	۳۹۰	چند سرایا	۴۱۴
حضرت عائشہؓ کی براءت میں		سریۂ ذی القصہ	۴۱۵
دس آیتیں	۳۹۳	سریۂ بنی سلیم	۴۱۵
مسطحؓ، حسانؓ اور حمنہؓ پر حد۔	۳۹۶	سریۂ طرق	۴۱۶
غزوہ خندق	۳۹۷	سریۂ عیص	۴۱۶
یہود قریش کو اکسا لائے	۳۹۷	سریۂ وادی القریٰ	۴۱۷
خندق کھودی گئی	۳۹۹	عکل وعرینہ کے ظالم لوگ	۴۱۷
حضورؐ کی صحابہؓ کو دعا	۴۰۰	صلح حدیبیہ	۴۱۹
تازیست لڑنے کی بیعت	۴۰۰	واقعہ حدیبیہ کی تفصیل	۴۱۹
کلمات برزبان رسالت مآبؐ	۴۰۱	بیعۃ الرضوان	۴۲۱
پتھر ریت ہو گیا	۴۰۲	حضرت عثمانؓ آ گئے	۴۲۲
حضورؐ کا معجزہ	۴۰۲	صلح کی گفتگو	۴۲۲
کلیجے مونہوں کو آ گئے۔	۴۰۳	صلح کی شرطیں	۴۲۵
جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے	۴۰۴	فتح مبین	۴۲۶
بنو قریظہ نے عہد توڑ دیا۔	۴۰۴	حضورؐ کا خواب سچا تھا	۴۲۷
لطائف غیبی سے امداد	۴۰۶	حدیبیہ کی ایک شرط کا اعجاز	۴۲۷
ایک اور غیبی امداد	۴۰۸	غزوۂ ذی قرد یا غابہ	۴۳۰
غزوہ بنو قریظہ	۴۰۸	غزوۂ خیبر	۴۳۲

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
یہود کے آٹھ قلعوں کی تسخیر	۴۳۲	خبیب اللہ کی رجز خوانی	۴۴۹
ہجرت کا ساتواں سال		حضورؐ کا کعبہ میں داخلہ	۴۵۱
سرورِ کائنات کی خیبر کو روانگی	۴۳۴	حضورؐ کی مکہ سے واپسی	۴۵۴
خیبر کے آٹھ قلعے	۴۳۴	حضورؐ کا میمونہؓ سے نکاح	۴۵۴
حضورؐ کا عزم خیبر		ہجرت کا آٹھواں سال	۴۵۵
علم بن الاکوعؓ کی حدی خوانی	۴۳۶	غزوہ موتہ	۴۵۵
مقام الصہبا پر پہنچ گئے	۴۳۷	زید بن حارثہؓ کی شہادت	۴۵۶
محمود بن مسلمہؓ کی شہادت	۴۳۹	حضرت جعفرؓ کی شہادت	۴۵۶
اسود راعی مسلمان ہوگیا	۴۴۰	حضرت عبداللہؓ کی شہادت	۴۵۶
قلعہ صعب کی فتح	۴۴۱	خالدؓ کے ہاتھ پر فتح	۴۵۸
قلعہ قموص کی فتح	۴۴۲	غزوہ ذات السلاسل	۴۵۹
مرحب کا رجز	۴۴۲	فتح مکہ	۴۶۰
حضرت علیؓ کا رجز	۴۴۳	قریش کی عہد شکنی	۴۶۰
مرحب کے بعد یاسر	۴۴۳	رحمتِ عالم کی مدینہ سے روانگی	۴۶۱
حضرت صفیہؓ بنت حی بن اخطب	۴۴۵	ابو سفیان مسلمان ہوگیا	۴۶۲
باقی قلعوں کی تسخیر	۴۴۶	مکہ میں داخلہ	۴۶۴
مخابرہ	۴۴۶	کعبہ میں داخلہ	۴۶۵
فدک کی تسخیر	۴۴۶	جاؤ تم کو معاف کردیا	۴۶۶
مقام پرورش آہ و نالہ	۴۴۷	غزوہ حنین	۴۶۷
خیبر کے بعد سرایا کی روانگی	۴۴۸	ہجرت کا نواں سال	۴۷۰
ہجرت کا ساتواں سال	۴۴۹	غزوہ تبوک	۴۷۰
عمرۃ القضاء	۴۴۹	بارگاہِ رسالت میں وفود کی آمد	۴۷۳

Marfat.com

مضمون	صفحہ
رسولِ خدا کے فرامین سلاطین کے نام	۴۷۵
ہجرت کا دسواں سال	۴۷۷
حجۃ الوداع	۴۷۷
حجۃ الوداع کے لافانی خطبات	۴۷۹
ایک ہمہ گیر خطبہ	۴۷۹
مساوات کا درس اخوت	۴۸۲
اہل بدعت شفاعت سے محروم ہیں	۴۸۲
کتاب و سنت کو مضبوط پکڑ لو	۴۸۳
لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ	۴۸۴
رنگ اور نسل کے امتیازات ہیچ ہیں	۴۸۴
مسلمان کی عزت اور حرمت	۴۸۴
ہجرت کا گیارہواں سال	۴۸۵
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات	۴۸۵
بیماری کے حالات	۴۸۷
خیبر کے زہر کا اثر	۴۸۷
وفات قریب ہے۔	۴۸۸
صحابہؓ کو سپرد خدا کیا۔	۴۸۹
پانی کی سات مشکیں	۴۹۰
حضورؐ دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں	۴۹۱
بنانا نہ تربت کو میری صنم تم	۴۹۲
تین وصیتیں۔	۴۹۳
قبر پرستی کی ممانعت	۴۹۴

مضمون	صفحہ
بیٹی اور پھوپھی کو وصیت	۴۹۶
حضورؐ کے آخری کلمات	۴۹۷
وفات کے بعد اہل مدینہ کی حالت	۴۹۸
غسل اور تدفین	۵۰۰
نماز جنازہ	۵۰۱
ازواج مطہراتؓ	۵۰۳
اولاد اطہر	۵۰۶
شبیہہ اقدس اور عادات و اطوار	
رحمت للعالمین کا مقام	۵۱۶
اگر موسیٰؑ زندہ ہوتے تو	
میری پیروی کرتے	۵۲۱
سنت اور حدیث کی اہمیت	۵۲۲
سرور کائنات تمام امت پر بھاری ہیں	۵۲۲
سنت کو غالب رکھیں	۵۲۳
سید العالمین کی آواز کا ادب	۵۲۳
سارا جہان ایک طرف	
ارشاد مصطفےٰ ایک طرف	۵۲۴
مومن اور مسلمان ہونے کی شرط	۵۲۵
فرمان رسولؐ پر جان چھڑکیں	۵۲۵
قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ۔	۵۲۶
حضورؐ کی اعجازی زندگی	۵۲۷

خطبۂ رحمۃ للعالمین[1]
صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) وَشَرَّ

---

[1] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وہ جامع اور مبارک خطبہ ہے جو حضور اپنے ہر وعظ اور ہر تقریر کے شروع میں پڑھا کرتے تھے۔ یہ خطبہ بالفاظ مختلف مسلم، ابوداؤد، ترمذی وغیرہ میں موجود ہے (معارف)

الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ

(ترجمہ)۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ (اسلئے) ہم اسی کی تعریفیں کرتے ہیں۔ اور (اپنے ہر کام میں) اسی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم اُس (رب العالمین) سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اسی (پاک ذات) پر ہمارا بھروسہ ہے۔ ہم اپنے نفس کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ اور اپنے اعمال کی برائیوں سے (بھی) اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ (یقین مانو) کہ جسے اللہ راہ دکھلائے۔ اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔ اور جسے وہ (خود ہی) اپنے در سے دھتکار دے۔ اس کے لئے کوئی رہبر نہیں ہوسکتا اور ہم (تہ دل سے) گواہی دیتے ہیں۔ کہ معبود برحق (صرف) اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور (اسی طرح تہ دل سے) ہم اس بات کے بھی گواہ ہیں۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے (خاص) بندے اور (آخری) رسول ہیں۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد تمام باتوں سے بہتر بات (یقیناً) اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اور تمام راستوں سے بہتر راستہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور تمام کاموں سے بدترین وہ کام ہیں۔ جو خدا کے دین میں اپنی طرف سے نکالے جائیں۔ (یاد رکھو) دین میں جو نیا کام نکالا جائے۔ وہ بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جلنے والی ہے"

Marfat.com

نقشِ اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دراں چمن کہ نسیمے وزد ز طرۂ دوست
چہ جائے دم زدن نافہائے تاتاریست

خدا تعالیٰ نے حضرت آدم اور حضرت حوّا علیہما السلام کو دنیا میں بسایا۔ اور ان سے نسلِ انسانی کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اور کہا :۔

وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝ (پ۱ع۴)

اور زمین میں تمہارے لئے ایک وقت (خاص) تک ٹھکانا اور (زندگی بسر کرنے کیلئے) ساز و سامان ہے۔"

یعنی اولاد آدم کیلئے یہ زمین ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ قرار گاہ ہے۔ ٹھکانا ہے۔ اور زندگی کے لئے تمتع پانے کا مقام ہے۔

Marfat.com

صرف موت کے وقت تک۔ نیز ارشاد فرمایا۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا (پ۱ ع ۳)

"وہی (ذات برتر) ہے۔ جس نے تمہارے (نفع) کیلئے

پیدا کیا جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب"

یعنی کل کائنات انسان کے فائدہ اٹھانے اور زندگی کے

نفع پانے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اور انسان ۔؟

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ (پ۲۷ ع ۲)

اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو اسی غرض سے پیدا

کیا ہے کہ ہماری عبادت کریں"

خدا نے ہر چیز انسان کی خدمت فائدے اور نفعے کی خاطر پیدا کی اور اُسے صرف اپنی خالص عبادت کیلئے جلوہ بار کیا۔ خدا کی خالص عبادت کرنا انسان از خود نہیں جان سکتا۔ اسلئے انسانوں میں سے ہی اس نے نبیوں کو منتخب فرمایا۔ اور ان پر وحی نازل کرکے اپنی عبادت کے طریقوں کو متعین کیا۔ فانی ہنگامی، اور عارضی زندگی بسر کرنے کا لائحہ عمل بتایا۔ تاکہ اس مستقر کو چھوڑنے کے بعد انسان اپنے اصلی گھر میں پہنچ کر ہمیشہ کی زندگی، ابدی آرام اور چین سے پائے۔

دنیا میں انبیاء اور رسل آتے رہے۔ اور لوگوں کو خدا کا پیغام پہنچاتے رہے۔ یہاں تک کہ خدا کے آخری رسول

Marfat.com

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے۔ یہ وہ رسول پاک ہیں۔ جن کی دھوم پہلے نبیوں اور اُنکی اُمتوں میں مچی ہوئی تھی۔ جن کا نام نامی۔ اسم گرامی، ذکر خیر، اوصاف و خصائل اور محامد و محاسن خاص طور پر تمام آسمانی کتابوں میں اور سب پیغمبروں کی زبان پر تھے۔

اس لئے کہ یہ پیغمبر آخر الزماں ہیں۔ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین۔ اور شفیع المذنبین ہیں۔ اکرم الاوّلین۔ اکرم الآخرین۔ سید العالمین۔ امام المرسلین سرور کائنات۔ رسولِ بحر و بر۔ پیغمبر اسود و احمر ہیں۔ آپ کی رسالت کا نیرِ تاباں مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک سارے کرۂ ارض میں ضوفشاں ہے۔ جس سے گیتی کا چپہ چپہ منورّ و مستنیر ہے۔ یہ وہ فرستادۂ بارگاہِ ربّ العالمین ہیں۔ وہ سیّد البشر اور خیر الورٰی ہیں

Marfat.com

ہدایت کا جگمگاتا نور ہیں۔ کہ تا نورِ نیرین نور افشاں ہیں ۔۔ رسالت کی مشعل قیامت تک شعلہ بار اور فانوسِ عمل دنیا کے آخری سانس تک گمراہ انسانیت کی پیشوائی کا ضامن ہے ؎

اگرچہ حسن فروشاں بجلوہ آمدہ اند!
کسے بحُسن و لطافت بیارِ ما نرسد

حبیبِ خدا اشرفِ انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ عظمت اور بزرگی سے متعلق ارشادِ خداوندی ہوتا ہے:۔

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(پ ۳ ع ۱۷)

Marfat.com

"اور جب لیا (میثاق کے روز) اللہ تعالیٰ نے عہد پیغمبروں کا۔ (اے پیغمبرو!) البتہ جو کچھ دوں میں تم کو کتاب سے اور حکمت سے (تمہارے دور نبوت میں) پھر آئے تمہارے پاس (میرا) رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سچا کرنے والا اس چیز کو کہ تمہارے پاس ہے تو ضرور اس (کی نبوت) پر ایمان لانا۔ اور ضرور اس (کے دین) کی مدد کرنا۔ فرمایا۔ (خدا نے) کیا اقرار کیا تم نے اور لیا تم نے اس پر بھاری عہد میرا؟۔ کہا (سب پیغمبروں نے) اقرار کیا ہم نے۔ فرمایا (خدا نے) اچھا تو (آج کے قول و قرار کے) گواہ رہو۔ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ تو (بات کے طے ہو چکنے کے بعد) اس کے پیچھے جو کوئی (قول سے) پھر جائے تو وہی (پھرنے والے) لوگ نافرمان ہیں!"

اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ نے تمام انبیاء سے یہ عہد لیا تھا۔ کہ اگر ان کے دور نبوت میں سرتاج انبیاء احمد مجتبیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئیں۔ تو وہ اُن کی نبوت پر ایمان لاکر اشاعت دین میں ان کا ساتھ دیں۔ تازیست ان کا اتباع کریں۔ چنانچہ جب حضورؐ کا ظہور ہوا۔ تو سابقہ ادیان اور سماوی کتابیں منسوخ

Marfat.com

ہوگئیں۔ اور تمام اہل کتاب کو آپ کی نبوت پر ایمان لانا اور آپ کی شریعت پر عمل کرنا فرض ہوگیا۔

ہر پیغمبر اپنی زندگی میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا منتظر رہا۔ کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو وہ ان کی نبوت پر ایمان لانے کا شرف حاصل کرے پھر جب وہ پیغمبر دنیا سے رخصت ہوکر خدا کی جوارِ رحمت میں جانے لگتا۔ تو اپنی امت کو تاکید کرتا کہ اگر میرے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو تم سب ان پر ایمان لانا۔ ان کا اتباع کرنا اور اپنی کتاب اور شریعت کو منسوخ سمجھنا۔ چنانچہ ابویعلی میں حضرت جابرؓ سے مرفوعاً آیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"واللہ اگر موسٰی علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو کچھ حلال نہ ہوتا۔ مگر یہی کہ میری پیروی کریں"
(ابویعلی)

مقامِ غور ہے۔ کہ ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبروں (خدا کا ان پر درود و سلام ہو) اور ان کی امتوں کو خدا کا حکم تھا کہ اگر ان کی زندگی میں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم آئیں۔ تو وہ ان پر ایمان لاکر ان کا اتباع کریں۔ کیا

مرتبہ ۔ شان ۔ بزرگی اور شرف ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ! پھر کس قدر سعادت ، مقدر کی بلندی اور خوشی کا مقام ہے ۔ مسلمانوں کے لئے ۔ کہ ان کو تمام نبیوں ۔ رسولوں اور ان کی امتوں ـــ ساری اولاد آدم کے پیشوائے اعظم سیدالمرسلین ، رحمت للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانے اور ان کی تابعداری کرنے کا موقعہ ملا ہے ۔ زہے نصیب امت محمدیہ کے ۔ علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام !

جناب اکرم الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو خطاب ہوتا ہے ۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ط مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (پ ۴ ع ۳)

لوگوں (کی رہنمائی) کے لئے جس قدر امتیں پیدا ہوئی ہیں تم سب سے بہتر امت ہو ۔ کہ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو ۔ اور برے کاموں سے منع کرتے ہو ۔ اور اللہ پر (عقیدہ توحید کے ساتھ) ایمان رکھتے ہو ۔ اور اگر (توحید و رسالت پر) اہل کتاب (بھی) ایمان لے

Marfat.com

آتے تو ان کے لئے بہتر تھا۔ مگر ان میں سے بعض
ایمان لائے ہیں اور ان میں اکثر نافرمان ہیں۔"

امت محمدیہؐ تمام امتوں سے بہتر قرار پائی۔ اسلئے کہ اس کو حضور انورؐ کی نبوت پر ایمان لانا اور آپ کا اتباع نصیب ہوا ہے۔ جو پہلی امتوں کو نہیں ہوا۔ اور پھر صحابہ نے جس جاں نثاری سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا ہے۔ اس عالمگیر تبلیغ کی نظیر نہیں ملتی۔ انہوں نے لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ کا حق ادا کر دیا ہے۔

جب کہ ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت انورؐ متبوع اعظم اور مقتدائے لامثال ہیں۔ رسولوں اور نبیوں کی سرداری کا تاج ان کے سر پر ہے۔ سرورِ دوعالم ہیں۔ تو پھر مسلمانوں کو ان کی اطاعت اور فرمانبرداری عین فرض ہوئی۔ ان کے نقش قدم پر چلنا بہشت میں چلنا ہوا۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (پ ۵ ع ۸)
جو کوئی اطاعت کرے رسولؐ کی۔ پس تحقیق حکم مانا
اس نے اللہ کا۔"

معلوم ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ کی حکم برداری کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری لازم ہے۔ جو کوئی

Marfat.com

اطاعتِ رسول کرتا ہے۔ وہی خدا کا حکم بجا لاتا ہے۔ پس مسلمانوں کو خدا کے فرائض ▪ احکام کی ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے کیلئے رسولِ رحمتؐ کے نقشِ پا کی تلاش ضروری ہے۔ جونہی قدم پر قدم رکھا۔ قرض کا بوجھ اتر گیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم!

پیشوائے رسولاں قائدِ پیغمبراں صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اپنانے اور حضور کی چال چلنے کیلئے ارشاد ہوتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ○

(پ۲۱ ع ۱۹)

البتہ تحقیق ہے تمہارے لئے رسول خدا (کی زندگی) میں عمدہ نمونہ واسطے اُس شخص کے کہ امید رکھتا ہے خدا (کی رحمت) کی۔ اور آخر کے دن (کے آرام) کی۔ اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت۔"

یعنی جو شخص تم میں سے خدا کی رحمت کا طلبگار اور قیامت کے دن عذاب الٰہی سے امن و امان چاہتا ہے ۔ اُسے ضرور ہے کہ دنیا میں زندگی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی چال کے مطابق بسر کرے۔ اس کا مرورِ زندگی انوارِ رسالت سے کسب ضیا کرے۔ اس کے لیل و نہار اُسوۂ حسنہ ؐ کے اجالے میں گزریں۔ سنّ رشد سے لے

کرتا دم واپسیں وہ اپنے پیارے نبیؐ کا ہو رہے۔

از ابو البشرؑ تا مسیح ابن مریمؑ — سارے رسولوں کے منتظر رسول۔ رسالت کے بقا سے رہتی دنیا تک رہنے والے رسولؐ محشر میں پہلے شافع اور پہلے مشفّع اس لائق ہیں کہ ان کے لیل و نہار مسلمانوں کیلئے مشعلِ حیات ہوں۔ رسالت کا کلمہ پڑھنے والے — اپنی زندگی سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے سانچے میں ڈھالیں۔ کہ حضرتؐ کا کردار معیارِ مسلمانی ہے

قرآن مجید نے حضورؐ کے منصب و مقام اور آپ کی اتباع کی اہمیت کو واشگاف الفاظ میں کئی بار بیان کیا ہے۔ تاکہ امت اپنے رسولؐ کی حیثیت جان کر ان کا مقام پہچان کر ان کی فرمانبرداری کرے۔ زندگی کے تمام گوشوں کو لمعاتِ اطاعت سے روشن کرے۔

خدا نے فرمایا ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (پ ۵ ع ۶)

"پس قسم ہے مجھ کو تیرے رب کی نہیں ایمان لائینگے یہاں تک کہ منصف جانیں یہ تجھ کو اپنے باہمی جھگڑوں

میں پھر نہ پائیں اپنے جیوں میں تنگی تیرے فیصلے
سے اور مان لیں جی کی خوشی سے۔"

یعنی اے پیغمبرؐ! جب تک یہ مسلمان اپنے باہمی تنازعوں دینی اور دنیوی اختلافوں میں تجھ کو حَکَم اور منصف نہ مانیں۔ اور پھر صرف منصف ہی نہ بنائیں۔ بلکہ تیرے فیصلے کو سُن کر ماننے پر شکن نہ لائیں۔ اور دل و جان سے قبول کریں، اس وقت تک ان کو ایمان سے کچھ بہرہ حاصل نہیں۔ مطلب واضح ہے کہ جب تک حضورؐ کے ارشادات کو بہ ہزار جان خوش ہوکر قبول نہ کریں، مسلمانی کا دعویٰ بیکار اور عبث ہے۔ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ دراصل ایمان والے نہیں ہیں۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ
رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ
وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا۝

(پ ۲۲ ع ۲)

اور کسی مسلمان مرد اور کسی مسلمان عورت کو لائق نہیں
کہ جب اللہ اور اس کا رسول (ان کے بارے میں)
کوئی کام مقرر کریں۔ تو (یہ اپنی رائے کو دخل دیں
اور) اس بات میں ان کا (اپنا) اختیار (باقی) رہے
اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریگا۔

Marfat.com

تو وہ صریح گمراہی میں جا پڑا۔"

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین بلا چون وچرا اپنی رائے کو دخل دیئے بغیر قبول کر لینے چاہئیں۔ ارشاد رسول کے سامنے کسی مسلمان مرد اور عورت کو یارائے تکلم حاصل نہیں۔ بولنے اور کلام کرنے کا اختیار ہی نہیں۔ حضورؐ کو رسول ماننے والے کا بس کام ہی یہ ہے۔ کہ آپ کے ارشاد کو سن کر سرِ تسلیم خم کر دے۔ یہ ہے منصب اور مقام، رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ اور حکم امت کے لئے حضورؐ کی اطاعت کا۔!

مزید ارشاد ہوتا ہے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ (پ۲۶ ع۱۳)

مسلمانو! اپنی آوازوں کو پیغمبرؐ کی آواز پر اونچا نہ کرو۔ اور نہ ان کے ساتھ بہت زور سے بات کرو۔ جیسے تم ایک سے ایک (آپس میں) زور زور سے بولا کرتے ہو۔ (کہیں ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔"

یہ ہے مرتبہ پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کا ہے کہ امت میں سے کسی کو آپؐ کے حضور اونچی بولنے کی اجازت نہیں۔ اگر آواز بھی اونچی ہوگئی تو اس کے اعمال بے ادبیٔ رسولؐ کے سبب برباد اور ضائع ہو جائینگے۔

جس رسولِ رحمت کے حضور آواز پست رکھنے کا حکم ہے۔ ان کی آواز سے اونچی آواز نکالنی منع ہے۔ بلکہ بربادیٔ اعمال کا سبب ہے۔ تو اُس سیدالکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور فرمان کو مسترد کرنے کا کیا انجام ہوگا؟ مسلمانوں کے لئے یہ غور کرنے کا مقام ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(پ۳ ع ۱۲)

(اے پیغمبرؐ) کہہ دو (ان لوگوں سے) کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو۔ تو میری پیروی کرو، تو دوست رکھے تم کو اللہ۔ اور معاف کردے تم کو گناہ تمہارے اور بخشنے والا مہربان ہے!

یعنی خدا تعالےٰ سے محبت کرنے اور اسکی دوستی کا ایک ہی طریقہ ہے۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی جائے۔ جب حضور کی اطاعت اور پیروی کریں گے۔ تو خدا تعالیٰ دوست بنالے گا۔ خود آپ محبت کریگا۔ اپنے

Marfat.com

ہاں عزت اور مرتبے بخشے گا۔ اپنا ولی بنا لے گا۔ پس خدا کو راضی اور خوش کرنے، آخرت میں نجات پانے کے لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پاک کو اپنانا چاہیئے۔ جس طرح حضورؐ نے حیات مقدس کو بسر کیا ہے۔ ہم بھی اسی طرح بسر کریں۔ تاکہ دنیا اور دین دونوں کامیاب ہوں

ہم نے یہ کتاب "سید الکونینؐ" کے نام سے اسی غرض سے لکھی ہے۔ کہ حضورؐ کی مقدس زندگی کے حالات مسلمانوں کے سامنے آجائیں۔ اور وہ ہزار جان سے ان پر قربان ہو کر انہیں اپنائیں۔ نیز مسلمانوں کو یہ بھی معلوم ہو جائے۔ کہ ان کے پیارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو کتاب و سنت ـــ دین اسلام کی تبلیغ کے لئے کن خارزاروں سے گزرنا۔ اور کیسی کیسی تکلیفوں، مصیبتوں اور دکھوں سے دو چار ہونا پڑا ہے۔

حضورؐ کی زندگی پر بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں ان میں سے ہر ایک کا رنگ جدا اور خوشبو جدا ہے۔ ہم نے جس طریق سے گلزارِ سیرت کے پھول چنے ہیں ان کی عطر بیزی اپنی جگہ مشامِ جان کو معطر کریگی۔ انشاء اللہ!

Marfat.com

پیدائش پاک سے لے کر وفات تک تمام ضروری باتیں اس کتاب میں آ گئی ہیں۔ نہ یہ کتاب اتنی طویل اور ضخیم ہے۔ کہ وقت کی قلت اور مشاغل کی کثرت اس کے مطالعہ میں مانع ہو۔ اور نہ ہی اتنی مختصر ہے۔ کہ نامکمل کہلائے۔

تمام حالات اور واقعات تاریخ اور سیرت کی معتبر اور مستند کتابوں سے لئے گئے ہیں۔ مثلاً ابوالفداء۔طبری، ابن خلدون، ابن اثیر۔ معجم البلدان۔طبقات ابن سعد۔ سیرت ابن ہشام، و کتب حدیث۔ عقائد اور اعمال سے متعلق تمام باتیں صرف قرآن اور حدیث سے درج کی گئی ہیں۔

ہماری دلی آرزو ہے۔ کہ گھروں میں تمام مرد اور عورتیں ۔ سکولوں اور کالجوں کے سب لڑکے اور لڑکیاں اس کتاب کو محبت کے ساتھ پڑھیں۔ اور اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی حرف بحرف از بر کریں۔ آپ کے تمام حالات اور واقعات سے پوری طرح واقف ہو جائیں۔ اور پھر ہر حال اور واقعہ سے سبق حاصل کریں۔ یہاں تک کہ اپنی زندگی ہر پہلو سے سیرت پاک کے سانچے میں ڈھال لیں

Marfat.com

در گوشۂ امید چو نظارگانِ ماہ

چشمِ طلب بران خمِ ابرو نہادہ ایم

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اعجازی زندگی ہے۔ دورِ نبوت کا ایک ایک لمحہ شمسِ ھدیٰ ہے۔ جو

"اَبَدًا عَلٰی[1] فَلَکِ الْعُلٰی"

کی شان سے ضو گستر ہے۔

وقت گذر جاتا ہے۔ صدیاں بیت جاتی ہیں۔ ماضی بھول جاتی ہے۔ لیکن مرورِ حیاتِ اقدس تا صورِ اسرافیل ادوارِ مردہ کے لئے نغمۂ نو بہار ہے۔ تا گردشِ لیل و نہار مسائلِ عالم کا لازوال حل ہے۔ اسی حیات پاک "سِرَاجًا مُّنِيرًا" کی روشنی سے زندگی کی راہوں کو فردوس بداماں کر لو۔ ؎

وہ دانائے سُبُل ختم الرسل مولائے[2] کل جس نے

غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا (اقبالؔ)

اکتوبر سنہ ۱۹۶۱ء

محمد صادق سیالکوٹی

[1] رسالت محمدیہ تا قیامت مہرِ نیمروز ہے۔ [2] سارے جہان کے سردار!

Marfat.com

عرب کا دورِ جاہلیت

برائیوں کا سیلاب

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے صرف مکہ میں ہی برائیوں کا زور نہ تھا۔ بلکہ سارا عرب ہر قسم کی بدیوں سے بھرا ہوا تھا۔ ان لوگوں کی مذہبی اخلاقی، تمدنی، معیشی اور معاشرتی زندگی موت سے بدتر تھی۔ وہاں سے انسانیت رخصت ہو چکی تھی۔ شرافت۔ دیانت۔ شرم۔ حیا۔ انصاف۔ محبت۔ اخوت، ہمدردی۔ خود داری۔ خیر خواہی۔ اور ہر اچھی خصلت کا نام و نشان تھا۔ ہاں زنا۔ شراب نوشی۔ جوا بازی۔ اغوا۔ بردہ فروشی۔ ڈکیتی۔ راہ زنی۔ لوٹ مار۔ مکر۔ فریب۔ دھوکہ دجل۔ چوری۔ کم تولنا۔ کم ماپنا۔ کم ناپنا۔ حسد۔ بغض۔ لڑائی۔ جدال۔ قتال۔ فساد۔ خون ریزی۔ دختر کشی۔ ظلم۔ ستم۔ بدخواہی۔ ہر بری خصلت اور رذالت کی تاریک رات چھائی ہوئی تھی۔ ایسی کہ صدیاں گذر گئی تھیں۔ کسی نے نیکی کی روشنی دیکھی نہیں تھی۔ اور اللہ تعالٰے کی ذات اور صفات میں غیراللہ کو شریک لانا ان تمام

Marfat.com

براہیوں میں سرفہرست تھا۔

شرک کا ظلم عظیم

عرب کے لوگوں کا مذہب شرک تھا اور شرک کا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ ایک خدا — اللہ تعالےٰ — پر ایمان لاکر آسمانوں اور زمین کا کاروبار چلانے کے لئے۔ خدا کے مددگار بھی مانتے تھے۔ گویا اللہ تعالےٰ بادشاہ حقیقی ہے اور اُسکا عملہ بھی ہے۔ جو اس کے حکم اور دیئے گئے اختیاراللہ سے مہمات سرانجام دیتے ہیں۔ اِس عقیدہ کی بنا پر اہلِ عرب دیوتاؤں اور دیبیوں کے ماننے والے تھے۔ جنوں، فرشتوں کو نذریں دیتے، اور بتوں کو سجدے کرتے تھے۔ عرب اعاظم پرست بھی تھے۔ یعنی جو چیز ان کی نظر میں بڑی دکھائی دی۔ اس کی پرستش کرنے لگ گئے۔ سورج کی تابانی دیکھی تو اسے پوجنے لگے۔ چاند کا حسن نظر آیا۔ تو اس کے آگے گر پڑے۔ ستاروں کو روشن دیکھا تو — زحل۔ مریخ۔ عطارد۔ مشتری۔ زہرہ کی نیاز دینے لگے۔ ایسے ہی آگ۔ درخت۔ پہاڑ۔ دریا۔ اور اس قسم کی بڑی چیزوں کی عبادت کرنے لگے۔ انکے علاوہ غیرمرئی روحوں کا تصور کرکے ان کی خیالی تصویریں اور مجسمے بناکر بت خانوں اور ہیکلوں میں رکھ لئے۔ ان کے نام

Marfat.com

کی نیازیں دینے لگے۔ چنانچہ خانہ کعبہ میں جو ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے۔ ان میں سے سونے، چاندی، دوسری دھاتوں اور پتھر، لکڑی کے علاوہ بزرگوں کی تصویریں بھی تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت مسیحؑ اور حضرت مریمؑ کی شبیہیں کعبہ کی دیواروں پر نقش تھیں۔ جن کو خوش کرنے کے لئے وہ لوگ انکے نام کی قربانیاں اور نذریں دیتے تھے۔ غرض سارے عرب میں مختلف حاجتوں، ضرورتوں، مہموں، مصیبتوں کے لئے بے شمار دیوتا (بت) پوجے جاتے تھے۔ اس اعتقاد کے ساتھ کہ ان سب کا مالک اللہ ہے۔ اور اللہ ہی کے یہ پیارے ہیں۔ جن کو چاندی سونا اور مختلف قسم کے کھانوں کی نذروں اور بخورات سے خوش کر کے اللہ کو خوش کیا جا سکتا ہے۔ تمام ملک میں ہزاروں بت خانے، ہیکل، مذبحے، تھان ـ سجدوں اور نیازوں کے لئے بنائے ہوئے تھے۔ جہاں ہر ہر قبیلہ کے لوگ اپنی حاجت روائیوں کے لئے آتے تھے۔

قبیلے اور اُن کے بُت

عدنانی قبائل کے سب سے بڑے تین بت تھے۔ ایک ہبل تھا جو خانہ کعبہ میں نصب تھا۔ لات طائف میں تھا۔ مکہ سے چند

کوس کے فاصلہ پر عزیٰ دیبی کا مسکن تھا۔ ان بتوں پر چڑھاوے چڑھائے جاتے۔ ان کے نام کی نذریں نیازیں دی جاتیں۔ دور دور سے لوگ ان کے لئے سفر کرکے آتے تھے۔ اور وہاں میلے لگتے تھے۔

ان کے علاوہ مختلف قبائل کے اور بہت سے مقامی بت بھی تھے۔ جن کو وہ پوجتے تھے۔ قبیلہ ہذیل کا دیوتا سواع تھا۔ بنی ملکان بن خزیمہ کے بت سعد، نائلہ اور اساف تھے۔ بنی ربیعہ بن کعب کا رضاء، قبیلہ ایاد کا ذوالکعبات۔ ہوازن کا جہار۔ قریش کا مناف۔ بکر و تغلب کا اوال۔ بکر و ربیعہ کا محرق۔ ثقیف کا یالیل خثعم کا ذوالخلصہ۔ عنزہ کا سعیر۔ سعد العشیرہ کا فراص تھا۔

اوس و خزرج ازد اور غسان کی شاخ تھے۔ یہ مناۃ دیبی کو پوجتے تھے۔ ان قبائل کی اور شاخیں بھی تھیں وہ بھی دیوتوں کی پرستش کرتے تھے۔ قذاعہ۔ لخم۔ جذام غطفان کا دیوتا اُقیصر تھا۔ ازد السراۃ کا عائم۔ طی کا فلس۔ دوس کا ذوالشریٰ۔ کلب بن دبرہ کا ود اور انعم شاخ طے کا یغوث تھا۔ کئی یعوق اور نسر کو پوجتے تھے مدین بعل کے پرستار تھے۔ قبیلے قبیلے کے اپنے بت بھی

تھے۔ اور مشترک بت بھی تھے۔

کئی قبیلے ستاروں کی پرستش کرتے تھے۔ عدنانی قبائل میں ایک قبیلہ قیس تھا۔ یہ شعریٰ ستارہ کی پرستش کرتا تھا۔ کنانہ چاند کی۔ اسد قبیلہ عطارد کی۔ اور قبیلہ تمیم ستارہ دبران کی۔

ان کے علاوہ کئی اور بتوں کے نام کتب لغت میں بلا تخصیص قبائل آئے ہیں۔ جیسے سعد۔ جبہہ۔ شارق۔ جُریش۔ عوف۔ بجہ۔ غرض وہ لوگ بتوں۔ سیاروں، فرشتوں۔ روحوں۔ اَن گنت خداؤں۔ دیبیوں اور اناث کی عبادت کرتے تھے۔ اور یہ بات بلامبالغہ درست ہے۔ کہ سرزمین عرب اور اس کے نواح میں ہر کنکر کو شنکر مانا اور پوجا جاتا تھا۔ اللہ تعالےٰ کی ذات کا وہ ضرور اقرار کرتے تھے۔ لیکن قولی۔ بدنی اور مالی عبادت سارے جہان میں صدیوں سے نباتات۔ جمادات۔ حیوانات ارواح۔ ملائکہ اور اجرام سماوی کی ہوتی تھی۔ کہ خداؤں کی یہ بھیڑ خوش ہوکر خدا تعالےٰ کو راضی کر دے۔

الحاصل عرب کے لوگ کیا بہ لحاظ اخلاق کے، اور کیا بروئے مذہب دیوالیہ ہو چکے تھے۔ انکی اخلاقی حالت اور مذہبی حیثیت آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ گویا وہ ایک

Marfat.com

لادوا مریض کی مانند تھے۔ جن پر نزع کا عالم طاری ہو۔ اور وہ چند لمحوں کا مہمان ہو۔ اور اس پر خویش و اقارب ہچکیاں لے لے کر رو رہے ہوں۔

رحمتِ ایزدی جوش میں آگئی عرب جو اپنے کرتوت کے لحاظ سے تباہی کے گڑھے میں گر چکے تھے۔ خدا کو ان کے حال پر رحم آگیا۔ اور ان کی اصلاح اور نجات کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔

رحمتِ عالم کا عالی خاندان

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی کِنَانَۃَ مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِیْلَ وَاصْطَفٰی قُرَیْشًا مِّنْ کِنَانَۃَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ ھَاشِمٍ وَّاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ ط (مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اللہ نے اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو پسند کیا۔ اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو چن لیا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان بڑی شان اور

عظمت والا خاندان ہے۔ حضورؐ کے دودمانِ عالی نسب کا مورث اعلیٰ عدنان[1] ہوا ہے۔ عدنان کے چھ فرزند تھے۔ جو ملک عرب کے مختلف علاقوں میں رہائش پذیر تھے۔ ان میں سے ایک معدؒ تھا۔ جو بڑا ہونہار اور نامور ہوا۔ اسے خدا نے نزار نام بیٹا عطا فرمایا۔ نزار کے چار بیٹے ہوئے۔ ان میں مُضر بڑا ممتاز اور نامدار تھا۔ مضر کی نسل میں سے چوتھے درجہ پر حضرت کنانہ نے بڑی شہرت پائی۔ کنانہ کی نسل سے بڑی شاخیں پھوٹیں۔ جو عرب میں آباد رہیں۔ اُن کی اولاد میں سے نضر نے بہت شہرت حاصل کی۔ اور نضر ہی نے قریش کا لقب پایا۔ اور ان ہی کی اولاد کو قریش کہنے لگے۔ مثلاً بنی تیم حضرت ابوبکرؓ کا خاندان۔ بنی عدی حضرت عمرؓ کا خاندان۔ بنی امیہ حضرت عثمان کا قبیلہ۔ بنی ہاشم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھرانہ!

نضر کے پوتے کا نام فہر ہے یہ بڑی عزت و آبرو سے دیکھے جاتے تھے۔ ان کی چھٹی پشت میں حضرت قصیٰ نے جنم لیا۔ یہ بڑے نامور سردار تھے۔ ان کو

---

[1] حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ ان میں سے ایک قیدار تھا۔ قیدار کی چالیسویں پشت میں عدنان ہوا۔

Marfat.com

خدا نے چار بیٹے عطا کیے۔ جن میں سے **عبدمناف** نے بہت شہرت پائی۔ ان کو بھی اللہ نے چار بیٹے دیئے۔ اُن میں ایک ہاشم تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا مردانگی۔ فیاضی۔ سخاوت۔ خوش اخلاقی اور انسانیت میں شہرہ آفاق تھے۔ ان کے فرزند **عبدالمطلب** تھے۔ رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا! یہ مکہ کے سرداروں اور حاکموں میں سے تھے۔ بڑے فیاض اور سخی تھے۔ آپ کا دسترخوان محتاجوں اور غریبوں کے لیئے ہر وقت بچھا رہتا تھا۔ ملک میں نہایت ہی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ ہر کوئی آپ کا ادب اور احترام کرتا تھا۔ آپ کی ذات میں سب اچھی خصلتیں جمع تھیں۔ آپ لوگوں کو رذائل سے روکتے تھے۔ زنا۔ شراب نوشی اور ظلم و ستم سے منع کرتے تھے۔

اِن کے بیٹے حضرت **عبداللہ** تھے۔ رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے والد بزرگوار! حضرت عبداللہ بڑے خوب صورت تھے۔ شرافت اور اخلاق فاضلہ کے پیکر تھے۔ شرم و حیا ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ہر کوئی ان کے کردار اور کریکٹر کا لوہا مانتا تھا۔ اپنی پاک دامنی کے سبب ملک بھر میں ممتاز تھے۔ آہ ۔ عین عنفوانِ شباب میں

Marfat.com

ہی داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ صرف اٹھارہ سال عمر پائی۔
حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا نسب پاک دامنی، شرافت، طہارتِ نفس اور اخلاق کی پاکیزگی میں شہرۂ آفاق رہا ہے۔ واقعی حضرت انور صلی اللہ علیہ وسلم پاک پُشتوں اور پاک رحموں سے پیدا ہوئے ہیں۔

آمنہ خاتون کی شرافتِ نسب

جسطرح حضورؐ نہایت شریف النسب تھے۔ اسی طرح آپ کی والدہ اور نانیاں بھی سب کی سب عفت اور عصمت میں اپنی مثال آپ تھیں۔ گویا حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم بڑے عالی مرتبہ نجیب الطرفین تھے۔ صلے اللہ علیہ وسلم!

حضرت ابن جریر طبریؒ رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

وَھِیَ یَوْمَئِذٍ اَفْضَلُ اِمْرَاَۃٍ مِنْ قُرَیْشٍ۔
آمنہ[1] خاتون اُس وقت تمام قریشی عورتوں سے افضل تھیں"

[1] حضرت آمنہ خاتون بنت وہب کا نسب نامہ حضور انورؐ کے نسب نامہ سے قصیٰ کے والد کلاب پر جا ملتا ہے۔

Marfat.com

نسبِ رحمۃٌ لّلعالمین

صلی اللہ علیہ وسلم

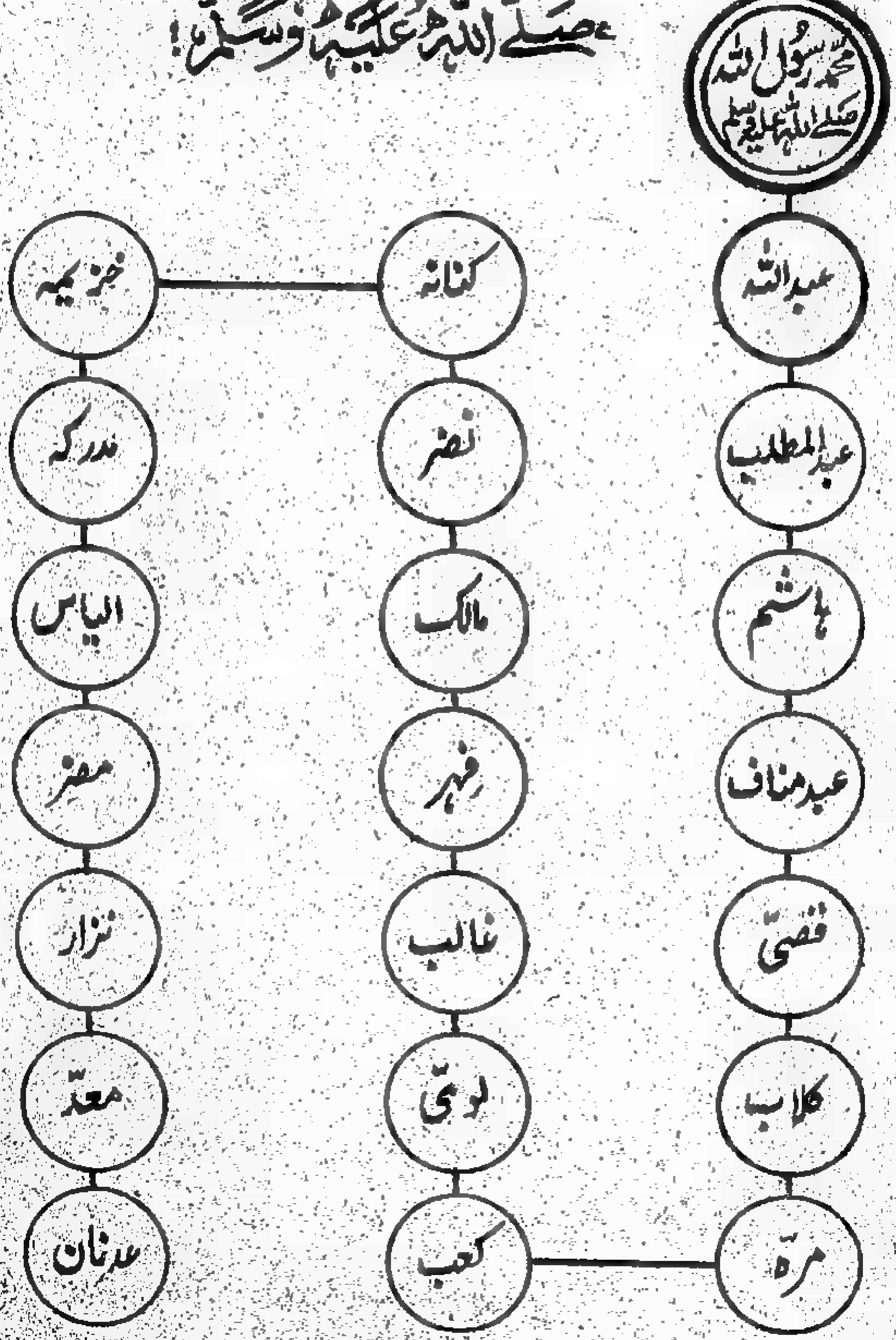

Marfat.com

پیدائشِ سیدالکونین

صلی اللہ علیہ وسلم

آفتابِ رسالت کی صبحِ صادق
واقعہ اصحاب الفیل

حضرت انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا بزرگوار، حضرت عبدالمطلب کے زمانہ کا ایک مشہور واقعہ ــــ واقعہ اصحاب الفیل خصوصیت سے قابلِ ذکر ہے۔ آفتابِ رسالت کے طلوع ہونے ــــ تولّدِ پاک سے پچاس سال قبل ایک محیرالعقول واقعہ لوگوں نے دیکھا۔ اسے قرآن مجید نے بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے۔ آپ بھی سنیں! جس کعبہ کو پیغمبر آخرالزماں صلے اللہ علیہ وسلم نے تین سو ساٹھ بتوں سے پاک کرکے وہاں توحید کا جھنڈا لہرانا اور تاقیامت گڑے رہنے کا مژدہ سنانا تھا ــــ خدا اس کعبے کی، آفتابِ رسالت کی "صبح صادق" میں کس طرح حفاظت کرتا ہے۔

واقعہ یوں ہے۔ کہ یمن کے حاکم ابرہہ عیسائی نے اپنے ملک میں سنگِ مرمر کا ایک عظیم الشان گرجا

بنایا۔ اور اسے نہایت درجہ سجایا۔ اس غرض سے کہ لوگ بجائے کعبۃ اللہ کے اِس کا حج کیا کریں۔ اور ارادہ کیا۔ کہ کعبہ کو چل کر مسمار کر دوں۔ چنانچہ وہ ایک خاص ہاتھی پر جس کا نام محمود تھا۔ سوار ہوا۔ اور تیس ہزار کا لشکر لے کر معہ ہزاروں ہاتھیوں کے مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب مکہ کے قریب پہنچا۔ تو دیکھا۔ کہ لوگوں کے اونٹ چر رہے ہیں۔ ان میں دو سَو اونٹ حضرت انورؐ کے دادا عبدالمطلب کے بھی تھے۔ یہ تمام اونٹ ابرہہ کے آدمیوں نے پکڑ لیے۔ جب عبدالمطلب کو پتہ چلا۔ کہ یمن کا جابر حاکم تیس ہزار کا لشکر اور بیشمار ہاتھی لے کر خانہ کعبہ کو گرانے آیا ہے۔ تو وہ بے خوف وخطر اس کے پاس جا پہنچے۔ اور کہا۔ کہ آپ کی فوج نے میرے دو سَو اونٹ پکڑ لئے ہیں۔ وہ واپس کر دیں۔ ابرہہ نے کہا۔ آپ نے اونٹوں کا تو مطالبہ کیا ہے۔ اور اپنے کعبہ کے متعلق کوئی بات نہیں۔ آپ کیسے آدمی ہیں؟ عبد المطلب نے کہا۔ اونٹ میرے ہیں۔ اس لئے میں اپنے اونٹوں کا مطالبہ کرتا ہوں۔ اور کعبہ خدا کا گھر ہے۔ وہ اپنے گھر کی خود حفاظت کرے گا۔ متکبر اور ظالم ابرہہ بولا!

وہ کیا حفاظت کرے گا۔ عبد المطلب اپنے اونٹ لے کر واپس آ گئے۔ اور خدا کے گھر کو خدا کے حوالے کر آئے!

عبدالمطلب اور دوسرے اہل مکہ ابرہہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ اس کے لشکر جرار سے لڑنے کا سامان نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے سب پناہ گاہوں میں محفوظ ہو گئے۔

دوسرے دن صبح ابرہہ نے داخلِ مکہ ہونے کی تیاری کی۔ اس نے اپنے ہاتھی کو بہتیرا اٹھایا۔ لیکن وہ اپنی جگہ سے ہلنے سے رہا۔ بہت مارا۔ پھر بھی نہ ہلا۔ یمن کی سمت منہ کر کے بھاگنا چاہتا۔ لیکن مکہ کی جانب رُخ نہ کرتا۔ اتنے میں خدا تعالےٰ نے سمندر کی طرف سے ایک عجیب پرندے لشکر کے لشکر بھیج دیئے۔ ہر پرندہ کی چونچ اور پنجوں میں پتھر کے کنکر تھے۔ وہ پرندے اُن ہاتھیوں والوں کے اصحاب الفیل کو کنکر مارتے۔ جس کو کنکر لگتا۔ وہ ہلاک ہو جاتا۔ کنکروں کی بارش ہونے لگی۔ اور ابرہہ کے لشکر میں ہلچل مچ گئی۔ وہ گھبراہٹ اور اضطراب کی حالت میں بھاگنے لگے۔ لیکن۔ اَیْنَ الْمَفَرّ اب خدا کے عذاب سے کہاں بھاگیں۔ یہ غضبِ الٰہی تھا۔ سب ہلاک ہو گئے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ۝ اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ ۝ وَّ اَرْسَلَ عَلَیْهِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ ۝ تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ ۝ (پ۳۰ع۳۰)

"کیا نہ دیکھا تو نے کیونکر کیا تیرے پروردگار نے ہاتھیوں والوں کے ساتھ۔ کیا نہ کر دیا ان کے داؤ کو خطاے میں اور ان پہ بھیجے پرند جُھنڈ کے جُھنڈ پھینکتے تھے اُن پہ پتھر کنکر سے۔ پھر کر دیا ان کو مانند بھُس کھائے ہوئے کے"

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق

انجیل کی بشارتیں

موجودہ انجیل میں بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور بابرکت حیات پاک کے متعلق بشارتیں اور پیش گوئیاں موجود ہیں۔ ہم انہیں یہاں بیان کرتے ہیں۔ تاکہ رحمت عالم کی عظمت، صداقت اور بزرگی ثابت ہو۔ اور عیسائیوں

Marfat.com

پر حجت ہو۔

رسول بنی اسمٰعیل صلی اللہ علیہ وسلم

اور خدا نے مجھے کہا۔ کہ انہوں نے جو کچھ کہا۔ سو اچھا کیا۔ میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اُسے کہوں گا۔ وہ سب ان سے کہے گا۔ اور ایسا ہوگا۔ کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کر کہے گا۔ نہ سنے گا۔ تو میں اس کا حساب اس سے لونگا"
(موسےٰ کی پانچویں کتاب استثناء

باب ۱۸۔ آیت ۱۷ تا ۲۷)

اس پیشگوئی میں بتایا گیا ہے۔ کہ جو موسیٰ کی مانند ہوگا۔ وہ بنی اسرائیل میں سے نہیں۔ ان کے بھائیوں میں سے ہوگا۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ بھائی بنی اسمٰعیل تھے۔ اور بنی اسمٰعیل عرب ہیں۔ ان سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہوئے۔ اُن ہی کو خدا نے نبی برپا کیا۔ اور اپنا کلام (قرآن مجید) اُن کے منہ

Marfat.com

میں ڈالا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بنی اسماعیل کے نبیؑ کی مماثلت بھی ظاہر ہے۔ کہ دونوں رسول، دونوں صاحبِ کتاب اور صاحبِ شریعت ہیں۔ دونوں کی مخالفت کرنے والوں کو خدا سزا دے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مخالف فرعون اور اس کی قوم نیل میں غرق کر دیئے گئے۔ اور رسولِ بنی اسرائیل حضرت محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالف اور معاند بھی بدر میں سزا پا گئے۔

رسولِ فاران صلی اللہ علیہ وسلم

"اور یہ وہ برکت ہے۔ جو موسیٰ مرد خدا نے اپنے مرنے سے آگے بنی اسرائیل کو بخشی۔ اور اس نے کہا۔ کہ خداوند سینا سے آیا۔ اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی۔"
(استثنا باب ۳۳)

ان آیات میں خدا نے تین خوش خبریاں دی ہیں

Marfat.com

خدا سینا سے آیا۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ ظاہر ہوا۔ حضرت موسیٰ کا نبی ہونا ثابت ہوا۔ شعیر سے چمکا۔ اس سے حضرت عیسیٰ کا دنیا کو پیغام دینا مراد ہے پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی خدا کے سچے پیغمبر ہوئے۔ تیسری خوش خبری دوپہر کے سورج کی طرح چمک رہی ہے فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا۔ کون نہیں جانتا کہ فاران حجاز میں ہے۔ اور یہاں ہی سے آفتاب رسالت محمدیہؐ نے طلوع کیا تھا۔ پھر دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آنا ۔ بچہ بچہ جانتا ہے۔ کہ فتح مکہ کے وقت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار پاک باز (قدوسیوں) صحابہ کی جماعت تھی۔ اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت تھی۔ کہ حضورؐ کی شریعت سے ٹکرانے والے ہلاک اور بھسم نہیں ہو گئے تھے۔

عیسائیوں کو از راہِ انصاف غور کرنا چاہیئے۔ اور بتانا چاہیئے۔ کہ فاران کے پہاڑ سے کون جلوہ گر ہوا؟؟ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ کون آیا؟؟ اور کس کے ہاتھ میں آتشی شریعت تھی۔ ؟؟؟ دوستو! یہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ جن کی خوش خبری انجیل دے رہی ہے۔ پھر جہاں انجیل کے

Marfat.com

کہنے پر اور نبیوں کو مان رہے ہو۔ وہاں حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھی رسول تسلیم کر لو!

برومند اور بابرکت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

"میں نے تیری[1] دعا اسمٰعیل کے حق میں قبول کی۔ دیکھ میں اسے برکت دوں گا۔ اور اسے برومند کروں گا۔ اور اسے بہت بڑھاؤں گا۔ اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے۔ اور اس سے بڑی قوم بناؤں گا۔"

(کتاب پیدائش باب ۱۷، آیت ۲۰)

مذکورہ پانچ وعدے ہیں۔ غور کریں۔ کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے تمام گھرانے گمنامی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ ان کی نسل میں برکت۔ برومندگی۔ ان کا بڑھنا، پھلنا پھولنا اور ایک بڑی قوم بن جانا یہ تمام صفات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے ہی منصۂ شہود پر آئیں۔ بنی اسمٰعیل کو صرف نبوت محمدیہ کے سبب ہی، چار چاند لگے۔ ظہور اسلام سے قبل عرب کا جو حال تھا۔ وہ دنیا کو معلوم ہی ہے۔ پھر

[1] یعنی ابراہیم علیہ السلام کی دُعا۔

وہ کون ذات ہے۔ جس نے سے

ع گدڑیوں کو عالم کا سلطان بنایا۔

اہل عرب — یعنی بنی اسمٰعیل کو برکت، عزت اور برومندگی کی دولت سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی مالا مال کیا ہے۔ انجیل کے ماننے والوں کو ایمانی جرأت سے کام لے کر رسولِ بنی اسمٰعیل پر ایمان لانا چاہیئے۔ کہ وہ انجیل کے وعدے اور پیشگوئی کے مطابق آیا ہے۔

مذکورہ آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دُعا کا ذکر قرآن میں بھی ہے۔

دُعائے ابراہیمؑ

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ (پ۱ ع ۱۵)

(دعا مانگی ابراہیم نے) اے رب ہمارے اور بھیج ان (بنی اسمٰعیل) میں پیغمبر انہیں میں سے پڑھے ان پر آیتیں تیری۔ اور سکھلائے ان کو کتاب اور حکمت اور پاک کرے ان کو، تحقیق تو ہی غالب حکمت والا ہے۔"

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا خدا نے قبول کرلی اور ان کے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا دیا۔

بشارتِ عیسیٰ ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی بشارت دی تھی کہ میرے بعد ایک رسولؐ آئے گا۔

وَ اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ط (پ۲۸ ع ۹)

اور جب کہا عیسیٰ ابن مریم نے، اے بنی اسرائیل بے شک میں رسول خدا کا ہوں تمہاری طرف ماننے والا ہوں اس چیز کو جو آگے میرے ہے توراۃ سے اور خوش خبری دینے والا ساتھ ایک پیغمبر کے کہ آئے گا میرے پیچھے، نام اس کا (**احمدؐ**) ہے"

ثابت ہوا۔ کہ جس طرح ابراہیمؑ نے اسمٰعیل کے گھرانے سے ایک پیغمبر کے پیدا ہونے کی دعا کی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی بشارت دی کہ اے بنی اسرائیل

میرے بعد ایک رسول آئے گا۔ اس کا نام
پاک احمدؐ ہوگا۔ (اس پر ایمان لانا)

پس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی بشارت کے مطابق آئے ہیں۔

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحاؑ

محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیش گوئی

عرب کے صحرا میں تم رات کاٹو گے۔ اے ددانیوں کے قافلو۔ پانی کے پیاسے کا استقبال کرنے آؤ۔ اے تیما کی سرزمین کے باشندو۔ روٹی کے لئے بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو۔ کیونکہ وے تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھینچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں، کیونکہ خداوند نے مجھے یوں فرمایا، ہنوز ایک برس ہاں مزدور کے سے ایک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی۔ اور تیر اندازوں کے جو باقی رہے قیدار کے بہادر گھٹ جائیں گے۔

Marfat.com

کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے یوں فرمایا۔

(یسعیاہ باب ۲۱ آیت ۱۳)

اس آیت میں جو پیش گوئی ہے۔ وہ صاف صاف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے متعلق ثابت ہوتی ہے۔

عرب کے صحرا میں رات کاٹو گے۔ پیش گوئی ملک عرب کے متعلق مخصوص ہوئی۔

ددانیوں کے قافلو! — ددان حضرت ابراہیمؑ کے پوتے کا نام ہے۔ جو یقسان کا بیٹا تھا۔ ان کی اولاد کی طرف اشارہ ہے۔

تیما یا تیمہ حضرت اسمٰعیلؑ کا بیٹا تھا۔ اس کی اولاد عرب میں آباد تھی۔

روٹی کے لئے بھاگنے والے کا مطلب حضرت انورؐ کا سفر ہجرت کرنا ہے۔ اور

ننگی تلوار، کھینچی ہوئی کمان، جنگ کی شدت، سے مراد حضورؐ کا دشمنوں کے قتل کے منصوبے سے بچکر راتوں رات مکہ سے ہجرت کرنا ہے۔

مزدور کے سے ایک برس — کا مطلب یہ ہے۔ کہ حضورؐ نے مدینہ میں آکر مسجد بنائی۔ خود بھی صحابہؓ کے

Marfat.com

ساتھ مزدوروں کی طرح پتھر ڈھوتے رہے۔

قیدار حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا بیٹا تھا۔ اس کی اولاد قریش تھی۔ جنگ بدر ٹھیک ہجرت سے ایک برس بعد ہوئی۔ جس میں قریش کو شکست ہوئی اور ان کے بہادر گھٹ گئے۔ کہ بدر میں مارے گئے۔ اور ان کی حشمت واقعی جاتی رہی تھی۔ یہ پیش گوئی بھی حرف بحرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی پوری اترتی ہے۔

تسلی دینے والا رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اگر تم مجھے پیار کرتے ہو۔ تو میرے حکموں پر عمل کرو اور میں اپنے باپ سے درخواست کرونگا اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بخشے گا۔ کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا۔ (یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۵)

اس آیت میں حضرت مسیحؑ بنی اسرائیل کو کہہ رہے ہیں۔ کہ خدا تمہیں (میرے بعد) دوسرا تسلی دینے والا بخشے گا۔ یہ دوسرا تسلی دینے والا حضرت عیسیٰؑ کے بعد کون نبی ہے؟ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ حضورؐ نے دنیا کو تسلی دی۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ کے معنی ہیں۔ سارے جہان کے لئے رحمت بن کر آنے والا

یہ رحمت تسلی ہی تو ہے۔ یہود نے حضرت مسیحؑ اور اس کی والدہ مریمؑ پر جو بہتان لگائے تھے۔ حضور نے اُن بہتانوں کو دور کیا۔ انجیل اور حضرت مسیحؑ کی تصدیق کی اور ساری دنیا جو عالم اضطراب میں تھی۔ اسکو سکون بخشا۔ پھر مسیح کا یہ کہنا۔ وہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا۔ اس سے حضورؐ کا خاتم النبیین ہونا ثابت ہوا۔ کہ اس کی نبوت تا قیامت دنیا والوں کا ساتھ دے گی۔ یہ انجیل میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص ذات کیلئے پیش گوئی اور بشارت ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان مبارک سے!

وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں اور لاویوں کو بھیجا کہ اس سے پوچھیں۔ کہ تو کون ہے؟ اور اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا۔ بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ تب انہوں نے اس سے پوچھا۔ تو اور کون ہے۔ کیا تو ایلیاس ہے۔ اس نے کہا۔ میں نہیں ہوں۔ پس آیا تو وہ نبی ہے۔ یوحنا نے جواب دیا۔ نہیں۔ (انجیل یوحنا باب اول آیت $\frac{19}{20}$)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کے حکم سے بنی اسرائیل

کو پیغمبر آخر الزمان کی خوش خبری دی تھی۔ بنی اسرائیل لگاتار حضورؐ کا انتظار کر رہے تھے۔ چنانچہ بنی اسرائیل ایک پیغمبر کو پوچھتے ہیں۔ کیا تو مسیح ہے؟ اس نے کہا۔ نہیں۔ پھر پوچھا۔ کیا تو الیاس ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کیا تو وہ نبی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔

ناظرین کرام! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہلی امتوں میں بوجہ نبیوں کی بشارتیں پانے کے اتنے مشہور تھے۔ کہ وہ لوگ بجائے نام لینے کے صرف اشارہ ہی کافی سمجھتے تھے۔ اسی لئے یہودیوں نے پوچھا۔ کیا تو وہ نبی ہے۔ یعنی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جن کا ذکر۔ چرچا اور معلوم ہے۔ پس انجیل میں وہ نبی سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

خدا کی ذات پر قربان جاؤ۔ اس نے "وہ نبی" کا ترجمہ آنحضرتؐ اردو زبان میں ایسا جاری و شائع کیا ہے جس سے مراد صرف حضورؐ کی ذات ہی لی جاتی ہے۔ اور آنحضرتؐ (وہ نبی) سوائے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور کیلئے استعمال نہیں ہوتا۔

پس آنحضرتؐ — ترجمہ ہے وہ نبی کا۔

— صلی اللہ علیہ وسلم —

Marfat.com

رسولِ رحمت کے پتے
صلی اللہ علیہ وسلم

دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالتا۔ میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے۔ میں نے اپنی روح اس پر رکھی۔ وہ قوموں کے درمیان عدالت جاری کرائیگا کہ دائم رہے۔ اس کا زوال نہ ہوگا۔ اور نہ مسلا جائے گا۔ جب تک راستی کو زمین پر قائم نہ کریں۔ اور بحری ممالک اس کی شریعت کی راہ تکیں۔ میں خداوند نے تجھے صداقت کے لئے بلایا ہے۔ میں ہی تیرا ہاتھ پکڑونگا۔ اور تیری حفاظت کروں گا۔ اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے نور کے لئے تجھے دوں گا۔۔۔ وہ ستائش جو میرے لئے ہوتی کھودی ہوئی مورتوں کے لئے نہ دوں گا دیکھو تو سابق پیشگوئیاں بر آئیں۔ اور میں نئی باتیں بتلاتا ہوں۔ اس سے پیشتر کہ واقع ہوں۔ میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ خداوند کے لئے ایک نیا گیت گاؤ۔ اے تم جو سمندر پر گزرتے ہو۔ اور تم جو اس میں بستے ہو۔ اے بحری ممالک

Marfat.com

اور ان کے باشندو۔ تم زمین پر سرتاسر اس کی ستائش کرو۔ بیابان اور اس کی بستیاں ۔ قیدار کے آباد دیہات اپنی آواز بلند کریں گے۔ سلع کے بسنے والے ایک گیت گائیں گے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں گے۔ وہ خداوند کا جلال ظاہر کرینگے اور بحری ممالک میں اس کی ثنا خوانی کریں گے۔ خداوند ایک بہادر کی مانند نکلے گا۔ وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت کو اسکائیگا۔ وہ چلائے گا۔ ہاں وہ جنگ کیلئے بلائے گا۔ وہ اپنے دشمنوں پر بہادری کرے گا۔ ۔ ۔ وے پیچھے ہٹیں ، اور پشیمان ہوں۔ جو کھودی ہوئی مورتوں کا بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور ڈھالے ہوئے بتوں کو کہتے ہیں۔ تم ہمارے الٰہ ہو" (یسعیاہ باب ۴۲)

یہ پیش گوئی بھی ساری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پوری اترتی ہے۔ اس میں مورتیں ۔ سلع ۔ قیدار ۔ جنگی مرد ۔ نیا گیت کے الفاظ محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر مہر صداقت لگاتے ہیں ۔ ساری پیشنگوئی پر ایک سرسری نظر ڈالیں۔ شروع میں آتا ہے۔ میرا بندہ — واقعی خدا نے نبی رحمت کو میرا بندہ

کہا ہے۔ بلکہ سارے جہان سے قیامت تک کہلوایا ہے۔
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ میں شہادت دیتا ہوں۔
کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کا بندہ اور رسول ہے۔

جسے میں سنبھالتا ہوں۔ حضورؐ یتیم رہ گئے تھے۔ خدا تعالےٰ نے ان کو سنبھالا۔ اور پروان چڑھایا۔

میرا برگزیدہ۔ حضورؐ کا نام مصطفےٰؐ اور مرتضےٰ ہے۔ جس کے معنی ہیں برگزیدہ۔

جس سے میرا جی راضی ہے۔ اَتْمَمْتُ عَلَيْكَ نِعْمَتِیْ۔ "اے میرے حبیبؐ میں نے اپنی نعمت تجھ پر پوری کر دی" کتنا راضی ہوا خدا آپ پر!

میں نے اپنی روح اس پر رکھی۔ خدا کی وحی اور اس کا کلام روح ہے۔ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا۔ ثابت ہوا۔ آپ خدا کے سچے رسول ہیں۔ جن پر خدا کی روح (قرآن) کا نزول ہوا۔

قوموں کے درمیان عدالت جاری کرائیگا۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے ظلم و ستم دور کرکے عدل و انصاف جاری کیا۔ ملک عرب کی حالت جو حضورؐ سے پہلے تھی — اور جو حضورؐ کے نبی ہونے اور آپ کی تبلیغ کے بعد ہوئی۔ یہ بات بتا رہی ہے۔

Marfat.com

کہ آپ نے خاندانوں۔ قبیلوں۔ گھرانوں اور قوموں کے درمیان واقعی عدالت قائم کر کے رکھ دی۔

اس کا زوال نہ ہوگا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی شریعت ہمیشہ رہے گی۔ کوئی نئی شریعت نیا دین نیا نبی نہیں ہوگا۔

نہ مسلا جائے گا۔ دشمن نہ اس کو قتل کر سکیں گے نہ اس پر غالب آسکیں گے۔ اس کو کوئی مسلے گا نہیں دبائے گا نہیں۔ بلکہ وہ سب پر غالب رہے گا۔

کہئیے ۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب پر غالب نہیں آئے ؟ ضرور آئے۔

اور تیری حفاظت کروں گا۔ خدا نے حضورؐ کی بیشک حفاظت کی۔ خود قرآن میں کہتا ہے۔ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ اور اللہ تجھے لوگوں (کی برائی اور شر) سے بچائیگا۔

کھودی ہوئی مورتیں۔ اس سے مراد شرک اور بت پرستی ہے۔ جو ملک عرب میں تھی۔ حضورؐ نے اس کو مٹانے کے لیئے ساری عمر جہاد کیا۔ آخر مورتوں (شرک) کو مٹاکر توحید کو اجاگر کیا اور خوب پھیلایا۔ حضور کی وفات کے وقت سارا عرب توحید کے نور سے جگمگا اٹھا تھا۔

ایک نیا گیت گاؤ۔ قرآن سے پہلے کی تمام کتابیں

Marfat.com

منسوخ ہو چکی تھیں۔ پس نیا گیت سے مراد قرآن ہی ہے۔

سمندروں کے سفر کرنیوالے

صحابہؓ نے بہ سلسلہ تبلیغ اور جہاد سمندروں کے بہت سے سفر کئے تھے؟ اور دنیا کے چپہ چپہ میں اللہ کا دین پہنچا دیا۔

قیداز کے آباد دیہات۔ قیدار حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بیٹےؑ کا نام ہے۔ جو عرب میں آباد تھا۔ حضورؐ ہی کی نبوت اور برکت سے قیدار کے دیہات میں توحید کی آواز بلند ہوئی۔ قیدار کی نسل بنی اسمٰعیل تھی۔ اہل عرب تھے۔ ثابت ہوا۔ کہ یہ پیش گوئی صرف عربی نبی محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہی ہے۔

سلع کے بسنے والے۔ سلع مدینہ منورہ میں ایک پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ والوں نے ضرور خوشی کا گیت گایا۔ یعنی خوشی سے باغ باغ ہو گئے۔ جب حضورؐ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تھے۔

سلع کا لفظ بتا رہا ہے۔ کہ پیش گوئی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہی ہے۔ کیونکہ سلع سوائے مدینہ کے کہیں نہیں ہے۔

پھر دین اسلام اور حق کی حمایت اور حفاظت میں

Marfat.com

کس نے جنگیں لڑیں، کہ کھودی ہوئی مورتوں کا بھروسہ رکھنے والے (مشرک) اور ڈھالے ہوئے بتوں کو اِلٰہ کہنے والے پشیمان ہوکر پیچھے ہٹ گئے، یہ خواجۂ بدر و حنین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ؎

فرستادۂ خاص پروردگار ٭ رسانندۂ حجتِ استوار!
گرامایہ تر تاج آزادگاں ٭ گرامی تر از آدمی زادگاں

بائبل کی پیشگوئیوں کا ماحصل

بائبل کی چند مذکور پیش گوئیاں اور بشارتیں ثابت کرتی ہیں، کہ جس پیغمبر حق کی دھوم پہلی امتوں میں تھی۔ اور جس کے متعلق پیشگوئیاں اور بشارتیں تمام انبیاء نے سنائیں۔ وہ پیغمبر۔ مکی۔ مدنی محمدؐ عربی فخر دودمانِ عرب صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

مطلع عالم پہ مہرِ ضوفشاں کا طلوع

پیدائش پاک

بہار کے موسم ۔ ۱۲ ماہ ربیع الاول (۲۲ اپریل ۵۷۱ء) سوموار کے روز، نور کے تڑکے ۔ حافظِ ناموسِ آدم،

صاحبِ خلقِ عظیم، نازشِ انسانیت، نگہبانِ آدمیت، پیکرِ جود و سخا، سرچشمۂ مہر و ولا، مصدرِ صبر و رضا، قرارِ قلب و جاں، رمزِ کن فکاں، غمگسارِ انس و جاں، مہرِ سکوتِ ہفت اختراق، غلغلۂ کون و مکان، دوائے دردِ دوراں، جوہرِ آئینہ تجلیات، سرورِ کائنات، مبشرِ رسولاں منتظرِ نبیاں، ماہِ عرب، مہرِ عجم، شمعِ حقیقت، سید المرسلین رحمت للعالمین، اکرم الاولین، اکرم الآخرین، شفیع المذنبین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ؎

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیلؑ و نوید مسیحا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ط

امتِ محمدیہ کے زہے نصیب کہ یہ آیۂ رحمت اسے عطا ہوئی۔ ظہورِ قدسیؐ اس کا مقدر بنا ؎

ہے فرش سے تا عرش عجب بارشِ انوار
ہر سمت سے رحمت کی گھٹا جھوم رہی ہے

(لہ بقیہ صہ ۵۹) مشہور روایت حضورؐ کی پیدائش کی تو ۱۲ ربیع الاول ہے۔ بعض نے ۸ بتائی ہے۔ اور مولانا شبلی مرحوم نے وہی لکھی ہے۔ نوشیرواں عادل شاہ ایران کو تخت نشین ہوئے چالیسواں سال تھا۔ کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلمت کدہ جہاں کو اپنے ظہور سے بقعہ نور بنایا۔ (صادق)

اِک نغمۂ پر کیف ہواؤں میں ہے رقصاں
فطرت بھی سرِ عرشِ علا جھوم رہی ہے

❊

کانوں میں ہیں اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَ کے نغمے
پڑھ پڑھ کے زباں صلِّ علٰے جھوم رہی ہے

(شاعر لکھنوی)

سیّد الکونین کی والدہ ماجدہ کا خواب

سیرتِ ابن ہشام میں ہے۔ کہ آمنہ خاتون نے کہا۔ کہ حضورؐ ابھی میرے شکم میں ہی تھے۔ کہ میں نے خواب دیکھا۔ کسی نے کہا۔ تیرے پیٹ میں امت کا سردار ہے۔ جب وہ پیدا ہو۔ تو کہنا۔ "میں اسے ہر حاسد کے شر سے واحد (خدائے واحد) کی پناہ میں دیتی ہوں۔ اور اس کا نام محمدؐ رکھنا۔" حضرت آمنہ کہتی ہیں۔ کہ میں نے دیکھا۔ کہ ایک نور[1] مجھ سے نکلا ہے۔ جس سے میں نے شام کے شہر بصریٰ کے محل دیکھے۔

---

[1] بیشک حضورؐ نورِ ہدایت تھے۔ آپ کے نورِ کردار سے ساری دنیا جگمگا اٹھی۔ قول و فعل کی شمعوں سے ظلمتیں مٹ گئیں اور جہان میں اجالا ہو گیا۔ (صادق)

آمنہ خاتون کا یہ خواب حرف بحرف درست نکلا۔ حضورؐ امت کے سردار ۔ خیرالوریٰ ہوئے۔ اکرم الاولین والآخرین امام الانبیاء و المرسلین ہوئے۔ خدا نے ہر حاسد کی شرارت اور برائی سے آپ کو پناہ میں رکھا۔ اور ہر طرح کی حفاظت کی۔ حتیٰ کہ جس کام پر آپ مامور ہوئے تھے۔ وہ پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔ آپ کا مشن کامیاب ہو گیا۔

حضورؐ کا نام محمدؐ رکھا گیا۔ آپ واقعی ہی اسم بامسمےٰ ہوئے۔ اس دن سے لے کر آج تک تعریف کئے گئے ہیں۔ اور قیامت تک خلق کی زبان پر آپ کی تعریف رہے گی۔ اور مقام محمود پر جب آپ کھڑے ہوں گے۔ تو سب نبیوں اور امتوں کی زبان پر آپ کی تعریف اور ستائش ہو گی۔

عقیقہ اور ختنہ

جب حضورؐ شکمِ[1] مادر میں تھے۔ تو آپؐ کے والد اللہ کو پیارے ہو گئے۔ گویا سیّدالکونین رحمت للعالمین یتیم پیدا ہوئے۔ جب پیدائش کی خبر دادا محترم کو ملی۔ تو وہ مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے۔ پیارے بچے کو چوما۔ اور سر آنکھوں سے لگایا۔ اور اپنے نوجوان

[1] بعض سیرت نگار کہتے ہیں۔ کہ والد کی وفات کے وقت حضورؐ دو ماہ کے تھے۔" (منہ)

Marfat.com

فرزند کا زخم موت منزل پایا۔ پھر ابراہیمی طریق کے مطابق پیارے بچے کا ختنہ اور عقیقہ کیا۔ اور ان کا نام محمدؐ رکھا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

والدہ اور دادا بھی چل بسے

جب حضورؐ ابھی چھ برس کے ہوئے۔ تو والدہ بھی وفات پاگئیں۔ اور دادا محترم کے پاس رہنے لگے۔ جب عمر شریف نو برس کی ہوئی۔ تو دادا بھی چل بسے۔ پھر آپؐ کو چچا ابوطالب نے لے لیا۔ اور بڑی محبت سے اور ناز برداری سے پرورش کرنے لگے۔ اور تازیست حقیقی بیٹوں سے بڑھ کر بڑی محبت، پیار اور خیرخواہی سے آپ کو پالا پوسا۔ حتیٰ کہ حضورؐ نبوت کے تاج سے سرفراز ہوگئے۔

زمانہ رضاعت

مکہ کے اونچے گھرانے ولادت کے بعد بچے کو دودھ پلانے کیلئے کسی دوسری عورت کے حوالے کر دیتے تھے۔ چنانچہ اس دستور کے مطابق ایک ہفتہ والدہ کا دودھ پینے کے بعد حضورؐ کو بنو سعد کے شریف گھرانے کی ایک نہایت نیک، پاکباز اور اعلیٰ اخلاق وخصائل کی مالک خاتون حلیمہ سعدیہ کی رضاعت میں دے دیا گیا۔ زہے نصیب حلیمہ سعدیہ کے جسے

Marfat.com

سید الکونین کو دودھ پلانے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت انور صلی اللہ علیہ و سلم کے چار رضاعی بھائی بہین ہیں عبداللہ۔ انیسہ۔ حذیفہ، حذافہ۔

حضور انور کا بچپن

از بسکہ حضور رسول اللہ ہونے والے تھے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے بچپن میں آپ کی اچھی طرح حفاظت کی۔ اخلاق اور عادات کو بہت پاکیزہ اور عمدہ رکھا۔ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں۔ کہ حضور بچپن میں نہ روتے۔ نہ ضد کرتے۔ اور نہ کپڑوں میں بول و براز کرتے۔ نہ بچوں سے لڑتے۔ نہ ہی ان کے ساتھ گھل مل کر کھیلیں کھیلتے۔ آپ کوئی فضول حرکت نہ کرتے۔

رحمتِ عالم کا سفر شام

آپ کے خیر خواہ اور جانثار چچا ابوطالب نے تجارت کے لئے شام کو جانے کا قصد کیا۔ اس پر بھتیجے کی محبت غالب آئی۔ اور وہ حضور کو بھی اس سفر میں ساتھ لے گئے۔ ملک شام کو جاتے ہوئے ابوطالب کا قافلہ راستے میں مقام بصریٰ پر ٹھہرا خدا تعالیٰ نے ایسا فضل کیا۔ کہ ان کا سارا مالِ تجارت

لہ حلیمہ سعدیہ کے دودھ پلانے سے پہلے کچھ روز ثوبیہ نے دودھ پلایا۔ اور اسی طرح کچھ وقت ام ایمن نے یہ شرف حاصل کیا۔ (منہ)

بڑے نفع کے ساتھ یہاں ہی فروخت ہو گیا۔ اور چچا نے بڑا فائدہ اٹھایا۔ اور یہاں سے ہی واپس وطن لوٹ آئے۔ اس وقت حضورؐ کی عمر شریف بارہ برس کی تھی۔

رحمتِ عالمؐ کا تجارت کیلئے سفر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان تجارت کیا کرتا تھا۔ حضورؐ اس سے قبل اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ جب کہ عمر شریف بارہ برس کی تھی۔ شام کے سفر میں گئے تھے۔ اس کے بعد ایک مرتبہ بیس برس کی عمر میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ بھی تجارت کے لئے سیریا (شام) کا سفر کیا۔ اب تیسری بار حضرت انورؐ حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرہ کے ساتھ تجارت کیلئے شام کی طرف تشریف لے گئے۔

حضرت انورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانتداری۔ راستی صداقت اور سچائی کی بہت شہرت تھی۔ چنانچہ سارے ملک میں آپ الامینؐ کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ آپ کی اس نیک شہرت کو سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضورؐ کو کہا۔ کہ آپ میرے غلام میسرہ کے ہمراہ تجارت کو جائیں۔ میں بہ نسبت دوسروں کی آپکو زیادہ معاوضہ دونگی۔ آپ نے ان کی درخواست کو قبول فرما

کر سفر کو تشریف لے گئے۔ قافلہ مقام بصریٰ پر اترا۔ خدا کی شان۔ حضرت ابوطالب کا مال بھی اسی جگہ کثیر نفع سے فروخت ہوگیا تھا۔ اسی طرح حضرت خدیجہ کا سارا مال بھی اسی مقام پر بہت زیادہ نفع سے بک گیا۔ حضورؐ نے وہاں سے بھی مال خریدا۔ جو مکہ میں آکر فروخت کیا۔ بڑا نفع ہوا۔ حضرت خدیجہؓ حضورؐ کے اس سفر سے بڑی خوش ہوئیں۔ کہ انہیں تجارت میں بڑا فائدہ ہوا۔

بصریٰ میں حضور کا بابرکت قیام

مقام بصریٰ میں جہاں حضورؐ نے قیام کیا۔ تو ایک درخت کے نیچے بیٹھے اس درخت کے پاس ایک راہب نسطورا نام کا عبادت خانہ تھا۔ راہب نے جو حضورؐ کو دیکھا۔ تو میسرہ کو پوچھا۔ کہ یہ کون شخص ہیں؟ جو درخت کے سایہ میں بیٹھے ہیں؟ اس نے کہا۔ کہ مکہ کے قریش خاندان کے ایک معزز شخص ہیں۔ راہب نے (انجیل کی پیشگوئی، بشارت اور آخرالزمان پیغمبر کی نشانیوں کی بنا پر) کہا۔ کہ یہ شخص نبی ہے۔ (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم)

میسرہ نے اس دراز سفر میں حضورؐ کی اچھی عادتیں اعلیٰ اخلاق، لاثانی خوبیاں۔ اور خیر و برکت ملاحظہ کی

دھوپ میں چلتے ہوئے آپ پر سایہؓ دیکھا۔ نسطورا راہب کا حضور کی تعریف کرنا۔ اور ان کو نبی کہنا سنا۔ اور مال کا جلد کثیر نفع پر فروخت ہونا۔ اور نئے مال کا بارعایت ملنا۔ اور پھر مکہ میں نفع پر نکل جانا ـــ وغیرہ باتوں نے میسرہ کو حضورؐ کا گرویدہ بنا دیا۔ یہ سب حالات اس نے حضرت خدیجہؓ کو بڑی عقیدت سے سنائے۔

لہ یہ امر ارصاہات سے ہے۔ ارہاص کے معنی ہیں بنیاد کو مضبوط کرنا اور دینی اصطلاح میں وہ خارق عادات امور جو کسی سچے پیغمبر کی نبوت کے ظہور سے پہلے وقوع میں آئیں۔ اسے نبوت کی بنیاد رکھنا کہہ سکتے ہیں۔ حضور انورؐ کی نبوت سے پہلے کئی باتیں خارق عادت واقع ہوئی ہیں۔ مثلاً حضور کی پیدائش پر کسرائے ایران کے محل کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ اور (آتش پرست) فارسیوں کی (عبادت خانے کی) آگ بجھ گئی۔ جو متواتر ہزار سال سے جل رہی تھی۔ حضرت انورؐ کی دایہ حلیمہ سعدیہؓ کی چھاتیوں میں دودھ معمول سے زیادہ ہو گیا۔ ان کی اونٹنی کا دودھ بڑھ گیا۔ حلیمہ سعدیہ کی بکریاں زیادہ دودھ دینے لگ گئیں۔ انکی زمینوں کی پیداوار بڑھ گئی حضور کا شق صدر کا واقع وغیرہ یہ ارہاصات ہیں۔ جو دیوار نبوت کی بنیاد مضبوط کر رہے ہیں۔ اور پتہ دے رہے ہیں۔ کہ یہ بچہ کون و مکان کا انتخاب ہے اور بھٹکی ہوئی انسانیت کا رہبر اعظم ہونے والا ہے۔ جو پیدائش کے ساتھ ہی برکتیں لے کر آیا ہے۔ وہ آئندہ والی زندگی میں سارے جہان کو ہدایت کے نور سے بھر دے گا۔ بتوفیقہ تعالیٰ (صادق)

Marfat.com

حضرت خدیجہؓ کی شخصیت

حضرت خدیجہؓ قریشی خاندان بنی اسد سے تھیں۔ تمام لوگ حضرت خدیجہؓ کی شرافت، عفت، پرہیزگاری، پاک دامنی اور فہم و فراست کے قائل تھے۔ یہاں تک کہ قبل اسلام اور بعد اسلام آپ کو طاہرہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ بڑی معزز، شریف اور محترم خاتون تھیں۔ صورت، سیرت، اوصافِ حمیدہ اور خصائل پسندیدہ سب کچھ آپ کی ذات میں موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا ہاشم تھے۔ اور ہاشم کے دادا قصیّ تھے۔ حضرت خدیجہ کے پردادا عبدالعزیٰ تھے اور عبدالعزیٰ کے باپ قصیّ تھے۔ وہی قصیّ جو حضورؐ کے پردادا ہاشم کے دادا تھے۔ معلوم ہوا کہ حضرت خدیجہؓ رحمتِ عالم کی یک جدی تھیں۔ حضور کا اور ان کا نسب[1] جناب قصیّ پر جاکر مل جاتا ہے۔

رحمتِ عالم کا حضرت خدیجہؓ سے نکاح

حضرت خدیجہؓ اگر مالداری میں سب سے بڑھ کر تھیں۔ تو شرف میں بھی بلند مرتبہ رکھتی تھیں۔ اور قریشی عورتوں کی سردار کہلاتی تھیں۔ ان خوبیوں کی وجہ

---

[1] سلسلہ نسب یوں ہے محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصیّ — خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیّ۔

Marfat.com

سے انہیں اپنے خاندان سے کئی پیغام نکاح کے آئے۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ خدا تعالیٰ نے ان کے مقدر میں سید الکونینؐ اور رحمت للعالمین کی بیوی بننا لکھا ہوا تھا۔ پھر کس طرح کہیں ان کا رشتہ ہوتا۔

حضرت خدیجہؓ خود حضورؐ کے خاندان سے تھیں۔ ان کے حالات جانتی تھیں۔ پھر سارے شہر میں ان کا الامین ہونا مشہور ہو گیا تھا۔ اور اس پر میسرہ کا آپ کی تعریف کرنا سوا تھا۔ ان کوائف کے پیش نظر خدیجہؓ نے حضورؐ سے نکاح کی درخواست کی۔ خدا کو یہ رشتہ منظور تھا۔ حضرت خدیجہؓ کی طرف سے ان کا چچا عمرو بن اسد متولی ہوا۔ اور حضور کی طرف سے آپ کے چچا ابوطالب۔

قوم کے معززین اکٹھے ہوئے۔ جن میں ورقہ بن نوفل جیسے بزرگ بھی تھے۔ حضرت ابوطالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا۔ اور ایجاب قبول سے نکاح ہو گیا۔ حضرت انور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت پچیس برس کے تھے اور حضرت خدیجہ کی عمر چالیس برس کی تھی۔

حضرت خدیجہؓ کی جان و مال سے غمخواری

حضرت خدیجہؓ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ کافی مال دار تھیں۔ نکاح کے بعد انہوں نے اپنا تمام

مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضورؐ نے اس مال کو ذاتی خرچ کے علاوہ فقیروں، مسکینوں، یتیموں، بیواؤں، مقروضوں اور دوسرے حاجتمندوں پر صرف کیا۔ اور نبوت کے بعد دینی اور تبلیغی کاموں پر خرچ فرمایا۔

اس نیک بیوی نے اپنی جان اور مال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور غم خواری کی۔ غار حرا سے جب آپ گھر آئے۔ تو نزول وحی کے سبب آپ پر اول اول دہشت اور خوف طاری ہوا۔ یہ سارا ماجرا آپ نے حضرت خدیجہؓ سے ذکر کیا۔ اس پر حضرت خدیجہؓ نے آپ کی ان الفاظ میں حوصلہ افزائی فرمائی۔

کَلَّا وَاللّٰہِ لَنْ یُّخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَ تَحْمِلُ الْکَلَّ وَ تَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَ تَقْرِی الضَّیْفَ وَ تُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ ط (بخاری شریف)

(اے اللہ کے رسول) ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ بخدا! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنے لئے کافی نہیں ہیں۔ آپ ان کے بوجھ اٹھاتے ہیں۔ اور ان محتاجوں کو دیتے ہیں۔ جن کو کہیں سے بھی دستیاب نہیں ہوتا۔ اور مہمانوں کی تواضع کرتے

Marfat.com

ہیں، اور مصائب حق پر اعانت کرتے ہیں ؏

بیشک ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے حضورؐ کی نبوت کی تائید و تصدیق کی۔ اور اس پر ایمان لائیں۔ مالی اور جانی طور پر رسول رحمت کی تازیست مونس اور غم خوار رہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے حق میں صدق دل سے سچی گواہی دی۔ اکہ امت رسولؐ میں سب سے پہلے مسلمان ہوئیں۔ رضی اللہ عنہا !

تعمیر کعبہ میں رحمت عالم کی شرکت

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۲۵ برس کی تھی۔ کہ ایک سیلاب کے سبب کعبہ کی دیواریں شکستہ ہوگئیں۔ اور قریش نے چاہا۔ کہ اس کی تعمیر کریں۔ چنانچہ انھوں نے اس عمارت کو گرا کر پھر بنانا شروع کیا۔ اس تعمیر میں حضرت ابوطالب بھی شریک تھے۔ اور پتھر اٹھا اٹھا کر دیتے تھے۔ اور ساتھ ہی جناب رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بھی پتھر ڈھوتے تھے۔ جب دیواریں بلند ہوئیں اور حجر اسود نصب کرنے کا وقت آیا۔ تو ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ پتھر نصب کرنیکی سعادت وہ حاصل کرے۔ اس پر تکرار شروع

ہوگئی۔ تو تو۔ میں میں۔ تک نوبت آپہنچی۔ یہاں تک کہ تلواریں اٹھنے لگیں۔ آخر یہ قرار پایا۔ کہ کل صبح جو شخص سب سے پہلے باب بنی شیبہ سے داخل ہو۔ وہ اس پتھر کو نصب کرے۔

دوسرے دن سب سے پہلے حضرت انور صلی اللہ علیہ و سلم باب بنی شیبہ سے داخل ہوئے۔ جب قریش کو معلوم ہوا۔ کہ حضورؐ پہلے داخل ہوئے ہیں۔ تو سب خوشی سے پکار اٹھے۔ ہاں امینؐ صاحبؐ پہلے داخل ہوئے ہیں۔ ہم اب آپ کا کہا مانیں گے۔

حضورؐ نے اپنی چادر مبارک بچھا دی۔ اور حجر اسود کو اٹھا کر اس پر رکھ دیا۔ اور فرمایا۔ کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی چادر کو کناروں سے پکڑ کر اٹھائے۔ سب قبیلوں کے ایک ایک آدمی نے چادر کو اٹھایا۔ جب چادر اتنی اونچی ہوگئی کہ حجر اسود نصب کرنے کا مقام آگیا۔ تو حضرت انورؐ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے پتھر کو اٹھا کر کونے میں رکھ دیا۔ اور اس طرح ایک خون ریز ہنگامے کا اندیشہ ٹل گیا۔

سرورِ عالم پر افضالِ خداوندی

بچپن سے لیکر نبوت کے مرتبے تک فائز ہونے، اور

Marfat.com

سارا دورِ نبوت گزارنے تک خدا تعالےٰ نے حضورؐ پر بڑے فضل اور احسان کئے۔ جو بچہ یتیم رہ جائے۔ اس کی ترقی، اور برتری کے امکانات نہیں ہوتے۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ دُرِّ یتیم تھے۔ جو باوجود ماں باپ اور پھر دادا جان کا سایہ بھی سر سے اٹھ جانے کے پیغمبر کائنات، اور **کون و مکان کے انتخاب** ہوگئے۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

وَالضُّحٰى ۝ وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝

(پ۳۰ ع ۱۸)

(اے پیغمبرؐ) قسم ہے (تجھ کو) دن چڑھے کی اور قسم ہے رات کی۔ جب (سب چیزوں کو) ڈھانپ لے۔ کہ نہیں چھوڑ دیا تجھ کو تیرے پروردگار نے اور نہ ناخوش ہوا۔ اور آخرت تمہارے لئے دنیا سے بہتر ہے۔ اور تمہارا پروردگار آگے چل تم کو اتنا کچھ دے گا۔ کہ تم

خوش ہو جاؤ گے۔ کیا اس نے تم کو یتیم نہیں پایا، پھر جگہ دی۔ اور پایا تجھ کو راہ بھولا ہوا۔ پس راہ دکھائی۔ اور پایا تجھ کو مفلس تو اس نے غنی کر دیا۔ تو (ان نعمتوں کے شکریے میں) یتیم پر قہر نہ کر۔ اور نہ سائل کو ڈانٹ، اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا تذکرہ کرتا رہ!"

وحی کو نازل ہوتے کافی دیر ہو گئی۔ تو کافروں نے طعنے دینے شروع کر دیئے۔ کہ اب خدا نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو چھوڑ دیا ہے۔ اور اس سے بیزار ہو گیا ہے۔ اس پر خدا نے ارشاد فرمایا۔ کہ ہمیں قسم ہے دن چڑھے کی۔ جب دھوپ پھیل جاتی ہے۔ اور قسم ہے رات کی جب دنیا پر چھا جاتی ہے۔ دن اور رات خدا تعالیٰ کی عظیم الشان آیتیں ہیں ہیں۔ اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ اس کے دو حکم ہیں۔ جو جہان والوں پر مسلط ہو جاتے ہیں۔ جن سے کسی کو مفر نہیں۔ ان نشانیوں اور قدرتوں کی قسم کھا کر خدا فرماتا ہے۔ تیرے پروردگار نے تجھ کو نہیں چھوڑ دیا۔ اور نہ بیزار ہوا ہے یہ کافر جھوٹ کہتے ہیں۔ کہ خدا نے تجھ کو چھوڑ دیا ہے۔ یعنی اب دورِ نبوت میں کس طرح تجھ کو چھوڑ سکتا ہے۔ جب کہ تجھ کو اس نے یتیمی میں نہیں چھوڑا تھا۔

اور اے پیغمبرؐ! یہ دنیا فانی ہے۔ اسے ہر حال میں

Marfat.com

چھوڑ جانا ہے۔ اس لئے اس سے آخرت یقیناً بہتر ہے کہ وہ نہ گزرنے والی پائیدار اور دائمی ہے۔ اس کی فکر چاہیئے۔ اس کی بھلائی اور خیریت کے لئے تگ و دو چاہیئے۔ دنیا گذشتنی اور گذاشتنی ہے۔ آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔

اور آگے چل کر۔ آخرت میں خدا تعالیٰ تجھے اتنا کچھ دے گا۔ وہ کچھ بخشے گا۔ تجھے مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔ تجھے اذنِ شفاعت دیا جائے گا۔ کہ بس تو راضی اور خوش ہو جائے گا۔ تجھے کوئی آرزو نہ رہے گی۔

بتاؤ ؟ کیا خدا نے تم کو یتیم نہ پایا۔ یعنی ضرور یتیم پایا۔ پھر جگہ دی اس نے تمہیں۔ یعنی جب حضورؐ مادرِ شکم میں تھے۔ تو والد فوت ہو گئے۔ پیدا ہوئے تو دادا عبدالمطلب نے پالا۔ آٹھ نو برس کے ہوئے۔ تو دادا بھی فوت ہو گئے۔ پھر جوان ہونے تک چچا ابو طالب نے پرورش کی۔ یہ مطلب ہے فَاٰوٰی کا۔ خدا نے جگہ دی۔ یعنی گزارنے کے اچھے اسباب بنائے۔

پھر قوم کی جہالت اور گمراہی کے ماحول سے جس سے آپ پہلے ہی بیزار تھے۔ اللہ نے دینِ اسلام کی راہ دکھائی یہ بھی اللہ کا بڑا احسان ہے۔ کہ شکمِ مادر سے لیکر جوانی

Marfat.com

اور پیغمبری تک۔ اور پیغمبری سے لیکر اخیر دم تک خدا آپ کا حامی و ناصر رہا۔ آپ کی عصمت اور پاک دامنی کا کفیل و ضامن رہا۔ اور پھر ایسی راہ دکھائی۔ کہ نبوت کے مقام تک پہنچا دیا۔

حضرت شاہ عبدالقادرؒ صاحب دہلوی وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ سے متعلق فرماتے ہیں۔ جب حضرتؐ جوان ہوئے قوم کی رسم و راہ سے بیزار تھے۔ اور اپنے پاس کوئی رسم و راہ نہ تھی۔ اللہ نے دینِ حق نازل کیا۔ (موضح القرآن)

ایک دفعہ حضورؐ اپنی رضاعی والدہ حلیمہ سعدیہ کیساتھ آرہے تھے۔ کہ راستہ میں گم ہو گئے۔ یعنی راہ بھول گئے۔ حلیمہ نے بہت تلاش کی۔ لیکن نہ ملے۔ آخر اس نے مکہ میں پہنچ کر حضرت عبدالمطلب کو ساری بات کہہ سنائی۔ عبدالمطلب نے کعبۃ اللہ میں جاکر خدا سے دعا کی۔ اللہ میرا بیٹا مجھے رملا دے۔ اس کو میرے پاس پہنچا دے۔ دعا قبول ہوئی۔ اور ورقہ بن نوفل اور ابوجہل چھ سالہ رحمتِ عالمؐ کو لے کر دادا جان کے پاس آگئے۔ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ کی یہ تفسیر بھی ہو سکتی ہے۔ کہ خدا اپنے پیغمبرؐ کو یہ احسان یاد دلا رہا ہے۔ اور اپنا قرب اس سے جتا رہا ہے۔ کہ اس نے پایا تجھے راہ بھولا ہوا۔ (جنگل و

Marfat.com

بیابان میں، پس راہ دکھا دی۔ (کہ گھر پہنچا دیا)
پھر اور نعمت یاد دلائی، کہ پایا خدا نے تجھے مفلس، پس غنی کر دیا۔ حضرت خدیجہؓ بڑی مالدار خاتون تھیں۔ انہوں نے حضورؐ کو تجارت کیلئے مال دے کر بھیجا۔ آپ نے بڑی دیانت داری سے اس کام کو سرانجام دیا۔ حضرت خدیجہؓ نے پھر آپ سے نکاح کر لیا۔ اور سارا مال حضورؐ کے آگے حاضر کر دیا۔ کہ جس طرح چاہیں۔ خرچ کریں۔ پس پروردگار عالم نے حضورؐ کو غنی کر دیا۔ آپ دولت مند ہوگئے۔ یہ فضل اور احسان بھی خدا نے آپؐ پر کیا۔

پھر خدا نے حضورؐ کو یتیم اور سائل کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کو فرمایا۔ اور نیز کہا۔ کہ اپنے پروردگار کی نعمتوں — بخششوں اور احسانوں کا گاہے گاہے تذکرہ کیا کرو کہ ایسا کرنا شکر الہٰی میں داخل ہے۔ الحاصل خدا نے اپنے پیغمبر پر بڑے احسان اور فضل کئے۔ ہر وقت تائید الہٰی ، اور فضل خداوندی آپ کے شامل رہتا تھا۔ اللہ کی بخششوں اور احسانوں کی برکھا برستی رہتی تھی۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

معدنِ عصمت کے نورانی ہیرے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدائش سے لیکر زمانۂ

Marfat.com

نبوت تک مکہ میں ہی رہے۔ آپ کا بچپن وہیں گزرا، جوانی بھی سب لوگوں کے سامنے بسر ہوئی۔ وہ لوگ حضورؐ کے حال، کردار اور اخلاق کے پورے پورے واقف تھے۔ کوئی بات ان پر پوشیدہ نہ تھی۔ پھر جان بوجھ کر وہ لوگ حضورؐ کو، تجربہ اور سابقہ کی بنا پر صادق اور امین کہتے تھے۔ آپ کی بڑی عزت کرتے تھے۔ محض آپ کی سچائی، نیکی، پرہیزگاری اور پاک دامنی کی وجہ سے۔ حتیٰ کہ آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور ان لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دی۔ اس پر وہ لوگ بگڑ گئے۔ اور مخالف اور دشمن ہو گئے۔ مخالفت اور دشمنی کی بنا پر آدمی کیا کچھ نہیں کر گزرتا؛ لوگوں کی دشمنی اور بدخواہی کے عین زور کے وقت حضورؐ نے خدا کے حکم سے ببانگِ دہل اعلان کیا:۔

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

(پ۱۱ ع۷)۔ "پس تحقیق رہا ہیں تم میں ایک عمر پہلے اس سے۔ کیا پس نہیں سمجھتے"۔

یعنی اعلانِ نبوت سے قبل میں چالیس سال تمہارے اندر گزار چکا ہوں۔ تم میرے حال سے خوب واقف ہو۔ حرف رکھو میری زندگی پر؟ پس جب میری روداد حیات دودھ سے زیادہ سفید اور چاندنی سے بڑھ کر اُجلی ہے۔

تو پھر اللہ کا کلمہ بلند کرنے پر تم کیوں میری جان کے لاگو ہو گئے ہو۔ کچھ تو عقل سے کام لو۔ میری گذشتہ چالیس سالہ زندگی کو سامنے لاکر میری باتوں پر غور کرو۔ میرے ماضی کے آئینہ میں میرے حال کو دیکھو۔

جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی ان لوگوں کے سامنے "تنقید کے لیئے رکھ دی۔ اور ان میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ کہ ایک لفظ تک منہ سے نکالے۔ جان کے دشمن تک خاموش ہیں۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ رحمتِ عالمؐ معدنِ عصمت کے وہ نورانی ہیرے ہیں۔ جس کی تابانی اور کھرے پن پر ہر کوئی "یقین رکھتا ہے۔ ایسے معصوم۔ پاک اور مقدسؓ ہیں حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ؎

گل ہے اگر بدن تو پسینہ گلاب ہے
صلِ علیٰ وہ جسم رسالت مآب ہے

رحمتِ عالمؐ کی غارِ حرا میں خلوت نشینی

جس طرح ارہاصات نبوت کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔

لے ایسی شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس لائق ہے۔ کہ دنیا اس کے پیچھے چلے۔ اس کے قول و فعل کی شمعوں سے ہدایت کی راہ پائے۔

اسی طرح جب حضورؐ کی نبوت کا زمانہ قریب آیا۔ تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے خلوت نشینی کی طرف راغب کر دیا۔ چنانچہ آپ کئی کئی روز کا کھانا ہمراہ لے کر مکہ سے تین میل دور غارِ حرا میں تشریف لے جاتے۔ اور خدا کے ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ جس طرح خدا تعالیٰ آپ کے جی میں ڈالتا۔ اسی طرح خدا کی یاد کرتے۔

سید الکونینؐ کے سر پر تاج نبوتؐ

حضورؐ کئی بار غارِ حرا میں تشریف لے گئے۔ اور خدا کی یاد میں شب و روز گزارے۔ ذکر فکر میں شاغل رہے یہاں تک کہ ایک مرتبہ حضورؐ رمضان المبارک میں جلوہ فرما ہوئے۔ سوموار کا روز تھا۔ کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی۔ یہ وحی کی ابتداء اور نبوت کی عطا کا پہلا روز تھا۔

نزولِ وحی کی کیفیت

ابتدائے وحی کی کیفیت صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زبانی یوں بیان کی گئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ابتداء میں وحی کا نزول سچی خوابوں سے شروع ہوا۔ جو خواب آپ دیکھتے۔ وہ

Marfat.com

روشن صبح کی مانند ظاہر ہو جاتا۔ پھر (خدا کی طرف سے) خلوت آپ کے نزدیک محبوب بنا دی گئی۔ آپ غارِ حرا میں جاکر گوشہ نشینی کرتے۔ وہاں کئی کئی روز تک خدا کی یاد میں مصروف رہتے۔ اس دوران آپ گھر نہ آتے۔ لیکن جب کھانے پینے کا سامان ختم ہو جاتا۔ تو پھر اتنے دنوں کا زاد اور لے جاتے۔ یہاں تک کہ آپ پر وحی نازل ہو گئی۔ آپ غارِ حرا میں تھے۔ کہ ایک فرشتہ آیا۔ اور اس نے آپ سے کہا۔ پڑھیئے۔ آپ نے فرمایا۔ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ سن کر فرشتہ نے مجھے پکڑ کر زور سے دبایا یہاں تک کہ مجھے تکلیف ہوئی۔ فرشتہ نے پھر مجھے چھوڑ کر کہا۔ پڑھیئے۔ میں نے کہا۔ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس نے پھر مجھے پکڑ لیا۔ اور (زور سے) دبایا۔ یہاں تک کہ مجھ میں طاقت نہ رہی۔ اور کہا پڑھیئے۔ میں نے کہا۔ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتے نے پھر (تیسری بار) مجھے پکڑ کر اس زور سے دبایا۔ کہ میں بے بس ہو گیا۔ اور بالآخر چھوڑ کر کہا۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝ (پ۳۰ ع ۲۱)

(ترجمہ) پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے (تجھے) پیدا کیا۔ پیدا کیا انسان کو لہو کی پھٹکی سے۔ پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے تعلیم دی قلم کے ساتھ سکھایا انسان کو جو وہ نہ جانتا تھا۔"

(حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں) حضورؐ یہ آیتیں پڑھتے ہوئے گھر آگئے۔ آپ کا دل دھڑک رہا تھا۔ حضرت خدیجہ کے پاس پہنچ کر آپ نے فرمایا۔ مجھے کمبل اڑھا دو۔ مجھے کمبل اڑھا دو۔ حضرت خدیجہؓ نے آپ کو کپڑا اڑھا دیا۔ جب آپ کی بیقراری اور خوف جاتا رہا۔ اور دل ٹھکانے ہوا تو سب حال (جو غار میں گزرا) حضرت خدیجہؓ کو کہہ سنایا اور کہا۔ لقد خشیت علےٰ نفسی۔ مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے کہا۔ ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ بخدا اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز رسوا نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ اور محتاجوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، کمزوروں کے کام آتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ اور مصائب میں لوگوں

لہ وحی کا بوجھ سوائے پیغمبر کے کوئی اٹھا نہیں سکتا۔ نزولِ وحی کے وقت جو حالت حضورؐ پر گزری۔ چونکہ یہ پہلی بار تھی۔ آپ مانوس نہ تھے۔ اس لئے قدرتی طور پر آپ کو خوف ہوا۔ جب آپ وحی سے مانوس ہوگئے۔ تو معمول ہوگیا۔ پھر خدا کی مہربانی سے سب خوف اور خدشے چلتے رہے۔

Marfat.com

کی مدد کرتے ہیں۔ پھر حضرت خدیجہؓ حضورؐ کو لے کر اپنے چچا کے بیٹے ورقہ بن نوفل کے پاس آئیں۔ ورقہ ایک شخص تھا۔ جو زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گیا تھا۔ اور انجیل کا عبرانی میں ترجمہ کرکے لکھا کرتا تھا۔ اور بڑا بوڑھا آدمی تھا۔ اس کی بینائی جا چکی تھی۔ حضرت خدیجہؓ نے اس سے کہا۔ اے میرے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے (ان کا) حال سنو۔ اس نے (حضورؐ کو) کہا۔ اے بھتیجے! کہو کیا کیفیت ہے؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو دیکھا تھا۔ کہہ سنایا۔ ورقہ نے (جو تورات انجیل کا بڑا عالم تھا۔ اور پیغمبر آخر الزمان کے نشان اور پتے پہلی کتب سے خوب جانتا تھا)۔ حضورؐ سے کہا۔ یہ ناموس ہے (جبرئیلؑ) جسے خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا۔

اے کاش! میں اس وقت جوان ہوتا۔ اے کاش! میں اس وقت تک زندہ رہتا۔ جب آپ کی قوم آپ کو (وطن سے) نکال دے گی۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کیا میری

لہ ورقہ نے پہلی کتابوں میں پیغمبر آخر الزمانؐ کا حلیہ۔ نشان اور دیگر حالات پڑھے ہوئے تھے۔ اس بنا پر اس نے حضورؐ کی وحی کے حالات سن کر ناموس یعنی جبرئیل فرشتہ کا پتہ دیا۔ اور دوسرے حالات ہجرت وغیرہ بتا دیئے۔ (منہ)

Marfat.com

قوم مجھ کو (وطن سے) نکال دے گی؟ ورقہ نے کہا۔ ہاں! جس نے آپ جیسی بات کہی۔ (جو بھی دین حق لایا) اس کے ساتھ (ہمیشہ) دشمنی کی گئی۔ اگر مجھے آپ کا زمانۂ نبوت ملا تو آپ کی پُر زور مدد کروں گا۔ (لیکن) چند ہی روز میں ورقہ کا انتقال ہو گیا۔ وحی (کچھ دنوں تک) بند ہو گئی۔
(بخاری شریف)

وحی کا سلسلہ جاری ہوگیا

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے جابر بن عبداللہ انصاری کے حوالے سے نقل کیا۔ کہ وحی بند ہو جانے کے حال میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ایک دن اس حال میں کہ میں چلا جا رہا تھا اچانک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی۔ پھر اٹھاکر جو اوپر دیکھا۔ تو نظر آیا۔ کہ وہی فرشتہ جو غارِ حرا میں میرے پاس آیا تھا۔ ایک کرسی پر آسمان اور زمین کے درمیان بیٹھا ہوا ہے۔ میں ڈر گیا۔ اور (گھر) لوٹ آیا۔ اور کہا۔ مجھے کمبل اڑھا دو۔ مجھے کمبل اڑھا دو۔ پھر (اس حال میں) خدا تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ پھر وحی (کی آمد خوب) گرم ہوگئی۔ اور لگاتار آنے لگی۔

يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ وَ رَبَّكَ

اے کپڑا اوڑھنے والے کھڑا ہو پس ڈرا لوگوں کو اور اپنے پروردگار

فَكَبِّرْ ۙ وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۙ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۙ

کی بڑائی کر اور اپنے کپڑوں کو پاک کر اور پلیدی کو چھوڑ دے

(پ ۲۹ ع ۱۵) ۔ (بخاری شریف)

غار حرا سے چاند نے کھیت کیا

حضرت خدیجہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی بڑی خیر خواہ، جانثار، ہمدرد، مونس اور حد درجہ غمخوار بیوی تھیں۔ انہوں نے حضورؐ کا ہر دم ساتھ دیا۔ ہر حال میں تسلی دی۔ حتیٰ کہ جب غار حرا میں اول اول حضورؐ پر وحی اتری۔ تو حضورؐ گھبرائے۔ حضرت خدیجہؓ نے کمال دانائی سے سارا حال حضرتؐ کا اپنے بھائی ورقہ بن نوفل سے بیان کیا۔ ورقہ علمائے نصاریٰ میں بڑا عالم اور فاضل تھا اس کی کتب سابقہ پر بڑی گہری نظر تھی۔ اس نے تمام حال سن کر اپنی بہن خدیجہؓ کو کہا۔ بہن! یہ تو محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت ملی ہے۔ اور وہ اس امت کے پیغمبر آخرالزمان ہوں گے۔ جبریل ناموس اکبر ہے۔ جو آپ پر اترا ہے۔ یہی موسیٰ اور عیسےٰ پر نازل ہوا تھا۔

Marfat.com

ورقہ نے پھر حضورؐ سے بالمشافہ قسم کھاکر عرض کیا۔ کہ آپ پر ناموس اکبر نازل ہوا ہے۔ آپ یقیناً اس امت کے پیغمبر ہوں گے۔ قوم آپ کو بہت تکلیفیں اور ایذائیں پہنچائے گی۔ حتیٰ کہ آپ کو وطن سے نکال دے گی اور بڑا مقابلہ کرے گی۔ کاش! اگر میں اس وقت تک زندہ رہوں۔ تو ضرور آپ کا ساتھ دوں۔ جان مال سے مدد کروں۔

یہ ہیں حالات نزول وحی کے جس کی ابتداء غارِ حرا سے ہوئی۔ گویا نبوت کے چاند نے غارِ حرا سے طلوع کیا۔ جس کے نور سے سارا جہان روشن ہو گیا۔

آفتابِ رسالت کی نور افشانی

دعوتِ اسلام

نبوت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ اس دعوت میں سرفہرست عقیدہ توحید تھا۔ مکہ کے لوگ گو اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے۔ اپنا خالق، مالک، رازق، آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنیوالا، مختار کل تسلیم کرتے

Marfat.com

تھے۔ لیکن تھے مشرک۔ خدا کی مخلوق کو اس کی ذات اور صفات میں شریک گردانتے تھے۔ تین سو ساٹھ بُت خانۂ کعبہ میں رکھے ہوئے تھے۔ جن کو اللہ تعالےٰ کے اختیارات اور تصرفات میں شریک جانتے تھے۔ اس شرک کے مرض کے علاوہ اور صدہا امراض کے بیمار تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت کا اعلان کرکے ان کو توحید کا پیغام دیا۔ ان کے سامنے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پیش کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا رسوؐل ہے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا قبولِ اسلام

حضرت خدیجۃ الکبریٰ بڑی قابل۔ روشن ضمیر۔ ہوشیار۔ اور زیرک تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے کا شرف پاکر ان کے مقدر کا ستارا اور چمک اٹھا۔ انہوں نے اپنا کل مال و متاع اپنے معصوم شوہر صلی اللہ علیہ وسلم کی راحت و آسائش پر قربان کر دیا۔ اور حضور کو بڑا آرام پہنچایا۔ پھر جب آپؐ نے وحی کی کیفیت بیان کی۔ تو حضرت خدیجہؓ نے اس میں

Marfat.com

بڑی دلچسپی لی۔ حتیٰ کہ حضورؐ کی نبوت کو مان کر داخل اسلام ہو گئیں۔ یہ پہلی خاتون ہیں۔ جنہوں نے سب سے پہلے اسلام کا شرف پایا۔ اور بڑے آڑے وقتوں میں ہر طرح حضورؐ کا ساتھ دیا۔ رضی اللہ عنہا۔

زیدؓ بن حارثہ

زید بن حارثہؓ یمن کے ایک معزز قبیلے بنی قضاعہ سے ہیں۔ اور ان کی والدہ سعدیٰ بنت ثعلبہ قبیلہ طے کی ایک شاخ بنی معن سے تھیں۔ ایک مرتبہ ان کی والدہ زیدؓ کو ہمراہ لیکر اپنے میکے گھر جا رہی تھیں۔ تو راستے میں قزاقوں نے زید کو اغوا کر لیا۔ اور غلام بنا کر بازار عکاظ میں حکیم بن حزام کے ہاتھ چار سو درہم میں فروخت کر دیا۔ حکیم بن حزام نے زیدؓ کو اپنی پھوپھی حضرت خدیجۃؓ الکبریٰ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور انہوں نے اسے رحمت للعالمینؐ کی غلامی میں دے دیا۔ زہے نصیب!

زیدؓ کے والد بیٹے کی جدائی میں غم کی آگ میں جھونک دیئے گئے۔ انہیں رات بھر کسی کروٹ آرام نہ آتا۔ اور سارا دن آہ و بکا میں گزر جاتا۔

بنی کلب کے کچھ آدمی ایک برس حج کے لئے مکہ گئے۔ تو انہوں نے زیدؓ کو پہچان لیا۔ اور واپس جاکر ان

Marfat.com

کے والد کو اطلاع دی۔ کہ تمہارا بیٹا مکہ میں ہے۔ والد نے اپنے بھائی کعب کو ساتھ لیا۔ اور مکہ آئے۔ تو اپنے بیٹے زیدؓ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پایا۔ عرض کیا۔ اے اپنی قوم کے سب سے بڑے عزت والے۔ قیدیوں، بھوکوں، اور غریبوں کو کھانا کھلانے، اور بے کسوں کی مدد کرنیوالے! ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں۔ کہ آپ ہمارے بیٹے زیدؓ کو آزاد کر دیں۔ اور جس قدر معاوضہ چاہیں۔ ہم دینے کو تیار ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ زیدؓ کو اختیار ہے۔ تمہارے ساتھ چلا جائے۔ یا میرے پاس رہے۔ اس سے دریافت کر لو۔ اس پر زیدؓ نے کہا۔ کہ میں سیدالکونینؐ اور رحمۃ للعالمینؐ کی صحبت چھوڑنے کو تیار نہیں ہوں۔ حضورؐ کی غلامی پر ہزاروں آزادیاں اور شاہیاں قربان! حضورؐ زید کو خانہ کعبہ میں لے گئے۔ اور حجر اسود کے پاس کھڑے ہوکر فرمایا۔ زیدؓ کو آج سے میں اپنا بیٹا کہتا ہوں۔ اور اس سے بیٹوں کا سا سلوک کروں گا۔ اس ارشاد پاک سے اس کے باپ کا دل باغ باغ ہو گیا۔ اور وہ بیٹے کو خوشی خوشی سیدالمرسلین کی آغوش میں دیکر واپس چلا گیا۔

Marfat.com

حضورؐ نے واقعی زیدؓ کو بیٹوں کی طرح پاس رکھا۔ اس کے ساتھ بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے رہے۔ گھر کا فرد بنایا۔ اس کی شادی بھی کی۔ اور خیر خواہی اور بھلائی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ صلے اللہ علیہ وسلم!

پھر جب حضرت انورؐ کو نبوت کا تاج عطا ہوا۔ تو حضرت زیدؓ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔ سبقت کے شرف کا خلعت انہیں بخشا گیا۔ سب سے پہلے جامِ توحید انہوں نے پیا۔ رضی اللہ عنہ!

حضرت علیؓ ابن ابی طالب

حضرت علی رضی اللہ عنہ بچپن ہی سے بڑے ذہین، صاحبِ بصیرت اور خدا داد قابلیت کے مالک تھے۔ ابھی چودہ برس کے تھے۔ کہ حضور انورؐ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کو گھر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ تو حضورؐ سے پوچھا۔ کہ آپ یہ کیا کام کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ دین ہے جو خدا کو پیارا ہے۔ اور میں تجھ کو اس دین کی دعوت دیتا ہوں۔ دوسرے روز حضرت علی نے خدمت میں حاضر ہوکر دین کی کیفیت پوچھی۔ آپ نے فرمایا۔ اس بات کی شہادت دینی کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اس کا کوئی

Marfat.com

شریک نہیں۔ اور لات و عزیٰ کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ یہ سنکر حضرت علی کرم اللہ وجہٗ صدق دل سے پکار اٹھے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ـــ

حضرت ابوبکر صدیقؓ

حضرت ابوبکر صدیقؓ قریش میں بڑی جلیل القدر شخصیت تھے۔ اور ہر کوئی آپ کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ آپ ایک کامیاب تاجر اور بڑے متمول تھے۔ بڑے نرم دل، فیاض اور مہمان نواز تھے۔ آپ کے در دولت پر قریش کے سرداروں کا اکثر مجمع لگا رہتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بہت دیرینہ تعلقات تھے۔ دونوں پرانے دوست تھے۔ حضرت صدیقؓ حضورؐ کو بچپن سے جانتے اور ان کی پسندیدہ عادتوں اور نیک خصلتوں سے واقف تھے۔ جب حضورؐ نے نبوت کا اعلان کیا۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ بلا تردد حضورؐ پر ایمان لے آئے۔ اِن افضل البشر بعد النبیؐ کی ذات پر خدا کی لاکھوں رحمتیں نازل ہوں۔ ایسا مضبوط ایمان لائے۔ کہ تمام زندگی اپنی جان اور کثیر مال حضورؐ کے اشاروں پر قربان کرتے رہے۔ اور رحمت عالمؐ کی وفات

Marfat.com

کے بعد سب سے پہلے بارِ خلافت بھی آپ ہی کے ایمان نے اٹھایا۔ رضی اللہ عنہ!

حضرت صدیقِ اکبرؓ کا اسلام قبول کرنا اسلام کی ترقی میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کوئی معمولی آدمی نہ تھے۔ کہ آپ کا اسلام قبول کرنا نظر انداز کر دیا جاتا۔ فہم و فراست اور عقل و دانش، بصیرت اور دور اندیشی کی صفات رکھنے کے علاوہ قوم کے سردار اور رئیس اعظم تھے۔ آپ کا ایمان لانا ہر کہہ و مہہ کے لئے قابلِ غور ہو گیا۔ اور قابلِ غور کیوں نہ ہوتا۔ کہ بغیر کسی غرض اور دنیوی مصلحت کے قوم کا ایک عظیم مدبّر حلقہ بگوشِ اسلام ہو گیا۔ اس کا اثر یہ ہوا۔ کہ آپ کے مسلمان ہونے پر متعدد آدمیوں نے آج کل میں اسلام قبول کر لیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

آپ ابھی انیس سال کے تھے۔ کہ اسلام کے شیدائی ہو گئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ رحمت عالمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ایمان لے آئے۔ ان کی والدہ نے سنا۔ کہ سعدؓ مسلمان ہو گئے ہیں۔ تو وہ بڑی ناراض ہوئیں۔ اور کہا۔ کہ اس نئے دین کو چھوڑ دو۔ حضرت سعدؓ توحید کا لبریز جام

پی چکے تھے۔ وہ نشہ اترنے کا نہیں تھا۔ والدہ نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ اور تین دن تک بھوکی رہیں۔ حضرت سعدؓ نے والدہ کو کہا۔ میں اسلام چھوڑنے کا نہیں ہوں۔ آپ کھانا کھائیں یا نہ کھائیں۔ ان کے استقلال میں ذرا فرق نہ آیا۔

زبیر ابن العوامؓ

یہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بھتیجے اور ان کے والد خویلد کے پوتے تھے۔ آپ سولہ برس کے تھے۔ کہ سینہ نور ایمان سے جگمگا اٹھا۔ ان پر بڑے مظالم توڑے گئے۔ لیکن حضور کا ساتھ نہ چھوڑا ایک دفعہ یہ خبر اڑی۔ کہ حضورؐ کو قید کر لیا گیا ہے۔ زبیرؓ سے نہ رہا گیا۔ ننگی تلوار لے کر عوام کو چیرتے ہوئے حضورؐ کے درِ دولت پر حاضر ہوئے۔ آپ نے پوچھا۔ زبیرؓ کیا بات ہے؟ یہ بولے۔ میں نے سنا تھا۔ کہ آپ گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ اس لئے جانثاری کے لئے تلوار سونت کر نکلا ہوں۔ حضورؐ نے دعا فرمائی اور تسلی دی۔

طلحہ بن عبداللہؓ

ان کے متعلق کتب سیر میں لکھا ہے کہ ایک کارواں کے ساتھ سفر میں گئے راستے میں مقام بصریٰ پر قیام کیا۔ وہاں ایک راہب نے (ان کو مکے کا رہنے والا معلوم کر کے) پوچھا۔ کیا احمدؐ کی بعثت ہو گئی ہے؟ طلحہؓ نے کہا۔ کون احمدؐ؟ راہب

Marfat.com

سنے (جو انجیل سے حالات جانتا تھا) کہا۔ عبداللہ کے بیٹے اور عبدالمطلب کے پوتے! انہوں نے جواب دیا۔ مجھے معلوم نہیں۔ پھر طلحہؓ واپس مکہ آئے۔ تو پتہ چلا۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت کا دعویٰ کیا۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ پر ایمان لے آئے ہیں۔ یہ سن کر طلحہؓ حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس آئے۔ حالات دریافت کئے۔ اور ان کو ساتھ لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اسلام قبول کر لیا۔ اس وقت آپ کی عمر صرف سولہ برس کی تھی۔

حضرت عثمانؓ ابن عفان

آپ بنی امیہ سے ہیں۔ بڑے دولت مند اور سخی تھے۔ قبولِ اسلام کے وقت آپ کی عمر تیس یا پینتیس سال کی تھی۔ طلحہؓ، زبیرؓ کے ساتھ مرفد رسولاں صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے اسلام کے اصول بیان کئے۔ اور خوبیاں بتائیں۔ آپ مسلمان ہو گئے۔ حضورؐ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔

حضرت عثمانؓ کے ایمان لانے پر آپ کو سخت ایذائیں دی گئیں۔ ان کے چچا الحکم نے ان کی مشکیں کس دیں اور کہا۔ کہ تم نے اپنے آباؤ اجداد کا مذہب چھوڑ دیا ہے۔

اور نیا مذہب قبول کر لیا ہے۔ چھوڑ دو اسلام کو۔ آپ نے فرمایا۔ بخدا! میں اس دینِ حق کو کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ غرض آپ پر بے پناہ مظالم توڑے گئے۔ اور آپ نے بڑے صبر و ثبات اور پا مردی سے ان کا مقابلہ کیا۔ یہانتک کہ تیسرے خلیفہ ہوئے۔

عبدالرحمن بن عوف رضؓ یہ بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرح تاجر تھے۔ بڑے سمجھدار اور معاملہ فہم تھے۔ حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت ابوبکرؓ صدیق کی رہنمائیؒ سے انہیں اسلام کی دولت ہاتھ آئی۔ پھر اور بھی کئی حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ مثلاً عبیدہ بن حارثؓ۔ حضرت ابوسلمہ بن اسدؓ۔ عثمان بن مظعونؓ۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ۔

حضرت بلالؓ یہ حبشی تھے۔ لمبا قد۔ بڑے ہاتھ پاؤں۔ سیاہ رنگت۔ حبشیوں کے سے خط و خال، گو صورت ایسی ہی تھی۔ بظاہر حسین نہ تھے۔ لیکن سیرت اور باطنی حسن کا یہ عالم تھا۔ کہ سینہ نورِ ایمان سے روشن تھا۔ حضورؐ کے پیارے صحابہؓ میں شامل ہوئے۔ اور رضی اللہ عنہ کے مقام پر جا پہنچے۔ آج کروڑوں مسلمانوں کے سینے میں ان کی محبت ہے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ

گرائے گئے۔ یہ غلام تھے۔ امیہ مار مار کر ان کو بے ہوش کر دیتا۔ اس کے دوست احباب آتے۔ تو وہ بھی ان کو سخت ایذائیں دیتے۔ کانٹوں پر گھسیٹتے۔ گائے کی کھال میں لپیٹتے۔ لوہے کی زرہ پہنا کر تیز دھوپ میں بٹھاتے۔ اور کہتے کہ اسلام چھوڑ دو۔ لیکن ان کی زبان سے احد۔ احد ہی نکلتا تھا۔ بالآخر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔

عبداللہ بن مسعودؓ

ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے یارِ غار حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ راستے میں گزرے۔ تو عبداللہ بن مسعودؓ بکریاں[1] چرا رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا۔ صاحبزادے! اگر کچھ دودھ ہے۔ تو ہمیں پلاؤ۔ تاکہ پیاس بجھے۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا۔ میں آپ کو دودھ کیسے پلاؤں: کہ یہ دوسرے کی امانت ہے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

---

[1] عرب کے شرفا اور امراء تک کی اولاد میں بکریاں چرانے کا دستور تھا۔ اس سے سادگی راست بازی۔ جفاکشی۔ اور سختی جھیلنے کا سبق ملتا ہے۔ اسی لئے پیغمبر بھی بکریاں چراتے رہے ہیں۔ اور حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کچھ وقت اپنی ذاتی بکریاں چرائی ہیں۔ یہ سب ٹریننگ کی خاطر تھا۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔ مَا بَعَثَ اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا رَعَی الْغَنَمَ فَقَالَ اَصْحَابُہٗ وَاَنْتَ فَقَالَ نَعَمْ۔ (بخاری شریف) (ترجمہ) اللہ نے جو نبی بھیجا۔ اس نے بکریاں چرائیں۔ صحابہ نے پوچھا۔ اور آپ نے؟ فرمایا۔ ہاں میں نے بھی چرائیں!

Marfat.com

نے فرمایا۔ اچھا بتاؤ۔ کہ تمہارے پاس کوئی ایسی بکری ہے۔ جس نے ابھی بچے نہ دیئے ہوں۔ اس نے جواب دیا۔ ہاں یہ ہے! حضورؐ نے اُس بکری کے تھن پر ہاتھ پھیر کر دعا کی۔ تو وہ تھن دودھ سے بھر گیا۔ صدیق اکبرؓ نے اس کو دوہا۔ اور اتنا دودھ ہوا۔ کہ حضور انورؐ۔ صدیق اکبرؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ تینوں نے خوب سیر ہوکر پیا۔ اس کے بعد تھن خشک ہوگیا۔

یہ معجزہ دیکھ کر حضرت عبداللہؓ بہت متأثر ہوئے اور رحمتؐ عالم سے ہدایت کی درخواست کی۔ حضورؐ نے توحید پیش کی اور یہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

حضرت ارقمؓ بن ابی ارقمؓ

حضرت ارقمؓ کا خاندان بڑی عزت کا مالک تھا۔ ان کے دادا اسد بن عبداللہ اپنے خاندان کے سردار اور بزرگ مانے جاتے تھے۔ حضرت ارقمؓ کو مشیت نے رحمتِؐ عالم کی محبت۔ خدمت اور اسلام کی اشاعت و مدد کے لئے چن لیا تھا۔ ابھی کوئی ایک درجن آدمیوں سے نے اسلام قبول کیا تھا۔ کہ یہ بھی خُمِ توحید کا جام نوشِ جان کرکے شمع رسالت کے پروانوں میں داخل ہو گئے۔

ارقمؓ کا گھر مرکز تبلیغ بن گیا

اس وقت حضور کی مخالفت

زوروں پر تھی۔ بلکہ آپؐ کی اور آپ کے جاں نثاروں کی زندگی بڑے خطرے میں تھی۔ مشرکین نے تہیہ کر لیا۔ کہ اسلام کو یہاں ہی ختم کر دیا جائے۔ لیکن اسلام باطل کو ختم کرنے کے لئے آیا تھا۔ خود ختم ہونے کیلئے نہیں آیا تھا۔ اس نے آفتاب بن کر دنیا کے گوشہ گوشہ کو رہتی دنیا تک روشن کرنا تھا۔

حضرت ارقمؓ کا مکان کوہ صفا کے پاس تھا۔ صفا مروہ کی سعی کرنیوالے اس مکان کے سامنے سے گزرتے تھے۔ ارقمؓ نے اپنا یہ مکان خدا کے نام پر وقف کر کے رحمتہ للعالمینؐ کے حوالے کر دیا۔ کہ وہ اسے اپنا تبلیغی مرکز بنائیں۔ یہ کام ارقمؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عین مرضی اور ضرورت کے مطابق کیا۔ کہ حضور بھی خدا کا پیغام پہنچانے کیلئے کوئی محفوظ جگہ چاہتے تھے۔ اور یہ مکان بڑا محفوظ اور تبلیغ کے لئے بڑا موزوں تھا۔ حضورؐ اور آپ کے جاں نثار اس مکان میں محفوظ ہو گئے۔

تبلیغ کا حکم علانیہ

پہلے تو تبلیغ علانیہ نہ تھی۔ لیکن اب حکم آیا۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (پ۱۹ ع ۱۵)

اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو خدا کے عذاب سے)

ڈراؤ ۔ اور جو مسلمان تمہارے پیچھے ہو لئے ہیں ۔ اُن سے بہ تواضع پیش آؤ۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم خداوندی کی تعمیل میں، کوہ صفا پر چڑھ کر اپنے تمام رشتہ داروں کو بلایا۔ ہر ہر قبیلے کو دعوت دی۔ ہر خاص و عام میں منادی کرا دی، کہ خدا کا پیغام سنو، جب حضورؐ کا تمام کنبہ، سارے قبیلے اکٹھے ہو گئے۔ تو آپ نے انہیں یوں خطاب کیا۔ مولانا حالی لکھتے ہیں :-

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر
تمام اہل مکہ کو ہمراہ لے کر
گیا ایک دن حسب فرمان داور
سوئے دشت اور چڑھ کے کوہ صفا پر
یہ فرمایا سب سے کہ اے آل غالب
سمجھتے ہو تم مجھ کو صادق کہ کاذب
کہا سب نے قول آج تک کوئی تیرا
کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھ کو ایسا
تو باور کرو گے اگر میں کہوں گا!
کہ فوج گراں پشت کوہ صفا پر!
پڑی ہے کہ لوٹے تمہیں گھات پا کر
کہا تیری ہر بات کا یاں یقیں ہے
کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امیں ہے
کہا گر مری بات یہ دلنشیں ہے
تو سن لو خلاف اس میں اصلا نہیں ہے
کہ سب قافلہ یاں سے ہے جانے والا

Marfat.com

ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادیؐ　　عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی　　اک آواز میں سوتی بستی جگا دی
پڑا ہر طرف غُل یہ پیغامِ حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نامِ حق سے

کسی کو ازل کا نہ تھا یاد پیماں　　بھلائے تھے بندوں نے مالک کے فرماں
زمانہ میں تھا دورِ صہبائے بطلاں　　مئے حق سے محرم نہ تھی بزمِ دوراں
اچھوتا تھا توحید کا جام اب تک!
خمِ معرفت کا تھا منہ خام اب تک

نہ واقف تھے انساں قضا اور جزا سے　　نہ آگاہ تھے مبداء و منتہا سے
لگائی تھی اک اک نے لو ماسوا سے　　پڑے تھے بہت دور بندے خدا سے
یہ سنتے ہی تھرا گیا گلہ سارا
یہ راعیؐ نے للکار کر جب پکارا

کہ ہے ذاتِ واحد عبادت کے لائق　　زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق　　اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اسی پر ہمیشہ بھروسا کرو تم!　　اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم!　　اسی کی طلب میں مرو گر مرو تم

مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی

حضرت ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری۔ وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ۔ اے پیغمبر! اپنی برادری اور رشتہ داروں کو ڈرا دے" تو رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رشتہ داروں کو بلایا۔ اور ہر خاص و عام کو ارشاد فرمایا۔

یَا بَنِیْ کَعْبِ بْنِ لُوَیٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئاً"

اے اولاد کعب بن لوی! اپنی جانوں کو دوزخ سے بچا لو۔ کیونکہ میں بیشک خدا کے ہاں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا؛

یَا بَنِیْ مُرَّۃَ بْنِ کَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئاً۔

اے اولاد مرہ بن کعب! اپنی جانوں کو دوزخ سے بچا لو۔ کیونکہ میں بیشک خدا کے ہاں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا۔

یَا بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئاً۔

Marfat.com

اے اولاد عبد شمس! اپنی جانوں کو دوزخ سے بچا لو۔ کیونکہ میں بیشک خدا کے ہاں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا۔"

يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔

اے اولاد عبد مناف! اپنی جانوں کو دوزخ سے بچا لو۔ کیونکہ میں بیشک خدا کے ہاں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا۔

يَا بَنِيْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔

اے اولاد ہاشم! اپنی جانوں کو دوزخ سے بچا لو۔ کیونکہ میں بیشک خدا کے ہاں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا۔"

يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔

اے اولاد عبد المطلب! اپنی جانوں کو دوزخ سے بچا لو۔ کیونکہ میں بیشک خدا کے ہاں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا۔

وَيَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ سَلِيْنِيْ مَا شِئْتِ مِنْ مَّالِيْ فَاِنِّيْ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ

اللّٰہِ شَیْئًا۔ اے فاطمہؓ اپنی جان کو دوزخ سے بچالے۔ مانگ لے مجھ سے (دنیا میں) مال میرا جتنا چاہیے۔ پر خدا کے ہاں میں تیرے کچھ کام نہ آؤنگا۔
(بخاری۔ مسلم)

رحمتِ عالم اور مسلمانوں پر تشدد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نام بنام ہر قبیلے ہر رشتہ دار اور قریبی کو خدا کے عذاب سے ڈرا دیا کہ توحید و رسالت پر ایمان لاکر اپنے اعمال درست کر لو۔ بتوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کرو۔ وقت آنیوالا ہے۔ کہ تم سب نے خدا کے سامنے پیش ہوکر حساب دینا ہے۔ اللہ کے عذاب سے ڈر جاؤ۔ آخرت کی فکر کرو۔ اس چند روزہ دار فانی کو آخر چھوڑ جانا ہے۔

حضورؐ کے اس خطاب سے قریش کے تن بدن میں آگ لگ گئی، وہ بھڑک اٹھے۔ ابو لہب نے زبان درازی کی۔ اور کہا، اَلِہٰذَا جَمَعْتَنَا ــــ کیا تو نے اس لئے ہم کو اکٹھا کیا تھا۔

پیغمبر رحمت کی دشمنی کے مجسمے بن کر سب وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور غیظ و غضب میں بھرے ہوئے لوٹ آئے۔

Marfat.com

ابو لہب اور عتبہ بن مغیرہ خاص طور پر آپ کے دشمن اور بدترین معاند ہو گئے۔ سب کام چھوڑ کر شب و روز مخالفت کرنے لگے۔ اونٹ کی اوجھریاں اور کانٹے حضورؐ پر پھینکتے۔ اور ہر قسم کی ایذا اور تکلیف دیتے۔ محض اس لئے کہ کیوں کہتے ہو۔ کہ ایک اللہ کی عبادت کرو۔ اور لات و عزیٰ کوئی چیز نہیں!۔

وہ نفوس جو ایمان کا شہد نوش جان کرکے اس کی حلاوت کی لذت اٹھا رہے تھے۔ مشرکین نے انکا عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ وہ صحابہؓ علانیہ خدائے بزرگ و برتر کی عبادت نہ کر سکتے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص چند مسلمانوں کیساتھ ایک پہاڑی میں چھپ کر نماز پڑھ رہے تھے کفار نے ان کو دیکھ کر مذاق اڑایا۔ اور پھر ان پر حملہ کر دیا حضرت سعدؓ نے اونٹ کی ایک ہڈی زور سے ایک مشرک کو ماری۔ کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ اور پھر وہ سب اشرار بھاگ گئے۔ اس طرح قریش حضور انورؐ اور دوسرے مسلمانوں کو انواع و اقسام کی ایذائیں پہنچاتے تھے۔ سارا مکہ ان کا شدید دشمن ہو گیا۔

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام

جب یہ آیت نازل ہوئی
اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ

مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ ط اَنْتُمْ لَہَا وَارِدُوْنَ ۵ (پ۱۷ ع ۷)

"تم اور جن چیزوں کو تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو (سب) دوزخ کا ایندھن ہیں۔ اور تم (سب) کو دوزخ میں جانا ہوگا۔"

ابوجہل نے تمام قریش کو اکٹھا کیا۔ اور کہا۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبانِ طعن ہمارے اور ہمارے معبودوں کے متعلق بہت بیباک ہوگئی ہے۔ وہ ہمیں اور ہمارے معبودوں کو دوزخ کا ایندھن قرار دیتا ہے۔ ہم اپنے اور اپنے پیاروں کی یہ عزت ریزی اور توہین ہرگز برداشت نہیں کرسکتے۔ ہمارے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ کوئی سپوت ایسا نہیں رہا۔ جو اس شخص کا کام تمام کر دے۔ اور ہم سب کو آئے دن کی بے عزتی سے نجات مل جائے۔ غیور سپوتو! بولو! تم میں سے کون محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ختم کرکے خاندان کی عزت کو بچائے گا۔

اس پر حضرت عمرؓ نے کہا۔ کہ یہ کام میں سرانجام دونگا چنانچہ وہ تلوار لے کر پیغمبر بحر و بر صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادے سے چل دیئے۔ راستے میں نعیم بن عبداللہ ملے۔ انہوں نے کہا۔ تلوار پکڑ کر کدھر جا رہے

ہو؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ختم کرنے کے لئے۔" حضرت نعیمؓ نے کہا۔ پہلے اپنی سگی بہن فاطمہؓ اور بہنوئی سعیدؓ بن زید کی خبر تو لو۔ جو مسلمان ہو چکے ہیں؟ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے اپنی بہن کے گھر کا رُخ کر لیا۔ جب اُس کے گھر پر پہنچے۔ تو اندر سے سورہ طٰہٰ پڑھنے کی آواز آرہی تھی۔ جو اُن کی بہن پڑھ رہی تھیں۔ جب اندر داخل ہوئے۔ تو بہن نے لکھی ہوئی سورہ طٰہٰ کو چھپا دیا۔ حضرت عمرؓ کو یقین ہو گیا۔ کہ بہن اور بہنوئی ایمان لا چکے ہیں۔ پھر تو انہوں نے اپنے بھائی سعید کو زمین پر گرا کر اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے۔ بہن چھڑانے کے لئے آگے ہوئی۔ تو اس کو زور سے ایک دھپڑ مارا۔ وہ زمین پر جا گری۔ اور منہ لہولہان ہو گیا۔

پھر تو بہن کے ایمان کی دبی ہوئی چنگاری شعلہ بن کر بھڑک اٹھی۔ وہ بولی! عمرؓ! کیا تم ہم پر اس لئے ظلم کر رہے ہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں؟ ہم کہتے ہیں۔ کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں! اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں! وہ ہمیں خدا کا پیغام سنانے

Marfat.com

ہیں۔ اور ہدایت کا راستہ دکھاتے ہیں۔ ہاں سن لو!

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

ہم ضرور مسلمان ہو چکے ہیں۔ توحید کے شیدائی، اور خدا کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے فدائی ہیں۔ جو تم چاہو۔ کرو۔ مارو۔ کوئی کسر اٹھا نہ رکھو۔ اب یہ توحید و رسالت جانے سے رہی۔

حضرت عمرؓ نے لہولہان بہن کو دیکھا۔ کچھ نرم ہو گئے بہنوئی کو بھی چھوڑ دیا۔ اور کہا۔ کہ اچھا وہ کلام جو تم پڑھ رہی تھیں سناؤ۔ بہن نے اوراق آگے رکھ دیئے اور عمر پڑھنے لگے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(شروع) اللہ کے نام سے (جو) نہایت رحم والا مہربان ہے۔

طٰہٰ ○ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی ○

(اے پیغمبرؐ) ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم (اتنی) مشقت اٹھاؤ[1]

[1] حضورؐ نبی ہونے کے بعد اپنی جان پر بڑی مشقت برداشت کرتے تھے۔ راتوں کو نماز میں بہت دیر تک کھڑے رہتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کے پاؤں سوج جاتے تھے پھر سارا دن وعظ تبلیغ اور قرآن سنانے میں گزرتا تھا پھر جو مسلمانوں پر کافر ظلم و ستم کرتے تھے ان کا غم اس پر سوا تھا۔ اتنی زحمت اور مشقت سے صحت کے نقصان کا اندیشہ تھا۔ اس لئے خدا نے فرمایا۔ کہ اتنی زحمت نہ اٹھایئے، ہم نے قرآن اس لئے نہیں بھیجا۔ کہ آپ حد درجہ مشقت میں پڑ جائیں۔ اور اس قدر محنت شاقہ سے صحت کو نقصان پہنچائیں۔

اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ

مگر (قرآن) نصیحت ہے اس شخص کے لئے جو ڈرتا ہے۔ اتارا ہوا ہے (اسکا)

خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝ اَلرَّحْمٰنُ

جس نے پیدا کیا زمین کو اور اونچے آسمانوں کو وہ رحمٰن ہے

عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

جس نے عرش پر قرار پکڑا۔ اس کا ہے جو کچھ آسمانوں میں

وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا

ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے

تَحْتَ الثَّرٰى ۝ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ

اور جو کچھ خاک کے تلے ہے۔ اور اگر تو پکار کر بات کرے

فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝ اَللّٰهُ

پس تحقیق وہ جانتا ہے چھپے بھید کو اور بہت چھپے کو (بھی) اللہ ہی ہے

لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۝

اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے ہیں نام اچھے"

جب آخری دو آیتوں پر پہنچے۔ تو پتہ پانی ہوگیا۔ آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اور سینہ نور اسلام سے منور ہوگیا۔ فوراً کلمہ طیبہ پڑھ لیا۔ کتنے خوش قسمت ہیں۔ کہ گھر سے نکلے کس ارادہ سے ہیں۔ راہ میں بہن سے قرآن سن پایا۔ جس کے سوز قرأت نے۔ ع

دگرگوں کرد تقدیر عمرؓ را

عمرؓ اٹھے اور سیدھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر پہنچے۔ حضورؐ ابھی تک ارقم بن ابی ارقمؓ کے مکان میں پناہ گزین تھے۔ اور دوسرے صحابہؓ بھی۔ کیونکہ سارا مکہ سخت دشمن تھا۔ یہاں تک کہ بازاروں میں چلنا پھرنا خطرے سے خالی نہ تھا۔

جب عمرؓ نے دروازہ کو دستک دی۔ تو دروازہ بند پایا۔ ایک صحابیؓ نے دیکھا۔ کہ عمرؓ شمشیر بکف دروازے پر کھڑا ہے۔ اس نے سب کو عمرؓ کے اس طرح آنے کی خبر کر دی۔ صحابہؓ سوچ میں پڑ گئے۔ حضرت حمزہؓ بھی یہاں موجود تھے۔ یہ شیر خدا بولے۔ کچھ فکر نہیں۔ کھول دو دروازہ۔ اگر عمر نیک نیتی سے آیا ہے۔ تو اچھا ہے۔ ورنہ اسی کی تلوار ہوگی اور اس کا سر! دروازہ کھول دیا گیا۔ عمرؓ اندر داخل ہوئے۔ اور سید العرب والعجمؐ کے چہرے پر نظر ڈالتے ہی پکار اٹھے۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ - اس وقت ظہور نبوت کا چھٹا سال تھا۔

حضرت عمرؓ کا کلمہ پڑھنا تھا۔ کہ فرط مسرت سے سارا مجمع نعرہ تکبیر پکار اٹھا۔ جس کی گونج دور دور تک سنی گئی۔

Marfat.com

عمرؓ مسلمان ہو گیا ہے

اب حضرت عمرؓ نے انتخاب کون ومکان رسولِ انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ حضورؐ! مشرک تو لات و عزیٰ کی پرستش کھلم کھلا کریں۔ اور مسلمان خالق برتر کی عبادت چھپ کر گھروں میں کریں۔ آپ بیت اللہ میں چل کر طواف کریں۔ اور علانیہ نماز پڑھیں۔ کہ اب عمرؓ مسلمان ہو گیا ہے۔

حضورؐ نے عمرؓ کی یہ درخواست منظور فرما لی اور سب اکٹھے ہو کر بیت اللہ کو نکلے۔ رحمت للعالمینؐ کے دائیں حضرت ابوبکر صدیقؓ ہوئے۔ بائیں حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ۔ کبھی حضرت حمزہؓ شمشیر بکف آگے ہوتے۔ اور کبھی تلوار لٹکائے ہوئے حضرت عمرؓ آگے چلتے۔ اور باقی صحابہ پیچھے پیچھے تھے۔ اُدھر قریش اس بات کے منتظر تھے۔ کہ عمرؓ کو جس کام کے لئے بھیجا تھا۔ وہ اُسے سرانجام دے آیا ہے؟ مگر ان کی نگاہیں حضرت عمرؓ پر اُس حال میں پڑیں۔ کہ وہ حضورؐ پر قربان ہو ہو پڑتے ہیں۔ اور شمشیر بکف حضورؐ کی حفاظت کرتے آتے ہیں۔ ایک نے ان میں سے دریافت کیا، عمرؓ تمہارے پیچھے کون ہے؟ عمرؓ بولے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ! اور کہا۔ خبردار اگر کسی نے شرارت کی۔ تو اُس کی گردن اڑا دونگا۔ میں

Marfat.com

مسلمان ہو گیا ہوں۔ پھر حضورؐ کعبہ میں آئے۔ طواف کیا۔ اور نماز پڑھی۔

حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ

حضرت حمزہؓ کو شکار کا بڑا شوق تھا۔ ان کا زیادہ وقت صحرا نوردی میں گزرتا تھا۔ ایک دن شکار سے واپس آئے۔ تو کوہ صفا کے پاس ایک لونڈی نے انہیں کہا۔ اگر آپ کچھ وقت پہلے آتے۔ تو اپنے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حال دیکھتے۔ کہ ابوجہل نے انہیں کتنا ستایا اور کس قدر گالیاں دی ہیں۔ لیکن آفرین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر۔ انہوں نے گالیوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ نہایت آزردہ خاطر ہو کر خاموشی سے چلے گئے ہیں۔

یہ سن کر حضرت حمزہؓ کا جی بھر آیا۔ اور اپنے بھتیجے کی ہمدردی کا خیال انہیں خانہ کعبہ کی طرف لے گیا۔ وہاں پہنچے۔ تو سخت غصے سے ابوجہل کے سر پر زور سے کمان ماری۔ کہ وہ زخمی ہو گیا۔ چند آدمی بنی مخزوم کے دوڑے۔ کہ ابوجہل کی مدد کریں۔ انہوں نے مدد کیا کرنی تھی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حمایت میں غضبناک حمزہؓ کے سامنے کون ٹھہر سکتا تھا۔ آخر بولے۔ حمزہؓ! کیا تم بھی بے دین ہو گئے ہو؟ آپ نے فرمایا۔ مجھ پر دین اسلام کی صداقت واضح ہو چکی ہے۔

Marfat.com

اب کوئی مجھے روک نہیں سکتا۔ ہاں۔ میں شہادت دیتا ہوں۔ کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اور ان کا دین حق ہے۔ پھر حضرت حمزہؓ خدمت نبویؐ میں حاضر ہوئے۔ اور کلمہ توحید پڑھا۔ اس وقت بھی مہبط وحی و الہامؐ حضرت ارقمؓ کے مکان میں ہی تھے۔ حمزہؓ کا اسلام لانا حضرت عمرؓ سے پہلے ہے۔

حضرت عمارؓ اور حضرت صہیبؓ

حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت صہیب بن سنانؓ اکٹھے ہی ایمان لائے۔ حضرت عمارؓ جب حضرت ارقمؓ کے مکان پر پہنچے۔ (کیونکہ حضورؐ اسی مکان میں پناہ گزیں تھے)۔ تو دروازے پر حضرت صہیبؓ کو پایا۔ پوچھا آپ کیسے آئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا۔ پہلے آپ بتائیں؟ یہ بولے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مل کر کچھ باتیں دریافت کرنی ہیں۔ حضرت صہیبؓ نے کہا۔ کہ میرا بھی یہی مقصد ہے پھر دونوں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ساقئ کوثرؐ نے دونوں کو ایک ہی جام دیا۔ کہ وہ وحدت کے نشہ سے مخمور ہو گئے۔ قبول اسلام کے بعد ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ گرائے گئے۔ روح فرسا تکلیفیں دی گئیں۔ لیکن ان کا نشہ نہ اترا۔

حضرت خباب بن ارتؓ

حضرت خبابؓ زمانہ جاہلیت میں

میں غلام بناکر بیچے گئے تھے۔ آپ اتنے خوش قسمت ہیں کہ خدا کی توفیق سے ان کو ابتداء ہی میں رحمتِ عالم کی رفاقت نصیب ہوگئی۔ حضور ابھی ارقمؓ کے گھر میں۔ اقامت پذیر نہیں ہوئے تھے۔ کہ خبابؓ نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

اسلام کا قبول کرنا تھا۔ کہ ان پر مظالم کی وہ آندھیاں چلیں۔ کہ خدا کی پناہ۔ ان کی پیٹھ ننگی کرتے۔ دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹاتے۔ اور سینے پر پتھر رکھتے۔ اور اس وقت تک ہلنے نہ دیتے کہ زخموں سے پانی بہ کر آگ کو بجھا نہ دیتا۔ لوہے کو آگ میں تپاتے۔ جب سرخ ہو جاتا۔ تو اس سے ان کا سر داغتے۔ آہ! ایسی ایسی تکلیفیں دیتے کہ ان کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ لیکن قربان جائیں حضرت خبابؓ پر کہ محمد عربی مکی۔ مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ذرا فرق نہیں آنے دیا۔ اشرار جوں جوں تکلیف زیادہ دیتے تھے۔ ان کا ایمان بڑھتا تھا۔ رضی اللہ عنہ

مظالم کے طوفان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسلام کی دعوت شروع کی۔ تو کفار نے چنداں پروا نہ کی۔ لیکن جیسے جیسے آہستہ آہستہ دعوت

کا بیج پھل لانے لگا۔ لوگ مسلمان ہونے لگے۔ تو انہیں پریشانی اور گھبراہٹ ہوئی۔ اب انہوں نے پوری کوشش شروع کر دی۔ کہ اسلام کا درخت جڑ نہ پکڑنے۔ ان کو زیادہ رنج اور دکھ اس بات کا تھا۔ کہ اسلام ان کے خود ساختہ خداؤں اور خانہ ساز مذہب کا ابطال کرتا ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ اور عرض کیا۔ کہ وہ ان کے بتوں اور آبائی مذہب کی تردید نہ کریں۔ حضورؐ پر ان کی درخواست کا کچھ اثر نہ ہوا۔ کیونکہ حضورؐ یہ کام اپنی مرضی سے نہیں کر رہے تھے۔ بلکہ خدائے واحد القہار کے حکم کی تعمیل تھی۔ اور خدا کے حکم کی تعمیل سے نبی کس طرح باز رہ سکتا ہے۔

پھر کفار حضورؐ کے چچا ابوطالب کے پاس گئے۔ کیونکہ حضورؐ ان کی کفالت میں تھے۔ ابوطالب سے کہا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں کی مذمت اور مذہب کی تغلیط کرتا ہے۔ ہمارے عقلا کو بیوقوف بناتا اور آباؤ اجداد کو گمراہ قرار دیتا ہے۔ بہتر ہے کہ آپ اس کو منع کریں نہیں تو ہمارے حوالے کر دیں۔ ابوطالب نے حکمت عملی سے ان کو ٹال دیا۔ اور معاملہ رفع ہو گیا۔

رحمت عالمؐ شب و روز اشاعت اسلام میں مصروف

تھے۔ خلقِ خدا کو توحید کی دعوت دیتے۔ اور شرک سے باز رکھتے تھے۔ کفار نے "تنگ آکر ایک بار پھر ابوطالب کے پاس جاکر حضورؐ کی سخت شکایت کی۔ اب کے ابوطالب نے حضورؐ کو (مجبور ہوکر) سمجھایا۔ بیٹا! "چچا پر وہ بوجھ نہ ڈالو۔ جو وہ اٹھا نہ سکے" قوم کی مخالفت ترک کر دو۔

چچا کے یہ الفاظ سن کر حضورؐ نے سمجھا۔ کہ اب وہ میری حمایت نہیں کر سکتے۔ ان کی شفقت جواب دے رہی ہے۔ اس بے کسی کے عالم میں آپ نے بادیدۂ تر یہ جواب دیا۔

"پیارے چچا! بخدا! اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ پر آفتاب اور بائیں ہاتھ پر ماہتاب رکھ دیں اور کہیں کہ اس فریضہ کو چھوڑ دو۔ تو میں ہرگز ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔ یہاں تک کہ میں جان دے دوں یا کامیاب ہو جاؤں"

اس جواب سے چچا پر بڑا گہرا اثر ہوا۔ اور اس نے کہا۔ بیٹا! جاؤ جس طرح چاہو کرو۔ میں تم کو کبھی نہیں چھوڑونگا۔ اور اپنی برادری کی ایک نہ سنوں گا۔

اب تیسری بار کفار کا وفد ابوطالب کی خدمت میں آیا

آیا۔ کہ بھتیجے کو باز کر لیں۔ اس نے اپنی روش ترک نہیں کی۔ برابر ہمارے معبودوں کی مذمت کرتا چلا آ رہا ہے ابوطالب نے صاف جواب دے دیا۔ کہ میں اسے اس کام سے روک نہیں سکتا۔ اور تمہیں اس کو ایذا پہنچاتے دیکھ نہیں سکتا۔ وہ میری جان کے ساتھ رہے گا۔

اب کفار مایوس ہو گئے۔ اور حضورؐ کی خدمت میں ایک اور رنگ میں آئے۔ کہنے لگے۔ کہ اگر آپ اسلام کی اشاعت سے مال فراہم کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہم سب اپنے گھروں کا مال متاع لا حاضر کرتے ہیں۔ اور اس طرح آپ تمام لوگوں سے بڑھ کر امیر کبیر بن جائیں گے۔ اور اگر سرداری کی تمنا ہے۔ تو ہم سب آپ کو مکہ کا سردار بنا دیتے ہیں حتیٰ کہ اپنا بادشاہ تسلیم کر لیتے ہیں۔ عورت کی خواہش ہے۔ تو سارے خاندان کی عورتیں حاضر ہیں۔ جس سے چاہو۔ نکاح کر لو۔ آپ کی ہر بات اور ہر مطالبہ ماننے کو تیار ہیں۔ آپ صرف لات و عزیٰ کی مذمت نہ کریں۔ حضورؐ نے فرمایا۔

سنو! اگر تم شمس و قمر میرے ہاتھوں پر لا
رکھو۔ حسین ترین عورتیں پیش کرو! سونے اور
چاندی کے انبار لگا دو۔ ملک عرب کا

بادشاہ بنا دو۔ اور کہو۔ کہ اسلام کی اشاعت چھوڑ دو۔ تو میں ہرگز اپنے فرض سے باز نہیں رہ سکتا۔"

— کفار کا کام نہ ترغیب سے بنا اور نہ ترہیب سے، کوئی پیش نہ گئی۔ اور حضور انورؐ اپنے فریضہ کی بجا آوری سے دست بردار نہ ہوئے۔ بلکہ گرم جوشی اور انہماک زیادہ ہوگیا۔ اور ساتھ ہی قبولِ اسلام کو فروغ ہونے لگا۔ قریش کے اکابر میں سے حضرت حمزہؓ۔ حضرت عمرؓ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمانؓ وغیرہ مشرف بہ اسلام ہوگئے۔ تو مشرکین کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ انہیں مخالفت اور عداوت کا جنون ہوگیا۔ وہ پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہوگئے۔

وہ بدبخت شانِ نبوت میں طرح طرح کی گستاخیاں کرنے لگ گئے۔ ہر وہ ایذا اور تکلیف جو ہاتھ اور زبان سے پہنچائی جا سکتی ہے — حضور انورؐ کو پہنچانے لگے۔ آپؐ! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ — کی ذمہ داری بجا لاتے وقت کوئی حضورؐ پر دھول پھینکتا۔ کوئی شقی گلا گھونٹتا، کہ دم گھٹنے لگتا۔ ایک دفعہ اشرار نے رسولِ بحر و بر کو راستے میں گھیر لیا۔ کہنے لگے۔ کہ تم ہمارے معبودوں کی مذمت کرتے ہو؟ سرورِ کائنات نے کہا۔ ہاں! میں ہی

Marfat.com

ہیں۔ یہ کہنے کی دیر تھی۔ کہ ایک شریر حضورؐ کی چادر سے آپ کا گلا گھونٹنے لگ گیا۔ حضرت ابوبکرؓ رو پڑے اور کہنے لگے۔ کیا تم اس بات پر ایک آدمی کی جان کے دشمن ہو گئے ہو۔ کہ وہ کہتا ہے۔ خدا ایک ہے۔

(ابن ہشام)

قریش کے خاندان کے ذی وجاہت اور باعزت لوگ بھی اسلام قبول کرنے کے باعث ایذا دیئے گئے اور ستائے گئے۔ سیرۃ ابن ہشام میں ہے۔ کہ رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرنے کے سبب حضرت ابوبکر صدیقؓ کی داڑھی نوچی گئی" رضی اللہ عنہ!

حضرت عثمانؓ مسلمان ہوئے۔ تو ان کے چچا حکم بن ابوالعاص ان کی مشکیں کس دیتے۔ اور کہتے۔ کیا اب بھی اسلام چھوڑو گے یا نہیں؟

قریش کے صاحب حیثیت اور باثر لوگ تکالیف سے نہ بچ سکے۔ تو غلاموں، غریبوں اور بے وطنوں کا بچاؤ کیونکر ہو سکتا تھا۔ ان بلاکشوں پر وہ مظالم توڑے گئے کہ ان کے تصور سے روح کانپتی ہے۔

مکہ کی زمین اس طرح تپتی ہے۔ کہ جیسے روٹی پکانے کے لائق توا۔ اتنی گرم ریت پر، اقرارِ توحید اور ایمان

Marfat.com

بالرسالت کے "جرم" میں امیہ بن خلف، غریب الوطن بلال رضؓ
کو لٹاتا۔ اور سینے پر بڑا بھاری پتھر رکھتا۔ کہ ہل نہ سکے۔
پھر کہتا۔ کہ لات و عزٰی کو مانو۔ اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم)
کو چھوڑ دو۔ لیکن پروانۂ رسالت اس کو احد۔ احد۔ کی
صدا سے جواب دیتا۔ رضی اللہ عنہ!

بے یارو ناصر عمار بن یاسر رضؓ بھی کفار کے مظالم کا
تختۂ مشق بنے رہے۔ وہ انہیں دوپہر کے وقت سچ مچ
انگاروں پر لٹاتے۔ ننگی پیٹھ کرکے! سینے پر پتھر رکھتے۔
اور اس کو مسلتے۔ دباتے۔ یہ سب کچھ اس "جرم" میں
کرتے۔ کہ عمار کیوں کہتا ہے۔ میرا رب اللہ ہے۔

طبقات ابن سعد میں ہے۔ کہ ایک بار کفار حضرت
عمار کو انگاروں پر لٹا رہے تھے۔ کہ پیغمبر کائنات کا ادھر
سے گزر ہوا۔ حضورؐ نے عمار کے سر پہ ہاتھ پھیرا۔ اور فرمایا۔

یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰی عَمَّارٍ کَمَا کُنْتِ عَلٰی
اِبْرَاہِیْمَ[۱] "اے آگ! ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا
عمار پر۔ جس طرح تو حضرت ابراہیم پر ہوئی تھی"

خباب بن ارت کا حال آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں کہ
مشرکین ان کو دہکتے انگاروں[۱] پر پیٹھ کے بل لٹاتے۔ اور
سینے پر اتنا بوجھ رکھتے کہ ہل نہ سکتے۔ اس تکلیف

[۱] صفحہ ۱۲۰ پر ملاحظہ کریں۔

Marfat.com

میں اُس وقت تک رکھتے۔ کہ زخموں کے پانی سے آگ بجھ جاتی! (ابن سعد)

حضرت صہیبؓ نے بھی مشرکین کے بہت ستم سہے۔ جب ہجرت کرنے لگے۔ تو کفار نے کہا۔ جب تم یہاں آئے تھے۔ مفلس اور قلاش تھے۔ اب اس جگہ خوب دولت مند ہو گئے ہو۔ اور یہاں سے کمایا ہوا مال لے کر نکلنا چاہتے ہو ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ حضرت صہیبؓ نے کہا۔ کہ میرا سب مال و متاع لے لو۔ اور مجھے جانے دو۔ انہوں نے منظور کر لیا۔ انہوں نے تمام مال دے دیا اور چل دیئے۔ رحمتِ عالمؐ نے یہ واقعہ سنا۔ تو فرمایا۔ صہیبؓ نفع مند رہے۔ صہیبؓ نفع مند رہے۔

عمار بن یاسرؓ کی والدہ حضرت سمیہؓ پر ابوجہل نے سخت ظلم ڈھایا۔ ان کو نیزے سے زخمی کیا۔ کہ شہید ہو گئیں۔ رضی اللہ عنہا!

(لہ بقیہ ص ۱۱۹) غور کریں کہ حضورؐ اور صحابہؓ کو ذمہ داری کے ساتھ "کلمہ پڑھنے پر کس قدر مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ ہم ان کے تصور سے کانپ اٹھتے ہیں۔ ہم کو تو کلمہ۔ قرآن اور دین اسلام کی دولت بے محنت۔ بلا تکلیف، مفت میں ہاتھ لگی ہے۔ اگر ہم کلمہ اور قرآن کے ماننے کی ذمہ داری کو پورا نہ کریں گے۔ عملاً مسلمان نہ بنیں گے۔ تو ہم سے بڑا ناسپاس اور بدبخت کون ہوگا؟ اللہ ہمیں مسلمان بنا دے۔ کلمہ کا مفہوم سمجھا کر عمل کرا دے۔

Marfat.com

اسی طرح حضرت زنیرہؓ جب مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ تو ابوجہل کے ظلم سہتی رہیں۔ غرض مسلمانوں پر مشرکین مکہ نے عرصہ حیات تنگ کر دیا۔ وہ ان کو قبولِ اسلام کے "جرم" میں زندہ دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔

حبشہ کی پہلی ہجرت

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ کہ مسلمانوں پر کافروں نے کتنی سختیاں کیں۔ اور کس قدر مظالم توڑے۔ اور ابھی یہ سلسلہ ظلم ختم ہوتا نظر نہیں آتا۔ کفار کی دشمنی اور مخالفت کی آگ دن بدن تیز ہوتی جاتی ہے۔ نہ مسلمان شہر میں آزادانہ چل پھر سکتے ہیں۔ نہ عبادت کر سکتے ہیں۔ انہیں جان اور مال کا کوئی امن نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مظلوم مسلمانوں کو کہا۔ کہ فی الحال تم حبشہ کی طرف چلے جاؤ۔ حبشہ کا بادشاہ منصف مزاج اور رحمدل ہے۔ امید ہے۔ وہاں تم کو آرام ملے گا۔ حضورؐ کا ارشاد سن کر ستم زدہ مسلمان ہجرت کے لئے تیار ہوگئے۔ اور مندرجہ ذیل پروانوں نے راہِ خدا میں اپنے وطن کو خیرباد کہا۔ اور حضرت عثمان

بن مظعونؓ کی سرداری میں حبشہ چل دیئے۔ یہ نبوت کا پانچواں سال تھا!

(۱) حضرت عثمانؓ (۲) حضرت ابوحذیفہؓ
(۳) حضرت زبیر بن عوامؓ (۴) حضرت ابوسلمہؓ بن عبدالاسد
(۵) حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ (۶) حضرت مصعب بن عمیرؓ
(۷) حضرت عثمان بن مظعونؓ (۸) حضرت عامر بن ربیعہؓ
(۹) حضرت ابوسبرہ بن ابی رحمؓ (۱۰) حضرت سہیل بن بیضارؓ
(۱۱) حضرت حاطب بن عمروؓ

مہاجرہ عورتیں

(۱) حضرت رقیہؓ (۲) سہلہ بنت سہیلؓ
(۳) ام سلمہؓ (۴) لیلیٰ بنت ابی جشمہؓ

جب یہ قافلہ حبشہ پہنچا۔ تو ان کو وہاں خاصا آرام ملا اس کے بعد بھی مسلمان وہاں جاتے رہے۔ حتیٰ کہ کافی تعداد میں جمع ہوگئے۔ سب نے شکر کیا۔ کہ جان مال کا امن حاصل ہوا ہے۔

کفارِ مکہ کا حبشہ میں تعاقب

نجاشی سے مہاجروں کی واپسی کا مطالبہ

کفار مکہ کا ایک وفد حبشہ میں نجاشی

Marfat.com

کے پاس تحائف لے کر جا پہنچا۔ پہلے وہ بادشاہ کے درباریوں کو ملے۔ ان کو تحفے دے کر کہا۔ کہ ہماری قوم کے کچھ بیوقوف چھوکروں نے اپنا آبائی مذہب ترک کر کے ایک نیا مذہب اختیار کر لیا ہے۔ جو آپ کے اور ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔ اب انہوں نے مکہ سے بھاگ کر نجاشی کے ملک میں پناہ لے لی ہے۔ ہم ان کو گرفتار کرنے کیلئے آئے ہیں، ہم نے نجاشی کے حضور عرض کرنی ہے۔ آپ مہربانی کر کے ہماری تائید کریں۔ تاکہ یہ مفرور ہم کو مل جائیں۔

درباریوں سے یہ مشورہ کر کے پھر نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے۔ اور اس کو تحائف دیئے۔ پھر عرض کیا۔ کہ ہمارے چند بیوقوف لونڈوں نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر ایک نیا دین اختیار کر لیا ہے۔ جو آپ کے اور ہمارے دین کے الٹ ہے۔ ہماری عرض ہے۔ کہ آپ انہیں اپنے ملک میں پناہ نہ دیں۔ اور ہمارے حوالے کر دیں۔ درباریوں نے بھی تحائف کا حق ادا کیا۔ اور ان کی تائید میں نجاشی کو کہا۔ کہ واقعی ان مفروروں کو ان کے حوالے کر دینا چاہیے۔

نجاشی کا حکیمانہ جواب

نجاشی کفار کی درخواست کو سنکر ناراض ہوا۔ اور کہنے لگا — کہ میں ان

Marfat.com

پناہ گزینوں کو بلا کر حالات کی تحقیق کرتا ہوں۔ بغیر تحقیق کئے اِن کو تمہارے حوالے ہرگز نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ اس نے مہاجرین کو دربار میں طلب کر لیا۔

مہاجرین نجاشی کے دربار میں

نجاشی کے بلانے پر جب مہاجرین دربار میں پہنچے۔ تو بادشاہ نے پوچھا۔ تم نے کونسا نیا دین اختیار کیا ہے جس کے سبب تم نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے۔ اور کیا تمہارا دین ہم سب لوگوں کے دینوں سے انوکھا ہے ؟

نجاشی کے دربار میں حضرت جعفرؓ کی تقریر

حضرت جعفرؓ[1] نے شاہ حبشہ کے سامنے یوں تقریر فرمائی :-

ایها الملك کنا قوماً اهل جاهلیة نعبد الاصنام
و ناکل المیتة و ناتی الفواحش و نسئ الجوار
و یاکل القوی منا الضعیف فکنا علی ذلك حتی
بعث الله الینا رسولا منا نعرف نسبه وصدقه
و امانته و عفافه فدعا الی الله لنوحده ولنعبده
و نخلع ما کنا نعبد نحن و اٰباؤنا من دونه من

[1] یہ بھی حبشہ جا پہنچے تھے۔

Marfat.com

الحجارة والاوثان وامرنا ان نعبد اللّٰہ وحدہ
ولا نشرك به شيئا و امرنا بالصلوٰة والزکوٰة و
الصيام و امر بصدق الحديث و اداء الامانة و
صلة الرحم وحسن الجوار والكف عن المحارم و
الدماء و نهنا من الفواحش و قول الزور و اكل
مال اليتيم و قذف المحصنات فصدقناہ و
اتبعناہ علے ما جاء به من اللّٰہ تعالیٰ فعبدنا
اللّٰہ وحدہ و لا نشرك به شيئاً و حرمنا ما حرم
اللّٰہ علينا و احللنا ما احل لنا فعدى علينا قومنا
فعذبونا و فتنونا عن ديننا ليردونا علے عبادة
الاوثان و ان نستحل ما كنا نستحل من الخبائث
لما قهرونا و ظلمونا وضيقوا علينا وحالوا بيننا و
بين ديننا خرجنا الى بلادك و اخترناك علے من
سواك و رجونا ان لا نظلم عندك ايها الملك ؀

(ابن ہشام)

اے بادشاہ! ہم ایک جاہل قوم تھے۔ بت پوجتے تھے۔
مردار کھاتے تھے۔ بدکاریاں کرتے تھے۔ پڑوسیوں سے
بُرا سلوک کرتے تھے۔ ہمارا زبردست کمزور کا مال کھا
جاتا تھا۔ مدتوں ہماری یہی حالت رہی۔ یہانتک کہ

خدا نے ہماری طرف ہم ہیں سے ایک رسول بھیجا۔ جس کی شرافت، نسب، راستبازی اور پاک دامنی کو ہم جانتے ہیں۔ پس اس نے ہم کو خدا کی طرف بلایا۔ تاکہ ہم اس کی توحید کو مانیں۔ اور صرف اسی کی عبادت کریں۔ اور ان بتوں اور پتھروں کی پرستش چھوڑ دیں۔ جن کو ہم اور ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ اور اس نے ہم کو حکم دیا۔ کہ ہم صرف خدا ہی کی عبادت کریں اور کسی چیز کو اس کے ساتھ (ذات اور صفات میں) شریک نہ کریں۔ اور ہم کو حکم دیا ہے۔ نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے اور روزہ رکھنے کا۔ اس پیغمبر نے ہم کو سچ بولنے اور امانت ادا کرنے، صلہ رحمی کرنے ہمسایوں کے ساتھ نیکی کرنے اور برے اور حرام کاموں اور خون خرابے سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ اور بدکاریوں اور جھوٹی گواہی دینے اور یتیم کا مال کھانے اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع کیا ہے۔ پس ہم نے اس کو سچا جانا اور جو احکام وہ خدا کی طرف سے لایا ہے۔ ان سب کی پیروی اختیار کی ہے۔ پس ہم صرف ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک

نہیں لاتے۔ اور جو چیز خدا نے ہم پر حرام کر دی ہے اس کو حرام اور جو چیز حلال کر دی ہے۔ اس کو حلال جانتے ہیں۔ پس اس بات پر قوم ہماری دشمن ہو گئی ہے۔ اور ہم کو طرح طرح سے دکھ دیا ہے۔ اور ہم کو ہمارے دین سے پھرانا چاہا ہے۔ کہ خدا کو چھوڑ کر ہم پھر بت پوجنے لگیں۔ اور جن بری باتوں اور چیزوں کو ہم پہلے جائز سمجھتے تھے۔ ان کو جائز جانیں۔ پس جب کہ انہوں نے (ہماری قوم نے) ہم کو نہایت عاجز کر دیا۔ اور طرح طرح کے ظلم کئے اور نہایت دق کیا۔ اور ہمارے دین میں مزاحم ہوئے۔ تو ہم (مجبوراً) وطن چھوڑ کر اور تجھ کو اور بادشاہوں سے اچھا جان کر تیرے ملک میں چلے آئے ہیں۔ یہ امید کر کے کہ تیری موجودگی میں کوئی ہم پر ظلم نہ کر سکے گا، تیری پناہ اختیار کی"

نجاشی باغ باغ ہو گیا

حضرت جعفرؓ طیار کی یہ مدلل تقریر سن کر نجاشی بڑا متأثر ہوا۔ اور کہنے لگا۔ اے جعفرؓ! کیا تم اس کتاب کی کوئی سورۃ سنا سکتے ہو جو تمہارے پیغمبرؐ پر اتری ہے۔ حضرت جعفرؓ نے سورہ کہیعص سنانی شروع کی۔ جب آپ اس آیت پر

پہنچے۔ فَکُلِی وَاشْرَبِیْ وَقَرِّیْ عَیْنًا[1]۔ تو نجاشی رونے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اور اس کے درباری اساقفہ اس قدر روئے۔ کہ ان کی ہچکی بندھ گئی۔ پھر نجاشی کی زبان سے بے ساختہ یہ جملہ نکلا۔ اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْحَقُّ۔ "بے شک یہ کلام حق ہے"۔ اور کہا یہ اور حضرت عیسےٰؑ کا لایا ہوا مذہب دونوں سچ ہیں۔

مکہ سے جو قریش کا وفد آیا ہوا تھا۔ اس کے دو آدمی نجاشی سے بات کرتے تھے۔ عبداللہ بن ربیعہ اور عمرو بن عاص۔ نجاشی نے ان دونوں کو کہا۔ کہ میں اپنے پناہ گزینوں کو ہرگز تمہارے حوالے کرنے کو تیار نہیں ہوں بس تم چلے جاؤ۔

دربار میں دوبارہ طلبی

جب یہ ناکام ہوئے تو اور شرارت سوجھی۔ نجاشی کو کہنے لگے۔ کہ یہ مسلمان حضرت عیسےٰؑ کے متعلق غلط عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کی شان میں ناروا الفاظ کہتے ہیں۔ پوچھ کر دیکھ لیجئے یہ شرارت اس لئے اٹھائی۔ کہ عیسائی حضرت عیسےٰؑ کو ابن اللہ کہتے ہیں۔ اور مسلمان عبداللہ۔ اس تضاد سے نجاشی مسلمانوں پر ناراض ہوگا۔

نجاشی نے مسلمانوں کو دربار میں دوبارہ طلب کیا۔ اور

[1] اے مریم! کھا (کھجوریں) اور پی (پانی چشمہ کا) اور (بیٹے سے) آنکھیں ٹھنڈی کر

پوچھا۔ کہ تم حضرت عیسےٰ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہو؟ حضرت جعفرؓ نے کہا۔ ہماری کتاب میں لکھا ہے۔ کہ "وہ خدا کے بندے اور اس کے رسول اور اس کی روح ہیں"

یہ سن کر نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا۔ اور کہا۔ کہ جو تم عقیدہ رکھتے ہو۔ حضرت عیسےٰ اس تنکے کے برابر بھی اس سے زیادہ نہیں۔ تمہیں مرحبا ہو۔ اور تمہارے پیغمبر پر مرحبا۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ حضرت محمدؐ عربی نبی برحق ہیں۔ اور وہ حضرت عیسےٰؑ کی بشارت کے مطابق آئے ہیں۔ اے مہاجرین! تم میرے پاس رہو۔ کوئی تمہیں غیر نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ اور نہ میں تمہارے خلاف کوئی بات سنوں گا۔

پھر اس نے قریشیوں کی ہدیہ کی چیزیں واپس کر دیں اور ملک سے چلے جانے کا حکم دے دیا۔

مہاجرین حبشہ کی مکہ کو مراجعت

یہ لوگ حبشہ میں ابھی کوئی دو ماہ ہی ٹھیرے تھے۔ شعبان اور رمضان! — کہ مکہ سے یہ خبر پہنچی کہ قریش کی حضورؐ سے صلح ہو گئی ہے۔ اور اب کوئی مخالفت نہیں رہی۔ چنانچہ ان کو فطرتاً وطن کا شوق ہوا۔ اور وہ حبشہ سے واپس مکہ چل پڑے۔ کہ وہاں بھی امن ◼ آرام نصیب

ہوگا۔ لیکن جب وہ مکہ کے قریب پہنچے۔ تو پتہ چلا۔ کہ یہ خبر محض غلط اور جھوٹ تھی۔ مکہ میں قریش حضورؐ اور مسلمانوں کے بدستور دشمن ہیں۔ بلکہ دشمنی پہلے سے زیادہ ہے۔ اب یہ لوگ پریشان ہوگئے۔ کہ کیا کریں۔ بالآخر کسی نہ کسی کی امان لے کر مکہ آ ہی گئے۔

حبشہ کی دوسری ہجرت

کفار کو یہ تو معلوم ہو چکا تھا۔ کہ ان مہاجرین کی شاہِ حبشہ نے بڑی عزت کی ہے۔ اور بڑے آرام سے رکھا ہے۔ اور ان کا وفد ناکام ہوکر واپس آ گیا ہے۔ اس ذلت اور ناکامی کے نتیجہ میں مہاجرین اور دوسرے مسلمانوں پر بہت سختیاں شروع کر دیں۔ اتنا ستایا اور تنگ کیا۔ کہ پہلے نہیں کیا تھا۔ یہ حال دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے انہیں دوبارہ حبشہ کی ہجرت کی اجازت دیدی۔ کفار بڑے مزاحم ہوئے۔ پھر بھی تراسی ۸۳ مرد اور بیس ۲۰ عورتیں اللہ کی راہ میں بے خانماں ہوکر حبشہ کو روانہ ہوگئے۔ ان میں اکثر کے نام پاک یہ ہیں۔ خدا ان پر لاکھوں رحمتیں نازل کرے

(۱) حضرت عثمان بن عفان رضؓ

(۲) حضرت ابو حذیفہ رضؓ

(۳) حضرت عبداللہ بن جحش رضؓ

(۴) حضرت شجاع بن وہب رضؓ

(۵) حضرت عتبہ بن غزوان رضؓ

(۶) حضرت طلیب بن عمیر رضؓ

(۷) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ

(۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ

(۹) حضرت مقداد بن عمرو رضؓ

(۱۰) حضرت ابو سلمہ بن عبدالاسد رضؓ

(۱۱) حضرت معتب بن عوف رضؓ

(۱۲) حضرت عامر بن ربیعہ رضؓ

(۱۳) حضرت خنیس بن حذافہ رضؓ

(۱۴) حضرت عثمان بن مظعون رضؓ

(۱۵) حضرت عبداللہ بن مظعون

(۱۶) حضرت قدامہ بن مظعون رضؓ

(۱۷) حضرت سائب بن عثمان رضؓ

(۱۸) ابو سبرہ بن ابی رہم رضؓ

(۱۹) حضرت عبداللہ بن مخرمہ رضؓ

(۲۰) حضرت حاطب بن عمرو رضؓ

(۲۱) حضرت عبداللہ بن سہیل رضؓ

(۲۲) حضرت سعد بن خولہ رضؓ

(۲۳) حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضؓ

(۲۴) حضرت سہیل بن بیضاء رضؓ

(۲۵) حضرت معمر بن ابی سرح رضؓ

(۲۶) حضرت عیاض بن زہیر رضؓ

(۲۷) حضرت جعفر بن ابی طالب رضؓ

(۲۸) حضرت خالد بن سعید رضؓ

(۲۹) حضرت مسیقیب بن ابی فاطمہ رضؓ

(۳۰) حضرت خالد بن حزام رضؓ

(۳۱) حضرت اسود بن نوفل رضؓ

(۳۲) حضرت عمرو بن امیہ رضؓ

(۳۳) حضرت یزید بن زمعہ رضؓ

(۳۴) حضرت ابو الروم بن عمیر رضؓ

(۳۵) حضرت خراس بن نضر رضؓ

(۳۶) حضرت جہم بن قیس رضؓ

(۳۷) حضرت ابو فکیہہ رضؓ

(۳۸) حضرت مطلب بن ازہر رضؓ

Marfat.com

(۳۹) حضرت عتبہ بن مسعودؓ — (۴۰) حضرت شرجیل بن حسنہؓ

(۴۱) حضرت حارث بن خالدؓ — (۴۲) حضرت عمرو بن عثمانؓ

(۴۳) حضرت عباس بن ابی ربیعہؓ — (۴۴) حضرت ہاشم بن ابوحذیفہؓ

(۴۵) حضرت ہبار بن سفیانؓ — (۴۶) حضرت عبداللہ بن سفیانؓ

(۴۷) حضرت معمر بن عبداللہؓ — (۴۸) حضرت عبداللہ بن حذافہؓ

(۴۹) حضرت قیس بن حذافہؓ — (۵۰) حضرت ہشام بن عاصؓ

(۵۱) حضرت ابوقیس بن حارثؓ — (۵۲) حضرت سائب بن حارثؓ

(۵۳) حضرت حجاج بن حارثؓ — (۵۴) حضرت تمیم بن حارثؓ

(۵۵) حضرت سعید بن حارثؓ — (۵۶) حضرت سعید بن عمروؓ

(۵۷) حضرت محمیہ بن جزرؓ — (۵۸) حضرت حاطب بن حارثؓ

(۵۹) حضرت خطاب بن حارثؓ — (۶۰) حضرت سفیان بن معمرؓ

(۶۱) حضرت خالد بن سفیانؓ — (۶۲) حضرت جنادہ بن سفیانؓ

(۶۳) حضرت نبیہہ بن عثمانؓ — (۶۴) حضرت سلیط بن عمروؓ

(۶۵) حضرت سکران بن عمروؓ — (۶۶) حضرت مالک بن زمعہؓ

(۶۷) حضرت عمرو بن حارثؓ — (۶۸) حضرت عثمان بن عبدغنمؓ

وغیرہمؓ —— (ابن ہشام)

مہاجرہ عورتیں

(۱) حضرت سودہ بنت زمعہؓ — (۲) حضرت فاطمہ بنت علقمہؓ

(۳) حضرت عمیرہؓ بن سعدی — (۴) حضرت حسنہ ام شرجیلؓ

Marfat.com

(۵) حضرت حبیبہ بنت ابوسفیان رضؓ
(۶) حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ رضؓ
(۷) حضرت ریطہ بنت حارث رضؓ
(۸) حضرت رملہ بنت ابی عوف رضؓ
(۹) حضرت لیلیٰ بنت ابی حثمہ رضؓ
(۱۰) حضرت سہلہ بنت سہیل رضؓ
(۱۱) حضرت ام کلثوم بنت عمیس رضؓ
(۱۲) حضرت فاطمہ بنت صفوان رضؓ
(۱۳) حضرت امینہ بنت خلف رضؓ
(۱۴) حضرت خزیمہ بنت جہم رضؓ
(۱۵) حضرت ام حرملہ رضؓ
(۱۶) حضرت فاطمہ بنت مجلل رضؓ
(۱۷) حضرت فکیہہ بنت یسار رضؓ
(۱۸) حضرت برکہ بنت یسار رضؓ
(۱۹) حضرت اسماء بنت عمیس رضؓ ۔ (ابن ہشام)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مقاطعہ

غریب اور بے کس مسلمانوں کو وطن سے نکال کر قریش کو اب بھی صبر نہ آیا۔ بلکہ ان کی آتش غضب اور تیز ہو گئی انہوں نے سوچا۔ کہ جب تک ان مسلمانوں کا پیغمبرؐ زندہ ہے اور اس کی تبلیغ جاری ہے۔ اس وقت تک اسلام بڑھتا رہے گا۔ کسی طرح ان کے پیغمبرؐ کو ختم کیا جائے۔

ان کے غصے اور عداوت کے بڑھ جانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی۔ کہ شاہ حبشہ نے مسلمانوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ اور ان کی سفارت ناکام اور ذلیل ہوئی۔ قریش

کو یہ بھی خطرہ ہو گیا۔ کہ کہیں نجاشی مسلمانوں کو فوج کی امداد دے کر مکہ پر قبضہ نہ کرا دے۔ اور پھر لات و عزیٰ کی خیر نہیں۔ انہوں نے یہ بھی دیکھا۔ کہ مکہ کے با اثر شہری اسلام قبول کرتے جا رہے ہیں۔ اگر یہ سب مل کر قوت پکڑ گئے۔ تو ان کا تسلط ہو جائے گا۔ ان تمام باتوں پر غور کر کے بنی ہاشم کے سوا تمام قبائل نے ایک ہنگامہ خیز جلسہ کیا۔ اور اس میں متفقہ طور پر یہ تجویز منظور کی۔ کہ بنی ہاشم کا پورے طور پہ مقاطعہ کر دو۔ ان سے تمام تمدنی تعلقات توڑ دو۔

چنانچہ ایک معاہدہ لکھا گیا۔ اور اس پہ سب نے مہریں لگا دیں۔ پھر انہوں نے عملاً بنی ہاشم کا زبردست بائیکاٹ کر دیا۔ رشتے ناطے لینے دینے چھوڑ دیئے۔ خرید و فروخت میل جول، لین دین، میل ملاپ، آمد و رفت مطلقاً بند کر دی۔ گویا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کا پورا مقاطعہ[1] کیا۔ برادری سے نکال دیا۔

[1] مقاطعہ کرنیوالے وہی لوگ تھے۔ جو قبل نبوت حضور کو صادق اور امین کے الفاظ سے پکارتے تھے بڑی عزت کرتے تھے۔ انہیں سر آنکھوں پر بٹھاتے تھے۔ ان سے زیادہ نیک، راست باز، شریف اور صاحب عزت کسی کو نہ جانتے تھے۔ لیکن آج ان کا مقاطعہ کرتے اور برادری سے خارج کرتے ہیں۔ کیوں؟ محض اس لئے کہ حضور کہتے ہیں لا الہ الا اللہ۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ یعنی لات و عزیٰ کو چھوڑ کر توحید خداوندی مان لو۔ بس اس توحید کے اعلان پر وہ لوگ جان کے دشمن ہو گئے۔ مسلمانو! توحید پر مضبوط رہو۔ یہی بنیاد ہے اسلام کی۔

رحمتِ عالم شعبِ ابی طالب میں

جب قریش نے حضورؐ کا مقاطعہ کر دیا۔ تو ابوطالب نے تمام بنی ہاشم کو اپنے گھر بلایا۔ اور کہا۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے خلاف تمام قریش نے اتفاق کر لیا ہے۔ تمہاری کیا مرضی ہے؟ سب نے کہا۔ کہ ہم سب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ہیں۔ پھر بنی ہاشم اور رسولِ رحمتؐ نے شعب ابی طالب (ابی طالب کی گھاٹی) میں جاکر پناہ لی۔ یہ مقام مکہ سے خاصے فاصلے پر ہے۔ اس کے چاروں طرف پہاڑ ہیں اور شہر میں داخل ہونے کا راستہ بڑا تنگ ہے۔ سرورِ رسولاں صلے اللہ علیہ وسلم نے تین برس یہاں قید و بند میں گزارے۔ حضورؐ اس گھاٹی میں نبوت کے ساتویں برس داخل ہوئے۔

قریش نے سخت ظلم کیا۔ حضورؐ کے ہاتھ غلہ، اور دوسری ضروریاتِ زندگی فروخت کرنی بند کر دیں۔ باہر سے جو تاجر آتا۔ اسے گھاٹی میں جانے نہ دیتے۔ تاکہ گھاٹی والوں کو کھانے پینے کی چیزیں دستیاب نہ ہوں۔ گھاٹی میں سے کوئی بچہ تک باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ سخت بے چینی، اضطراب، اور مصیبت کا وقت تھا۔ بنی ہاشم کی حالت سخت زبوں ہو گئی۔ چھوٹے چھوٹے بچے مارے بھوک کے چیختے اور چلاتے تھے۔ ان کی رونے کی آواز گھاٹی سے باہر دور تک سنائی دیتی تھی۔ عورتیں

اور مرد مارے بھوک کے بے حال تھے۔ غرض ان کا ایسا مقاطعہ کیا۔ کہ ان کا جینا دشوار ہوگیا۔

حج کا زمانہ آتا۔ تو سب لڑائی جھگڑے دب جاتے اور امن ہو جاتا۔ اس وقت حضورؐ گھاٹی سے نکل کر میدان میں تشریف لے جاتے۔ اور جابجا وعظ فرماتے۔ کلام الہٰی سناتے۔ نئے قبائل مکہ آتے تو آپ اُن کو اسلام کی تلقین کرتے۔ لیکن ابوجہل نضر بن حارث، عاص بن وائل، وغیرہ بھی حضورؐ کے ساتھ رہتے اور لوگوں کو کہتے جاتے۔ کہ اس کے بہکانے میں نہ آ جانا۔ یہ شخص تمہیں گمراہ کر دے گا۔ (اللّٰہ اکبر!)

حضرت ابی طالب بڑی احتیاط سے گھاٹی کی نگرانی کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی میں آرام فرما ہوتے۔ تو ابوطالب ننگی تلوار لے کر پہرہ دیتے۔ کہ کوئی دشمن حملہ نہ کر دے۔

مقاطعہ کا خاتمہ

جب مظلوم گھاٹی والوں کو مصائب سے دو چار ہوئے کافی عرصہ گزر گیا۔ ان کی حالت سخت قابلِ رحم ہوگئی۔ عورتیں اور مرد بے حال ہوگئے معصوم بچوں کے چلّانے نے قیامت برپا کر دی۔ تو قریش کے ایک نرم دل آدمی ہشام بن عمرو کو بنی ہاشم کے حال پر رحم آگیا۔ انہوں نے چند آدمی اپنے ساتھ ملائے۔ اور

Marfat.com

اس معاہدہ کو چاک کر ڈالا۔ اور ہاشمیوں کو ان کے گھروں میں جانے کی اجازت دی۔ رحمت للعالمینؐ مع اپنے رفقاؓ کے گھاٹی سے باہر آگئے۔

ابوطالب اور خدیجۃ الکبریٰ کی وفات

جب حضورؐ شعب ابی طالب سے باہر آئے۔ تو ایک گونہ اطمینان ہوا۔ کہ عورتوں، مردوں کا دردناک منظر، اور بچوں کی چیخوں کا خاتمہ ہوا۔ لیکن ابھی اطمینان کہاں۔ آزمائش کا ایک اور بڑا دور آگیا۔ ابھی نبوت کا دسواں سال ختم نہیں ہوا تھا۔ کہ آپ کے جانثار، خیرخواہ چچا ابوطالب وفات پاگئے۔ حضورؐ کو ان کی وفات سے بے حد رنج ہوا۔ کہ چچا کا وجود گرامی باپ اور دادا کے قائم مقام تھا۔ آخری دم تک انہوں نے معصوم بھتیجےؐ کا پورا پورا ساتھ دیا۔ ابوطالب اسی ۸۰ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

ابھی چچا کی وفات کو تقریباً سوا مہینہ ہی گزرا تھا۔ کہ تن من دھن نچھاور کرنے۔ ہر دکھ درد میں ساتھ دینے والی نہایت باوفا بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ بھی داغ مفارقت دے گئیں۔ حضرت انورؐ کے دل پر اس مجسمۂ وفا کی موت کا بڑا صدمہ گزرا۔ پورے پچیس برس تک مال جان سے اس پاک بیوی نے آپ کی خدمت کی اور ڈھارس بندھائی اور

Marfat.com

ہر امر میں تائید کی ۔ جب کہ کوئی معاون و مددگار نہ تھا۔ رضی اللہ عنہا ۔!

اب گھر میں حضور انورؐ کا کوئی مونس و غمخوار اور ہمدرد و جانثار نہ تھا۔ البتہ آسمان پر خالقِ ارض و سماء سید الکونینؐ کا حامی و ناصر ضرور موجود تھا۔

سرورِ عالمؐ کا بہت نازک زمانہ

ابو طالب اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات کے بعد حضورؐ کے لئے نہایت نازک دور آگیا۔ چچا کی حمایت اور پاسداری ختم ہو گئی اور رفیقۂ حیات کے تمول اور وجاہت کی مدد بھی جاتی رہی قریش نے آپ کو بے سہارا پاکر دل کی بھڑاس نکالنے، بدلہ لینے اور ظلم توڑنے کی ٹھان لی۔ چنانچہ انہوں نے ہر ممکن ایذا رسانی شروع کردی۔ جتنے لوگ اس وقت تک مسلمان ہوچکے تھے۔ اگرچہ وہ ہر طرح جانثاری کے لئے تیار تھے۔ لیکن ہزاروں جنگجو قریشیوں کے مقابلہ میں گنتی کے آدمی کیا کر سکتے تھے۔ بلکہ ان کی کس مپرسی رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مظلومیت کے ساتھ شریک تھی۔ آہ! ایک بدبخت نے روحی فداہؐ کے سر مبارک پر مٹی لاکر ڈال دی آپ اسی حال میں گھر آ گئے۔ صاحبزادی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ پھر مٹی سر مبارک سے دھوتی جاتی تھی۔ اور

Marfat.com

زار زار روتی جاتی تھی۔ رسولِ جن و انس تسلی دیتے تھے۔ جانِ پدر نہ رو! اللہ تعالیٰ تیرے باپ کو کفار کے مظالم سے بچانے والا ہے۔

جور و ستم کے تاریک بادل

جب جور و ستم کے تاریک بادل گھر کر آئے۔ اور مہبطِ وحی و الہام پر زور سے برسنے لگے۔ سرزمینِ حرم آپ پر تنگ کر دی گئی۔ اور تبلیغی مساعی کی فضا پر تشدد کی شبِ تار چھا گئی۔ تو صبر و استقلال کا کوہ گراں یقین و ایمان کے نخلستان میں اپنی کامرانی کے لہلہاتے درخت کو دیکھ رہا تھا کہ اسکی میوے بھری شاخیں زمین کی طرف جھک رہی ہیں ؎

به حسنِ عارض و قدِ او برده اند پناه
بهشت طوبیٰ طوبیٰ لهم وحسن مآب

سرورِ رسولاں کی طائف کو روانگی

آپ نے خیال کیا کہ اگر اہل مکہ نے خدا کا پیغام

لہ مسلمان بھائیوں کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ خالص توحید اور اللہ کا دین پہنچانے کی خاطر حضورؐ کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا گیا۔ اتنی تکلیفوں سے حضورؐ نے جو دین ہم تک پہنچایا ہے۔ ہم کو اسے جان، مال، اولاد اور سارے جہان سے پیارا جاننا چاہیئے۔ اور اس کی قدر کرتے ہوئے اس پر عمل کرنا چاہیئے۔

Marfat.com

سننے سے انکار کیا ہے۔ تو چلو طائف والوں کو چل کر کلام الٰہی سناتے ہیں۔ شاید وہ ہی ایمان لے آئیں۔ طائف مکہ سے کوئی ساٹھ میل کے فاصلے پر ایک بستی ہے۔ حضورؐ نے زید بن حارثہ کو ساتھ لیا۔ اور طائف کو چل دیئے۔ عرفات تک تو عام راستہ اختیار کیا۔ آگے پچاس میل بے آب و گیاہ صحرا فلک بردوش استقامت سے طے کیا۔ آخر طائف کے سرسبز باغات نظر پڑے۔ اور طائف آگیا۔

یہاں پہنچ کر حضورؐ نے دس روز قیام فرمایا۔ آپؐ کے پاس اکثر لوگ آئے۔ لیکن اسلام کی دعوت قبول نہ کی۔ پھر آپؐ قبیلہ ثقیف کے سرداروں کے پاس تشریف لے گئے۔ اور فرمایا۔ کہ بت پرستی فضول چیز ہے۔ اسے چھوڑ دو۔ اور خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرو۔ طائف والے بت لات کی پرستش کرتے تھے۔ اور اسے تمام بتوں سے زیادہ طاقت ور اور قابل پرستش جانتے تھے۔ حضورؐ نے لات کی پوجا ترک کرنے کی تلقین کی۔ اور بہت سمجھایا۔ اس پر سرداروں نے اوٹ پٹانگ باتیں کہیں کہنے لگے۔ کیا خدا نے تم کو بھیجا ہے؟ خدا کو تمہارے سوا اور کوئی پیغمبر نہیں ملا؟ بخدا ہم تم سے بات نہیں کر سکتے۔ اگر تم واقعی پیغمبر ہو۔ تو تمہارے ساتھ بات

کرنے میں خطرہ ہے۔ اور اگر جھوٹے ہو۔ تو بات کرنے کے لائق نہیں ہو۔ حضورؐ نے اُن کو اِن لایعنی باتوں کا کوئی جواب نہ دیا۔

طائف میں مصائب کا سامنا

پھر حضورؐ ثقیف کے ایک اور بڑے آدمی کو ملے۔ اس نے بھی جواب دے دیا۔ اور کہا۔ کہ ہمارے ملک سے چلے جاؤ صرف یہی نہ کہا۔ بلکہ بدمعاشوں اور اوباشوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ انہوں نے آپ کو بہت بُرا بھلا کہا۔ روحی فداہٗ پر پتھر برسائے۔ یہاں تک کہ آپ زخمی ہوگئے — ہماری جانیں حضورؐ پر قربان — آپ کی دونوں مبارک ٹانگوں سے لہو بہنے لگا۔ اور پاؤں زخموں سے چُور ہو گئے۔ جب پتھراؤ زیادہ ہوا۔ تو زید بن حارثہؓ آگے ہوئے۔ وہ بھی زخمی ہوگئے۔ ان اوباشوں نے تین میل تک حضور کا پیچھا کیا۔ اور ایذا دیتے چلے گئے۔

اللہ اکبر! کیسا دل ہلا دینے والا خونی منظر ہے۔ کہ دو جہان کے سردار، اللہ کے چُنے ہوئے رسول، کائنات کے پیغمبرؐ صبر کے ساتھ چپ چاپ جا رہے ہیں۔ اور خدا نا آشنا، بے رحم سنگ دل لوگ ان پر پتھر برسا رہے ہیں۔ انہیں لہو لہان کر رہے ہیں۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم دست بدعا ہیں

شہر طائف کے ارد گرد پہاڑیاں ہیں۔ اور ان کے دامن میں ریتلا میدان ہے۔ جب سید العرب والعجم اس ریتیلے میدان سے ذرا آگے بڑھے۔ تو انگور کی ایک بیل کے نیچے بیٹھ گئے۔ اور اللہ کی جناب میں ــ کروڑوں درود وسلام ہوں آپ پر ــ یوں دعا کی :۔

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَشْکُوْ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَ ھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ اِلٰی عَدُوٍّ یَّتَجَھَّمُنِیْ اَمْ اِلٰی قَرِیْبٍ مَّلَّکْتَہٗ اَمْرِیْ اِنْ لَّمْ تَکُنْ سَاخِطًا عَلَیَّ فَلَآ اُبَالِیْ غَیْرَ اَنَّ عَافِیَتَکَ اَوْسَعُ لِیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ اَضَآءَتْ لَہُ السَّمٰوٰتُ وَ اَشْرَقَتْ لَہُ الظُّلُمٰتُ وَصَلَحَ عَلَیْہِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ اَنْ تُحِلَّ عَلَیَّ غَضَبَکَ وَتُنْزِلَ عَلَیَّ سَخَطَکَ وَلَکَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ ؕ

بار خدایا! میں اپنے ضعفِ قوت، قلتِ صبر، اور لوگوں میں اپنی خواری کی تیری بارگاہِ عظمت میں فریاد لے کے آیا ہوں۔ کہ تو سب رحم کرنیوالوں سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔ مجھے ایسے دوست

سے بچالے۔ جو میری صورت دیکھتے ہی ناراض ہو جائے۔ اور ایسے دشمن سے جو میرے کاموں پر غلبہ پالے۔ اگر تو مجھ پر (آزمائش میں) غصے نہیں ہے تو مجھے کچھ پروا نہیں۔ کیوں کہ میرے لئے تیری بخشش بہت وسیع ہے۔ اور میں نے تیرے بزرگ چہرے کے نور میں پناہ لی ہے۔ جس کے لئے آسمان روشن ہوگئے۔ اور تاریکیاں نور بن گئیں۔ اور دین و دنیا کے کام سنور گئے۔ (پناہ چاہتے ہیں) اس سے کہ تو اپنا غصہ اور خفگی مجھ پر نازل کرے۔ مجھ پر راضی ہو جا۔ اور تیری مدد سے ہر طرح کی قوت اور طاقت حاصل ہے"۔

ہماری جانیں اور ماں باپ قربان رحمت عالم پر۔ آپ پر ایسا وقت ہے۔ کہ ساری دنیا تاریک نظر آرہی ہے۔ لیکن قلب اطہر سے یقین و ایمان کے سوتے پھوٹ رہے ہیں ایسے نازک وقت جو حضورؐ دعا کرتے ہیں۔ امت کے لئے اس کا ایک ایک لفظ یاس و قنوط کی تاریکیوں میں مشعل راہ ہے۔ کہ ؎

قطرہ آغوشِ تلاطم میں گوہر بنتا ہے
آبرو چاہیے تو طوفان میں گھر پیدا کر

نیز یہ بھی سبق ملا۔ کہ راہ حق میں اگر سارا جہان دشمن ہو جائے۔ تو خدا کا دروازہ کبھی نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ ؎

باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے

شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول

جنوں کا قبول اسلام

حضور انورؐ طائف کے سفر میں بھی بہت مغموم ہو کر مکہ واپس ہوئے اور دشوار گزار راہوں سے ہوتے ہوئے مکہ کے قریب مقام نخلہ پر پہنچے۔ آپ نے یہاں قیام کیا۔ رات کو حضورؐ نماز تہجد میں آواز سے قرآن پڑھ رہے تھے۔ کہ جنوں کی ایک جماعت کا ادھر سے گزر ہوا۔ حضورؐ کے قرآن پڑھنے کی آواز سن کر جن ٹھہر گئے اور بڑی توجہ سے قرآن سنتے رہے۔ جب حضورؐ نماز پڑھ چکے۔ تو جن خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے اُن پر اسلام پیش کیا۔ تو وہ مسلمان ہو گئے۔ آپ نے ان کو فرمایا۔ کہ جب اپنی قوم میں جاؤ۔ تو ان کو بھی اسلام کی دعوت دینا۔ پھر وہ جن چلے گئے۔ اور انہوں نے اپنی قوم میں جا کر اسلام کی تبلیغ کی۔ قرآن مجید میں بھی یہ واقعہ بیان ہوا ہے۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ج فَلَمَّا قُضِىَ وَلَّوْٓا اِلٰى

Marfat.com

قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ○ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا
اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ
يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ يٰقَوْمَنَآ
اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ
ذُنُوْبِكُمْ وَ يُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ وَ مَنْ
لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ
وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ (پ ۲۶ ع ۴)

اور جب پھیر لائے ہم تیری طرف جماعت جنوں میں سے، سنتے تھے، قرآن، پس جب حاضر ہوئے اس (محمدؐ) کے پاس کہنے لگے۔ آپس میں کہ چپکے رہو، پس جب تمام ہوا پڑھنا، پھر گئے (وہ جن) اپنی قوم کی طرف ڈراتے ہوئے ○ کہا (جنوں نے) اے قوم ہماری تحقیق سنی ہم نے ایک کتاب (قرآن) کہ اتاری گئی ہے بعد موسیٰ کے سچا کرنیوالی اس چیز کو کہ آگے اس کے ہے۔ (توراۃ) راہ دکھاتی ہے (یہ کتاب قرآن) طرف خدا کی۔ اور طرف راہ سیدھی کی ○ اے قوم ہماری قبول کرو خدا کی طرف بلانے والے (محمدؐ) کو۔ اور ایمان لاؤ ساتھ

اس کے ، بخشے گا (خدا) گناہ تمہارے اور پناہ دے گا تم کو عذاب درد ناک سے ٥ اور جو کوئی نہ مانے خدا کی طرف بلانے والے (محمدؐ) کو۔ پس نہیں ہے (وہ) عاجز کرنے والا (خدا کو) زمین میں ، اور نہیں ہے واسطے اس کے سوائے اس کے دوست یہ لوگ ہیں صریحاً گمراہ ٥

مکہ میں مراجعت اور مطعم بن عدی کی امان

نخلہ میں چند روز قیام کرکے حضور مکہ کی طرف چلے۔ سیدھا شہر میں داخل ہونے کی بجائے آپ کوہ حرا پر ٹھیرے۔ کیونکہ شہر میں آپ کی دشمنی اور مخالفت زوروں پر تھی۔ قریشیوں کو خبر ہو گئی۔ کہ طائف والوں نے بھی حضورؐ کی بات نہیں سنی۔ بلکہ پتھر مار مار کر نکال دیا ہے۔ اس پر یہ بھی اہل طائف کا سا سلوک کرنے کو تیار ہو گئے۔

آپ نے ایک شخص اخنس بن شریق کو کہلا بھیجا کہ میں یہاں پہنچ گیا ہوں۔ تو مجھے اپنی امان میں لے لے تاکہ میں کعبہ میں آ جاؤں۔ اخنس نے شافع روز محشر کی حفاظت کرنے سے انکار کر دیا۔ ہاں مطعم بن عدی نے حفاظت کی ہامی بھرلی۔ اور کہا۔ کہ حضورؐ میری امان میں تشریف لے آئیں، پھر مطعم نے

Marfat.com

اپنے اقارب کے ہمراہ خانہ کعبہ میں آکر اعلان کردیا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی امان اور حفاظت میں لے لیا ہے۔ کوئی شخص آپ کی طرف آنکھ بھر کر نہ دیکھے۔ اب سید انس و جن مطعم بن عدی کے گھر میں اطمینان سے رہنے لگے۔

تبلیغ اسلام جاری ہے

طائف سے واپسی کے بعد کفار کے غیظ و غضب کا طوفان اور تند ہوگیا۔ مخالفت اور عداوت کی آگ زیادہ بھڑک اٹھی۔ لیکن خدا کے چنے ہوئے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالکل خوف زدہ نہ ہوئے۔ مردہ انسانیت کے مسیحا کے دل میں مایوسی کا گزر نہ ہوا۔ مطعم کے گھر میں رہ کر حضورؐ اشاعت اسلام میں برابر کوشاں رہے۔ مختلف قبائل کے پاس جاتے اور انہیں خدا کا پیغام سناتے۔ حج کے ایام میں حاجیوں کے اجتماعوں میں تشریف لے جا کر انہیں تبلیغ کرتے۔ غرض کوئی موقعہ بغیر سنائے ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔

اگرچہ اکثر قبائل آپ کو یہ جواب دیتے۔ کہ جب آپ کے قبیلہ قریش نے ہی آپ کو قبول نہیں کیا۔ تو دوسرے قبائل کیونکر مان لیں۔ اس پر بھی آپ ناامید نہ ہوتے۔ اور کوشش

Marfat.com

جاری رکھتے۔ کوشش جاری رکھنے کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ متعدد قبائل سے کئی آدمی آغوشِ اسلام میں آگئے۔ مثلاً:

(۱) قبیلہ بنو ہاشم سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ، حضرت جعفر بن ابی طالبؓ۔ حضرت علی ابن ابی طالبؓ۔

(۲) موالی بنو ہاشم سے حضرت آنسہؓ۔ حضرت ابوکبشہؓ حضرت زید بن حارثہؓ

(۳) بنو مطلب سے حضرت عبیدہ بن حارثؓ، حضرت طفیل بن حارثؓ

(۴) بنو مطلب کے حلیفوں سے حضرت ابو مرثد غنویؓ حضرت مرثد بن ابی مرثدؓ۔

(۵) بنو عبدالشمس سے حضرت عثمان بن عفانؓ۔ حضرت خالد بن سعیدؓ۔

(۶) بنو شمس کے حلیفوں سے حضرت عبداللہ بن جحشؓ حضرت ابو احمد بن جحشؓ، حضرت عکاشہ بن محصنؓ، حضرت شجاع بن وہبؓ

(۷) بنو نوفل کے حلیفوں سے حضرت عتبہ بن غزوانؓ۔

(۸) بنو اسد بن عبدالعزیٰ سے حضرت زبیر بن عوامؓ۔

(۹) بنو اسد کے حلیفوں سے حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ

(۱۰) بنو عبدالدار سے حضرت مصعب بن عمیرؓ۔

Marfat.com

(۱۱) بنو عبد بن قصی سے حضرت طلیب بن عمیرؓ۔

(۱۲) بنی زہرہ بن کلاب سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ۔ حضرت طلیبؓ بن ازہر۔ حضرت عبداللہ الاصغرؓ۔ حضرت عبداللہ بن شہابؓ۔ حضرت عامر بن ابی وقاصؓ۔ حضرت مطلب بن ازہرؓ۔

(۱۳) بنی زہرہ کے حلیفوں سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ حضرت مقداد بن عمروؓ۔ حضرت خبّاب بن ارت۔ حضرت مسعود بن ربیعؓ۔ حضرت عتبہ بن مسعودؓ۔ حضرت شرجیل بن حسنہؓ۔

(۱۴) بنو تیم بن مرّہ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ۔ حضرت عامر بن فہیرہؓ۔ حضرت حارث بن خالدؓ۔ حضرت عمرو بن عثمانؓ۔

(۱۵) بنو مخزوم بن یقظہ سے حضرت ابوسلمہؓ بن الوالاسدؓ۔ حضرت ارقم بن ابی ارقمؓ۔ حضرت شماس بن عثمانؓ۔ حضرت عیاش بن ابی ربیعہؓ۔ حضرت سلمہ بن ہشامؓ۔ حضرت ہاشم بن ابی حذلیفہؓ۔ حضرت ہبار بن سفیانؓ۔ حضرت عبداللہ بن سفیانؓ۔

(۱۶) بنو مخزوم کے حلیفوں سے حضرت عمّار بن یاسرؓ۔ حضرت معتب بن عوفؓ۔

Marfat.com

(۱۷) بنو عدی سے حضرت عمر بن خطابؓ۔ حضرت زید بن خطابؓ۔ حضرت سعید بن زیدؓ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عمرو بن سراقہؓ۔ حضرت نعیم النحام بن عبداللہؓ حضرت معمر بن عبداللہؓ۔ حضرت عدی بن نضلہؓ۔ حضرت عروہ بن ابی اثاثہؓ۔ حضرت مسعود بن سویدؓ۔ حضرت عبداللہ بن سراقہؓ۔

(۱۸) بنو عدی کے حلیفوں سے حضرت عامر بن ربیعہؓ حضرت عاقل بن ربیعہؓ۔ حضرت خالد بن ربیعہؓ۔ حضرت ایاس بن ربیعہؓ۔ حضرت خولی بن ابی خولیؓ۔ حضرت مہجع بن صالحؓ

(۱۹) بنو سہم سے حضرت خنیس بن حذافہؓ۔ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ۔ حضرت ہشام بن عاص۔ حضرت ابوقیس بن حارثؓ حضرت عبداللہ بن حارث۔ حضرت سائب بن حارثؓ۔ حضرت حجاج بن حارثؓ۔ حضرت تمیم بن حارث حضرت سعید بن حارثؓ۔ حضرت سعید بن عمروؓ۔

(۲۰) بنی جمح بن عمرو سے حضرت عثمان بن مظعونؓ حضرت عبداللہ بن مظعونؓ۔ حضرت قدامہ بن مظعونؓ حضرت سائب بن حارثؓ۔ حضرت معمر بن حارثؓ۔ حضرت خطاب بن حارثؓ۔ حضرت سفیان بن معمرؓ۔ حضرت خ

بن سفیان رضؓ۔ حضرت جنادہ بن سفیان رضؓ۔ حضرت نبیہہ بن عثمان رضؓ

(۲۱) بنو عامر بن لوئی سے ابو سبرہ بن ابی رہم رضؓ۔ حضرت عبداللہ بن مخرمہ رضؓ۔ حضرت حاطب بن عمرو رضؓ۔ حضرت عبداللہ بن سہیل رضؓ۔ حضرت عمیر بن عوف رضؓ۔ حضرت وہب بن سعد رضؓ۔ حضرت سلیط بن عمر رضؓ۔ حضرت سکران بن عمرو رضؓ۔ حضرت مالک بن زمعہ رضؓ۔

(۲۲) بنو فہر بن مالک سے ابو عبیدہ بن جراح رضؓ۔ حضرت سہیل بن بیضاء رضؓ۔ حضرت معمر بن ابی سرح رضؓ۔ حضرت عیاض بن زہیر رضؓ۔ حضرت عمرو بن حارث رضؓ۔ حضرت عثمان بن عبد غنم رضؓ۔

(۲۳) بنو عبد دار بن قصی سے حضرت ابو الروم بن عمیر رضؓ حضرت فراس بن نضر رضؓ۔ حضرت جہم بن قیس رضؓ

(۲۴) بنو عبد دار بن قصی کے حلیفوں سے حضرت ابو فکیہہ رضؓ۔

(۲۵) بنی سعد کے حلیفوں سے حضرت محمیہ بن جزء رضؓ۔

(۲۶) دوس سے حضرت معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی رضؓ۔ حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضؓ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مکی دور اگرچہ مصائب سے پرُ اور اعدائے دین کی دشمنی سے بھرا ہوا ہے تاہم رؤف رحیم رسولؐ کی جگر کاوی کے باعث متذکرۃ الصدر

Marfat.com

قبائل سے فرداً فرداً کئی نفوس پاک اسلام میں داخل ہو گئے۔ جنہوں نے حضور انورؐ کا ساتھ دے کر اسلام پر جان چھڑکی۔

حضرت سودہ سے رحمتِ عالمؐ کا نکاح

حضرت سودہؓ کے والد کا نام زمعہ اور والدہ کا شموس بنت قیس تھا۔ ان کے سابق شوہر سکران بن عمر تھے۔ حضرت سودہ کا ایک لڑکا سکران سے عبدالرحمان تھا۔ حضرت سودہ، ان کا شوہر اور لڑکا تینوں مسلمان ہو گئے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد کفار نے انہیں بہت ستانا شروع کر دیا۔ اور جو حال دوسرے مسلمانوں کا تھا۔ وہی ان کا ہوا۔ حتیٰ کہ بی بی سودہؓ کے شوہر اسلام قبول کرنے کے "جرم" میں شہید کر دیئے گئے۔ اور بی بی سودہؓ حبشہ کو ہجرت کر گئیں۔ جب حبشہ سے واپس آئیں۔ تو ان پر مظالم کا طوفان آگیا۔ اور ان کی زندگی دو بھر ہو گئی۔ اور کوئی ان کو پناہ دینے والا نہ تھا۔ اگرچہ بی بی سودہؓ خاندان قریش سے تھیں۔ لیکن حضورؐ سے ان کا بہت قریبی تعلق نہ تھا۔ تاہم ان کا ایسے خطرناک اور نازک زمانہ میں اسلام قبول کرنا، اسلام کی خاطر بیوہ ہو جانا، اسلام کے لئے بے خانماں ہو کر ہجرت کرنا اور پھر ہجرت کے بعد اب

لاوارث اور بے کس ہوکر کفار کے ظلم کا تختہ مشق بنتا۔ یہ تمام امور سامنے رکھ کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا۔ حضرت خدیجہ رض کی وفات کے دو ماہ بعد یہ نکاح ہوا۔ اس وقت سرورِ کائنات کی عمر شریف پچاس برس کی تھی۔ اور حضرت سودہ رض پچاس سے کچھ اوپر تھیں۔ یہ نکاح کوئی دنیا کے چاؤ کے لئے کیا تھا؟ نہیں! یتیموں اور بیواؤں کے پشت پناہ رسول کی رحمت و رافت تھی۔ لذائذ دنیوی کے لئے نکاح چاہیے تو قوم کی حسین ترین دوشیزائیں حاضر تھیں۔ لیکن حضور نے جو کیا۔ سب کچھ دین کے لئے کیا۔

حضرت عائشہ رض سے نکاح

اسی دینی ضرورت اور خاندانوں سے تعلقات بڑھاکر اشاعت اسلام کی گنجائش نکالنے کے لئے رحمت عالم نے حضرت سودہ رض کے نکاح کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رض کی صاحبزادی حضرت عائشہ رض[1] سے بھی نکاح کیا۔ اس نکاح سے خاندانی تعلقات مربوط ہوکر اسلام کو بہت تقویت پہنچی۔ خدا نے قرآن میں فرمایا۔

[1] حضور کا حضرت عائشہ رض سے نکاح مکہ میں ہوا۔ اور رخصتی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں جاکر ہوئی۔ نکاح سے تین سال کے بعد۔

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ○ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ○

اور نہیں بولتا (پیغمبرؐ) اپنی خواہش سے۔ نہیں وہ مگر وحی کہ بھیجی جاتی ہے"۔

ثابت ہوا۔ کہ حضورؐ کی تمام گفتار خدا کی مرضی، حکم اور وحی کے ساتھ تھی۔ پس جتنے نکاح حضورؐ نے کئے۔ سب عین خدا کی منشاء کے مطابق تھے۔ لذت نفس کے لئے نہ تھے۔

غور کریں۔ کہ حضورؐ نے ابھی تک کوئی نکاح نہیں کیا پچیس سال کی عمر عین جوانی کی عمر ہے۔ عام خواہش کا یہ تقاضا ہے۔ کہ عنفوان شباب میں، کوئی اٹھارہ بیس برس کی کنواری لڑکی رفیقۂ حیات بنائی جائے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب سے پہلی شادی پچیس سال کے جوانی کے آغاز میں چالیس سال کی ایک بیوہ سے کرتے ہیں۔ (رضی اللہ عنہا) کیا اس سے واضح نہیں ہوا۔ کہ حضورؐ کے نکاح لذائذ دنیوی اور تعیش نفس کی خاطر نہ تھے۔ بلکہ دینی ضرورتوں اور مصلحتوں کی بنا پر تھے۔ بلکہ ہم کہیں گے۔ کہ حضورؐ کی پیدائش زندگی اور وفات اسلام ہی کے لئے تھیں ــ عین اسلام تھیں صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔

Marfat.com

مدینہ کے لوگ آغوشِ اسلام میں

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ کے لئے کسی اچھے موقع اور مقام کی تلاش میں رہتے۔ اسی دوران حج کا زمانہ آ گیا۔ حج کے زمانے میں ہر قسم کے جھگڑے اور فساد رک جاتے تھے۔ حضورؐ نے اس موقع کو غنیمت جان کر علانیہ تبلیغ شروع کر دی۔ آپ عرفات سے منا میں تشریف لائے۔ منا میں عرفات سے واپس آکر لوگ قربانیاں کرتے تھے۔ حضورؐ منا کی گھاٹیوں پر پھر رہے تھے۔ کہ ایک جگہ چھ آدمیوں کی ایک چھوٹی سی جماعت نظر پڑی۔ یہ لوگ مدینے سے آئے ہوئے تھے اور قبیلہ خزرج سے تھے۔ آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا۔ توحید اور رسالت کا مطلب سمجھایا۔ مزکی عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی پہلی تذکیر سے ہی ان کے سینے نور ایمان سے روشن ہو گئے۔ کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گئے۔ ان کے بزرگ نام یہ ہیں:۔

(۱) حضرت اسعد بن زرارہؓ (۲) حضرت عوف بن حارثؓ

(۳) حضرت رافع بن مالکؓ (۴) حضرت قطبہ بن عامرؓ

(۵) حضرت عقبہ بن عامرؓ (۶) حضرت جابر بن عبداللہؓ

جب یہ چھ صحابہ مدینہ میں واپس گئے۔ تو انہوں نے سردار دو جہان، خواجہ کونین صلے اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

اخلاق اور شمائل لوگوں کو بتلائے۔ اور کہا۔ کہ آپ کے کلمہ حق سے عرب میں زلزلہ برپا ہے۔ بت پرستی کانپ رہی ہے اور اہل مکہ میں سراسیمگی پھیلی ہوئی ہے۔ حضورؐ واقعی اللہ کے سچے پیغمبرؐ ہیں۔ اور توراۃ کے وعدے کے مطابق آئے ہیں۔ ان لوگوں کے اس وعظ و تذکیر سے سارے مدینے میں حضورؐ کی شہرت ہوگئی۔ اور بعض لوگ ایمان لے آئے۔ اب سے مدینہ منورہ میں بھی اسلام کی تحریک کا آغاز ہو گیا۔ اور لوگوں میں اسلام سے متعلق دلچسپی پیدا ہوگئی۔

بیعت عقبہ اولیٰ

آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ کہ قبیلہ خزرج کے چھ آدمی مسلمان ہوکر مدینہ منورہ چلے گئے تھے۔ دوسرے سال حج کے ایام میں خزرج کے بارہ آدمی مدینہ سے مکہ آئے۔ اور مقام عقبہ پر رحمت عالمؐ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور سچے دل سے بیعت لی۔

"کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ لائیں گے۔
چوری نہیں کریں گے۔ جھوٹ نہیں بولیں گے
اور افلاس کے ڈر سے اولاد کو قتل نہ کرینگے
اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی
نہیں کریں گے۔"

حضورؐ نے فرمایا۔ اگر تم اپنے عہد پر قائم رہے۔ تو

تمہارے لئے بہشت ہے۔ یہ انصار کی پہلی بیعت تھی۔ اسوقت بعثت کا بارھواں سال تھا۔ ان بارہ پاک نفوس کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

(۱) حضرت سعد بن عبادہ رض (۲) حضرت اسعد بن زرارہ رض
(۳) حضرت عوف بن غفران رض (۴) حضرت معاذ بن غفران رض
(۵) حضرت رافع بن مالک رض (۶) حضرت منذر بن صامت رض
(۷) حضرت یزید بن ثعلبہ رض (۸) حضرت عتبہ بن عامر رض
(۹) حضرت قطبہ بن عامر رض (۱۰) حضرت جدیدہ رض
(۱۱) حضرت ابوالہاشم بن تیہان رض (۱۲) حضرت عویم بن اساعدہ رض

ان بارہ پاک بازوں کی جماعت جب مدینہ کو رخصت ہوئی تو ھادئ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رض کو ان کے ساتھ روانہ کر دیا۔ کہ وہ ان کو قرآن کی تعلیم دیں۔ اور دین کے مسائل بتائیں۔

مصعب رض کی مدینہ میں تبلیغی سرگرمیاں

حضرت مصعب بن عمیر رض کے والدین نے انہیں بڑی ناز و نعمت سے پالا تھا۔ سارے مکہ میں یہ سب سے بڑھ کر حسین نوجوان تھے۔ نہایت اعلٰے لباس پہنتے تھے۔ اور لطیف سے لطیف خوشبو استعمال کرتے۔ ماں کو بیٹے کے ساتھ بےحد درجہ محبت تھی۔ ان کی جدائی ماں کے لئے

Marfat.com

ناقابلِ برداشت تھی۔

خدا نے ظاہری حسن کے ساتھ ان کے دل کو بھی بے حد حسین اور شفاف بنایا تھا۔ جب رحمتِ عالم ارقم بن ارقم کے مکان میں پناہ گزین تھے۔ تو مصعبؓ آستانۂ رسالت پر حاضر ہوکر اسلام کے متوالے بن گئے۔ ازبسکہ سر زمینِ مکہ مسلمانوں پر تنگ تھی۔ اسی لئے مصعبؓ نے شروع میں اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا۔ ایک روز عثمانؓ بن طلحہؓ نے ان کو نماز پڑھتے دیکھ لیا۔ اور اس بات کی اطلاع ان کی والدہ اور دوسرے اقارب کو دے دی۔ ماں نے سنا۔ تو وہ نہایت غضبناک ہوگئی۔ اور اسے قید وبند کی زنجیر میں جکڑ دیا۔ کافی عرصہ مصعبؓ نے مصائب کے شکنجہ میں گزارا۔ بالآخر مجبور ہوکر حبشہ کی طرف ہجرت کرلی۔

اللہ اکبر! حسین وجمیل خوش پوش ناز و نعمت میں پلا ہوا شہزادہ توحید کے جرم میں بے خانماں ترک وطن کر رہا ہے۔ پھٹے ہوئے کپڑوں میں بھوکا پیاسا غریب الدیار ہے حبشہ سے واپس مکہ آئے۔ تو ترک وطن کی مصائب اور تکالیف سے نہ وہ رنگ رہا نہ روپ۔ اب حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] فتح مکہ کے پہلے خالد بن ولیدؓ اور عمرو بن عاصؓ کے ساتھ اسلام لانے اور ۸ھ میں ہجرت کرکے مدینہ آگئے۔ منہ۔

نے اِن کو مدینہ روانہ کر دیا۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ مدینہ میں اسعد بن زرارہؓ کے گھر ٹھیرے۔ اور وہاں سے گھر گھر جاکر لوگوں کو قرآن سناتے۔ اور اسلام کی خوبیاں بیان کرتے۔ رفتہ رفتہ اسلام کو فروغ ہونے لگا کبھی یہ لوگوں کو حضرت اسعدؓ کے مکان پر جمع کرتے۔ اور کبھی بنی ظفر کے گھر۔ قبیلہ عبدالاشہل کے سردار سعد بن معاذ کو پتہ چلا۔ کہ مصعبؓ نے مکہ سے آکر مدینہ میں اسلام کی تبلیغ شروع کر دی ہے۔ انہوں نے اپنے ایک دوست اسید بن حضیر کو کہا۔ کہ تم جاؤ۔ اور اِس اسلام کے مبلّغ کو اپنے محلہ سے نکال دو۔ کہ یہ ہمارے کمزور اعتقاد والوں کو گمراہ کرتا ہے۔ اگر اسعد جو مصعبؓ کا میزبان ہے۔ میرا قریبی رشتہ دار نہ ہوتا۔ تو میں خود جاتا۔

اسید نے نیزہ لیا۔ اور حضرت مصعبؓ اور اسعدؓ کے پاس آکر خون آلود آنکھوں سے کہا۔ تم ہماری قوم کے ضعیف الاعتقاد لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے یہاں کیوں آئے ہو؟ اگر تم اپنی جان کی خیر چاہتے ہو۔ تو ابھی یہاں سے چلے جاؤ! اسعدؓ نے کہا۔ ابویحیےٰ! تو ایک عقلمند اور دانا آدمی ہے۔ ذرا تامل کر۔ اور ہمارے پاس بیٹھ کر ہماری بات تو سن۔ اگر تیری سمجھ میں آئے۔ تو مان

لینا۔ ورنہ ہم خود یہاں سے چلے جائیں گے۔

اسید نے نیزہ زمین میں گاڑا۔ اور بیٹھ گئے۔ حضرت مصعبؓ نے نہایت سوز سے چند قرآنی آیات تلاوت کیں۔ اور بڑی خوبی سے اسلام کے محاسن بیان کئے۔ خدا نے فضل کیا۔ اور اسید کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ۔ اور کہنے لگے۔ ایک اور شخص ہے اگر وہ مسلمان ہو گیا۔ تو تمام قبیلہ عبدالاشہل اس کی بات مان لے گا۔ اچھا میں اس کے پاس جاتا ہوں اور اسے بھیجتا ہوں۔

حضرت اسیدؓ سعد بن معاذ کے پاس پہنچے اور ایک طریق سے انہیں مصعبؓ کے پاس بھیج دیا۔ سعد بن معاذ بھی غصہ میں بھرے ہوئے آئے۔ لیکن اسعدؓ نے بڑی محبت سے نرم جواب دے کر بٹھا لیا۔ اور کہا۔ ٹھنڈے دل سے ہماری بات سنیں۔ اگر پسند ہو۔ تو قبول کریں۔ ورنہ ہم آپ کنارہ کش ہو جائیں گے۔ سعد مان گئے۔ اور بیٹھ گئے۔ حضرت مصعبؓ نے ان کے آگے اسلام کی خوبیاں، بھلائیاں اور اعلیٰ اخلاقی تعلیم پیش کی۔ اس کا اثر یہ ہوا۔ کہ سعد کا سینہ نور ایمان سے جگمگا اٹھا اور اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ اور توحید کے نشہ میں سرشار

Marfat.com

بہت جلد اپنے قبیلے میں پہنچے۔ اور سب عورتوں اور مردوں کو اکٹھا کرکے کہا۔ کہ بنی اشہل! بتاؤ۔ میں کون ہوں؟ سب نے کہا۔ آپ ہمارے سردار ہیں۔ بڑے عالی نسب اور دانا! پھر سعدؓ نے کہا۔ بخدا! تم سے بولنا مجھ پر حرام ہے۔ جب تک تم خدا اور اس کے رسول پر ایمان نہ لے آؤ۔ یہ کہنے کی دیر تھی۔ کہ سارا قبیلہ عبدالاشہل مسلمان ہوگیا۔

حضرت سعد بن عمیرؓ اسعد بن زرارہؓ کے مکان سے اب سعد بن معاذؓ کے گھر آ گئے۔ اور یہاں سے اسلام کی اشاعت میں مصروف رہے۔ حتیٰ کہ عوالی اور مدینہ کے سب گھر توحید کے نور سے روشن ہو گئے۔

بیعت عقبہ ثانیہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ عقبہ کی پہلی بیعت میں بارہ انصار شامل تھے۔ خدا مصعبؓ پر کروڑوں رحمتیں اتارے۔ کہ اب ان کی سعی اور جگر کاوی سے سارا مدینہ اسلام اور بانیٔ اسلام کا شیدائی ہو گیا۔ چنانچہ دوسرے برس حج کے موقع پر بہتر ۷۲ اعیان و اکابر مدینہ کی پُر شوکت جماعت رحمت عالم سید الثقلین صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہو گئی۔ اور ان کے معلمؓ اور

Marfat.com

استاد حضرت مصعبؓ بن عمیر بھی ساتھ ہی تھے۔ جب حضورؐ نے مصعبؓ کی یہ کامیابی اور جانفشانی دیکھی، تو بیحد خوش ہوئے۔

بیعت عقبہ ثانیہ نبوت کے تیرہویں سال ہوئی۔ بہتر آدمیوں کی یہ بیعت کوئی معمولی بیعت نہ تھی۔ بلکہ نبی رحمتؐ کی حفاظت اور فرمانبرداری کے لئے جانیں لڑا دینے کی بیعت تھی۔ ہر چیز حضورؐ پر قربان کر دینے کا اقرار تھا۔

حضرت عباسؓ گو اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے لیکن حضورؐ کی بڑی حفاظت کرتے اور آپ کے بڑے خیرخواہ تھے۔ انہوں نے انصار کے گروہ کو یوں مخاطب کیا۔

اے خزرج کے لوگو! محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) میرے بھتیجے ہیں۔ اور میں تمام خلق سے ان کو زیادہ عزیز رکھتا

لہ جب مصعبؓ کی ماں کو خبر ہوئی۔ کہ اس کا بیٹا مدینہ سے آیا ہے تو اس نے کہلا بھیجا۔ کہ اے نافرمان پسر! پہلے اپنی ماں سے ملنے کیلئے آؤ۔ بیٹے نے جواب دیا۔ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی سے ملاقات نہیں کرونگا۔ پھر جب حضورؐ کی ملاقات سے فارغ ہو کر ماں کے پاس آئے تو اس نے پھر ترک اسلام پر زور دیا۔ یہ بولے! میں اسلام کا دین قبول کر چکا ہوں۔ جو خدا کے رسولؐ نے پسند کیا ہے۔ پھر ماں کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے قبول نہ کی۔ اور اپنے مذہب سے وابستہ رہی۔ حضرت مصعبؓ نے توحید و رسالت کی محبت میں سب کو تج دیا۔ رضی اللہ عنہ!

Marfat.com

ہوں۔ اگر آپ لوگوں نے ان کی تصدیق کی ہے اور ان پر ایمان لائے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ اُن کو مدینہ لے جاؤ۔ تو مضبوط عہد کرو۔ کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔

اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھیں۔ جس سے انصار بہت خوش ہوئے۔ حضورؐ نے ان کو فرمایا۔ کہ اقرار کرو۔

سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کروگے۔ کسی غیر کو اس کے ساتھ شریک نہ لاؤگے۔ اور جتنی حفاظت تم اپنے عزیز و اقارب کی کرتے ہو۔ اتنی میری بھی کروگے۔ میرا ہر حکم مانوگے۔ مفلسی اور دولت مندی میں، خوف اور امن میں تم میرا ساتھ نہ چھوڑوگے۔ سچ بولنے میں کسی ملامت کرنے والے سے نہ ڈروگے۔

یہ سن کر سب نے یک زبان ہوکر عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! جو کچھ آپ نے فرمایا ہے۔ ہم اسے دل سے مانتے ہیں۔ اور اس پر سر جھکاتے ہیں۔ اور ان تمام باتوں پر بیعت، اور سچا عہد کرتے ہیں۔

Marfat.com

مدینہ منورہ کی طرف ہجرت

اس بیعت کے بعد انصار مدینہ منورہ روانہ ہوگئے۔ مشرکین مکہ کو اِس بیعت کا علم ہوگیا۔ اور وہ ان کی روانگی میں مزاحم ہوئے۔ لیکن سب بچ کر نکل گئے۔

مشرکین نے انصار کی اس بیعت کے بعد مسلمانوں پر اور زیادہ سختی شروع کر دی۔ اور ظلم و ستم کی رہی سہی کسر بھی نکال دی۔ بالآخر حضورؐ نے ستم کشانِ مکہ کو اجازت دے دی۔ کہ وہ ہجرت کر کے مدینہ چلے جائیں۔ اب مدینے کی شاہراہِ امن کھل گئی۔ اور صحابہؓ مدینے جانا شروع ہو گئے۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر کا حال تو آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ وہ ایک سال پہلے ہی مدینہ چلے گئے تھے۔ اور تبلیغ کر کے وہاں اسلام کی روشنی پھیلا چکے تھے۔ اس لحاظ سے سب سے پہلے ہجرت کرنے والے آپ ہی ہوئے۔

اور اب کے ہجرت کرنے والوں میں پہلے ابوسلمہ بن عبدالاسدؓ اور عامر بن ربیعہؓ تھے۔ ان کے بعد مسلمان بہجرت مدینہ میں جانے لگ گئے۔ ان میں سے بعضوں کے نام یہ ہیں۔ اللہ کی ان پر بےشمار رحمتیں نازل ہوں۔

Marfat.com

(۱) حضرت عبداللہ بن جحش رض

(۲) حضرت ابو احمد بن جحش رض

(۳) حضرت عکاشہ بن محصن رض

(۴) حضرت شجاع بن وہب رض

(۵) حضرت عقبہ بن وہب رض

(۶) حضرت اربد بن حمیرہ رض

(۷) حضرت منقذ بن نباتہ رض

(۸) حضرت یزید بن رقیش رض

(۹) حضرت سعید بن رقیش رض

(۱۰) حضرت محرز بن نضلہ رض

(۱۱) حضرت قیس بن جابر رض

(۱۲) حضرت عمرو بن محصن رض

(۱۳) حضرت مالک بن عمرو رض

(۱۴) حضرت صفوان بن عمرو رض

(۱۵) حضرت ثقیف بن عمرو رض

(۱۶) حضرت ربیعہ بن اکثم رض

(۱۷) حضرت زبیر بن عبیدہ رض

(۱۸) حضرت تمام بن عبیدہ رض

(۱۹) حضرت سخبرہ بن عبیدہ رض

(۲۰) حضرت محمد بن عبداللہ بن جحش رض

(۲۱) حضرت عمر بن خطاب رض

(۲۲) حضرت عیاش بن ابی ربیعہ رض

(۲۳) حضرت زید بن خطاب رض

(۲۴) حضرت عمرو بن سراقہ رض

(۲۵) حضرت عبداللہ بن سراقہ رض

(۲۶) حضرت خنیس بن حذافہ رض

(۲۷) حضرت سعید بن زید رض

(۲۸) حضرت عمرو بن نفیل رض

(۲۹) حضرت واقد بن عبداللہ رض

(۳۰) حضرت خولی بن ابی خولی رض

(۳۱) حضرت مالک بن ابی خولی رض

(۳۲) حضرت ایاس بن بکیر رض

(۳۳) حضرت عامر بن بکیر رض

(۳۴) حضرت عاقل بن بکیر رض

(۳۵) حضرت خالد بن بکیر رض

(۳۶) حضرت طلحہ بن عبیداللہ رض

(۳۷) حضرت صہیب بن سنان رض

(۳۸) حضرت حمزہ بن مطلب رض

Marfat.com

(۳۹) حضرت زید بن حارثہ رضؓ	(۴۰) حضرت کناز بن حصین رضؓ
(۴۱) حضرت آنسہ رضؓ	(۴۲) حضرت ابو کبشہ رضؓ
(۴۳) حضرت عبیدہ بن حارث رضؓ	(۴۴) حضرت طفیل بن حارث رضؓ
(۴۵) حضرت حصین بن حارث رضؓ	(۴۶) حضرت مسطح بن اثاثہ رضؓ
(۴۷) حضرت سویبط بن سعد رضؓ	(۴۸) حضرت طلیب بن عمیر رضؓ
(۴۹) حضرت خباب مولی عتبہ بن غزوان رضؓ	(۵۰) حضرت زبیر بن عوام رضؓ
(۵۱) حضرت ابو سبرہ رضؓ	(۵۲) حضرت مصعبؓ بن عمیر
(۵۳) حضرت ابو حذیفہ رضؓ	(۵۴) حضرت سالم مولی ابو حذیفہ رضؓ
(۵۵) حضرت عتبہ بن غزوان رضؓ	(۵۶) حضرت عثمان بن عفان رضؓ

مہاجرہ عورتیں

(۱) حضرت زینب بنت جحش رضؓ	(۲) حضرت امّ حبیب بنت جحش رضؓ
(۳) حضرت جذامہ بنت جندل رضؓ	(۴) حضرت ام قیس بنت محصن رضؓ
(۵) حضرت ام حبیب بنت ثمامہ رضؓ	(۶) حضرت آمنہ بنت رقیش رضؓ
(۷) حضرت سنجرہ بنت تمیم رضؓ	(۸) حضرت حمنہ بنت جحش رضؓ
(۹) حضرت ام سلمہ رضؓ	

ہجرت کا سلسلہ فتح مکہ تک رہا

مسلمانوں کی زندگی مدینہ آنے کے بعد بہت حد تک پُرامن ہوگئی۔ لیکن ہجرت عظمیٰ کے بعد سلسلہ ہجرت جاری رہا۔ اور لوگ برابر مدینہ آتے رہے۔ کیونکہ ابھی بہت سے فدایانِ اسلام

Marfat.com

مشرکین کے پنجۂ تظلم میں اسیر تھے۔ جوں جوں انکو موقع ملتا رہا۔ مدینہ آتے رہے۔

پھر اور بہت سے مسلمان جو مکہ کے حوالی و اطراف میں دور دور رہتے تھے۔ اور ابھی ہجرت کے انتظامات نہیں کر سکے تھے۔ یہ بھی سفر کی سہولتیں پاکر رفتہ رفتہ پہنچتے رہے۔ یہاں تک کہ فتح مکہ تک ہجرت کا سلسلہ جاری رہا۔ کیونکہ جب تک کفار کا پورا زور ٹوٹ نہ جاتا۔ ہجرت کس طرح ختم ہوسکتی تھی۔

چنانچہ غزوہ خیبر سے ذرا ہی پہلے حضرت سعید بن عامر بن خدیمؓ حضرت حجاج بن علاطؓ اور حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ مدینہ منورہ آئے تھے۔ اور پھر عین غزوہ خیبر کے وقت (جو فتح مکہ سے کچھ ہی پہلے ہوا تھا)۔ مہاجرین حبش کا قافلہ مدینہ پہنچا تھا۔ اور فتح مکہ سے کچھ دن پہلے خاصی تعداد مہاجرین کی مدینہ آئی تھی۔ جس میں حضرت عمرو بن عاصؓ۔ حضرت خالد بن ولیدؓ۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ۔ حضرت ابوہریرہ دوسیؓ۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ۔ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمیؓ۔ حضرت سلیمان بن حردؓ بھی تھے۔

جب مکہ فتح ہوگیا۔ اور اسلام کا پورا تسلط جم گیا۔

Marfat.com

تو حضورؐ نے فرمایا۔ لا ھجرۃ بعد الفتح الا جھاد و نیۃ۔ (بخاری)

فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے۔ اب صرف جہاد
اور نیت کا ثواب ہے!

ہجرت کا اب خاتمہ ہو گیا۔ کیونکہ اب اسلام اور مسلمانوں کو تمام عرب میں امن حاصل ہو گیا۔ اور مسلمانوں کو کسی دار الامان کی ضرورت نہ رہی۔

معراجِ سرورِ کائناتؐ

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفٰےؐ سے مجھے
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں (اقبالؔ)

مدینہ کی شاہراہ امان کھل گئی۔ اور حضورؐ کی اجازت سے ستم زدہ مسلمان مدینہ جانے لگے۔ اس پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغض و عناد کا جھکڑ اور تیزی سے چلنے لگا۔ اور ظلم و ستم کی رات کی تاریکی اور بڑھ گئی۔ چاروں طرف مخالفت کا ایک سمندر بن گیا۔ جو ساعت بساعت تندی اور تیزی سے اچھلتا تھا۔ اور اس کی خونی موجیں شاہِ امم کی طرف لپکتی تھیں۔ چشم زدن میں آسمانوں اور زمین کو تہ و بالا کرنے اور سب کو آنِ واحد

ن ہلاک کر دینے کی طاقت رکھنے والا واحد القہار۔
علیم بن کر یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ کہ حضرت خیرالوریٰ، خواجۂ
دوسرا، محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ شافع روزِ جزا صلے اللہ
علیہ وسلم پر کیا بیت رہی ہے۔ بیشک حضرت جبرئیلؑ
کے ذریعہ خالقِ برتر پیغام بھیجتا رہا۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا
تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ
لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ
يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ؒ (پ۲۶ ع۴)

پس (اے پیغمبرؐ) صبر کر جس طرح (اور) ہمت والے
پیغمبروں نے (کافروں کی ایذاؤں پر) صبر کیا۔ اور ان
(کافروں) کے لئے (عذاب کی) جلدی نہ کر۔ جس دن
(قیامت کو) دیکھ لیں گے۔ جس کا وعدہ ان سے کیا
جاتا ہے۔ تو (ان کو ایسا معلوم ہوگا کہ) گویا (دنیا
میں) دن سے ایک گھڑی رہے ہیں۔ (لوگوں کو)
پہنچانا ہے پیغام کا۔ پس (اس کے بعد) جو لوگ
نافرمان ہوں گے وہی ہلاک ہونگے!

تکالیف اور مصائب میں ایسی تسلیاں اور ڈھارسیں
خدا کی طرف سے حضورؐ کو ملتی رہیں۔ جبرئیلؑ آسمان سے لیبے

Marfat.com

سکون کے پیغام لاتے رہے۔ اب خدا نے چاہا۔ کہ وہ اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر اپنے پاس بلا کر مزید تسلیوں، بخششوں، رحمتوں، اور بے حساب فضلوں سے نوازے۔ اشرف الانبیائؑ اور سید الثقلینی کے تاج کو معراج کے "ہیرے" سے لاثانی بنائے۔ رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم اس رات کے واقعہ کو خود بیان فرماتے ہیں،

میں ایک شب حطیم میں لیٹا ہوا تھا۔ کہ ایک شخص آیا۔ اور اس نے یہاں سے یہاں تک (سینہ کی نوک سے ناف تک) چیر[1] کر میرا دل نکالا۔ پھر سونے کا ایک طشت ایمان سے بھرا ہوا لایا گیا۔ اور اس میں میرے دل کو دھو کر دوبارہ سینہ میں رکھ کر بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد ایک جانور لایا گیا۔ جو خچر سے چھوٹا۔ اور گدھے سے بڑا سفید رنگ کا تھا۔ جارودؓ کہتے ہیں۔ کہ وہ براق تھا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ جہاں تک نگاہ پہنچ سکتی ہے۔ اتنا اس کا قدم تھا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ پھر مجھے اس پر سوار کیا گیا۔ اور جبرئیل مجھ کو لے چلے۔ پہلے آسمان کے پاس پہنچے۔ تو جبرئیلؑ نے دروازہ کھلوانا چاہا۔ پوچھا گیا

---

[1] ایک دفعہ شق صدر حضورؐ کو بچپن میں بھی ہوا تھا۔ جب حضورؐ اپنی رضاعی والدہ حلیمہ سعدیہ کے پاس تھے۔ منہ!

Marfat.com

کون ہے ؟ جبرئیل نے کہا۔ جبرئیلؑ! دریافت کیا گیا۔ تمہارے ساتھ اور کون ہے ؟ جبرئیل نے کہا۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم!) آواز آئی۔ کیا تم کو ان کے لینے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ ہاں! آواز آئی۔ مرحبا۔ بہت اچھا آنے والا آیا۔ دروازہ کھولا گیا۔ جب میں اوپر پہنچا۔ تو وہاں حضرت آدم علیہ السلام نظر آئے۔ جبرئیل نے کہا۔ یہ آپ کے باپ آدم ہیں۔ ان کو سلام کرو۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا۔ اچھے بیٹے اور اچھے نبی! خوش آمدید!

اس کے بعد جبرئیل چڑھ کر دوسرے آسمان کے پاس پہنچے اور دروازہ کھلوانا چاہا۔ دریافت کیا گیا۔ کون ہے ؟ جواب ملا۔ جبرئیل! پوچھا گیا۔ اور کون ؟ جبرئیل نے کہا۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم)۔ دریافت کیا گیا۔ تم کو ان کے لینے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ جبرئیل نے کہا۔ ہاں! آواز آئی۔ مرحبا۔ بہت اچھا آنے والا آیا۔ دروازہ کھلا۔ میں اوپر پہنچا۔ وہاں حضرت عیسےٰؑ اور حضرت یحییٰؑ کو دیکھا۔ عیسےٰؑ ویحییٰؑ دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔ جبرئیل نے کہا۔ یہ یحییٰؑ اور عیسےٰؑ ہیں۔ ان کو سلام کرو۔ میں نے سلام کیا۔ دونوں نے سلام کا جواب دے کر کہا۔ اچھے

Marfat.com

بھائی اور اچھے نبی خوش آمدید!

اس کے بعد جبرئیل مجھ کو تیسرے آسمان تک چڑھا کر لے گئے۔ اور دروازہ کھلوانا چاہا۔ دریافت کیا گیا۔ کون ہے جواب ملا۔ جبرئیل۔ دریافت کیا گیا۔ تمہارے ساتھ اور کون ہے۔ کہا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دریافت کیا گیا۔ کیا تم کو لینے کے لئے بھیجا گیا تھا؟ جبرئیل نے کہا۔ ہاں آواز آئی۔ مرحبا! بہت اچھا آنے والا آیا۔ دروازہ کھلا۔ میں اوپر پہنچا۔ وہاں حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا۔ جبرئیل نے کہا۔ یہ حضرت یوسفؑ ہیں۔ ان کو سلام کرو۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیکر کہا۔ اچھے بھائی اور اچھے نبی! خوش آمدید!

اس کے بعد جبرئیل مجھ کو چوتھے آسمان تک چڑھا کر لے گئے۔ اور دروازہ کھلوانا چاہا۔ دریافت کیا گیا۔ کون ہے؟ جواب ملا۔ جبرئیل! دریافت کیا گیا۔ تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ جبرئیل نے کہا۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) دریافت کیا گیا۔ تم کو ان کے لینے کے لئے بھیجا گیا تھا؟ جبرئیل نے کہا۔ ہاں! آواز آئی۔ مرحبا بہت اچھا آنے والا آیا۔ دروازہ کھلا۔ میں اوپر پہنچا۔ وہاں حضرت ادریسؑ کو دیکھا۔ جبرئیل نے کہا۔ یہ ادریسؑ

ہیں۔ ان کو سلام کرو۔ میں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا۔ اچھے نبی اور اچھے بھائی۔ خوش آمدید۔

پھر جبرئیل مجھ کو پانچویں آسمان تک چڑھا کر لے گئے۔ دروازہ کھلوانا چاہا۔ دریافت کیا گیا۔ کون ہے؟ جواب ملا۔ جبرئیل! دریافت کیا گیا۔ تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) دریافت کیا گیا۔ تم کو ان کے لینے کے لئے بھیجا گیا تھا؟ جبرئیل نے کہا۔ ہاں! آواز آئی۔ بہت اچھا آنے والا آیا۔ دروازہ کھلا۔ میں اوپر پہنچا۔ وہاں حضرت ہارون کو دیکھا۔ جبرئیل نے کہا۔ یہ ہارونؑ ہیں۔ ان کو سلام کرو۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا۔ اچھے نبی اور اچھے بھائی خوش آمدید۔

پھر جبرئیل مجھ کو چھٹے آسمان تک چڑھا کر لے گئے۔ دروازہ کھلوانا چاہا۔ آواز آئی۔ کون ہے؟ جواب ملا۔ جبرئیل! دریافت کیا گیا۔ تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ جبرئیل نے کہا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دریافت کیا گیا۔ تم کو ان کے لینے کے لئے بھیجا گیا تھا؟ جبرئیل نے کہا ہاں! آواز آئی۔ مرحبا! بہت اچھا آنے والا آیا۔ میں اوپر

پہنچا۔ وہاں حضرت موسیٰ کو دیکھا۔ جبرئیل نے کہا۔ یہ موسےٰ ہیں۔ ان کو سلام کرو۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا۔ اچھے بھائی اور اچھے نبی کے خوش آمدید۔ وہاں سے جب آگے بڑھا۔ تو موسےٰ رونے لگے۔ دریافت کیا گیا۔ آپ روتے کیوں ہیں۔؟

موسیٰ نے کہا۔ اس لئے روتا ہوں۔ کہ ایک نوجوان پیغمبر جو میرے بعد نبی کرکے بھیجا گیا۔ اس کی امت کے آدمی میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے۔

پھر جبرئیل مجھ کو ساتویں آسمان تک چڑھا کر لے گئے اور دروازہ کھلوانا چاہا۔ دریافت کیا گیا۔ کون ہے؟ جواب ملا۔ جبرئیل! دریافت کیا گیا۔ تمہارے ساتھ اور کون ہے جبرئیل نے کہا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دریافت کیا گیا۔ تم کو ان کے لینے کے لئے بھیجا گیا تھا؟ جبرئیل نے کہا۔ ہاں! آواز آئی۔ مرحبا۔ بہت اچھا آنے والا آیا۔ جب میں اوپر پہنچا۔ تو حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا۔ جبرئیل نے کہا۔ یہ تمہارے والد ابراہیمؑ ہیں۔ ان کو سلام کرو۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا۔

لے اللہ اکبر! خدا کے نبی لوگوں کے کس قدر خیرخواہ ہوتے ہیں۔ کہ حضرت موسیٰ اپنی امت کے کم جنت میں داخل ہونے پر روئے۔ نہ کہ (معاذ اللہ) حسد کی بنا پر

اچھے بیٹے اور اچھے نبی خوش آمدید!

اس کے بعد مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھا لیا گیا۔ میں نے دیکھا۔ کہ اس درخت کے بیر ایسے تھے۔ جیسے مقام ہجر کے مٹکے۔ اور پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان۔ جبرئیل نے کہا۔ یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔

(پھر چار نہریں دیکھنے کا بیان ہے۔ پھر حضورؐ نے فرمایا) اس کے بعد مجھے بیت المعمور دکھایا گیا۔ پھر ایک برتن میں شراب۔ ایک میں دودھ اور ایک میں شہد میرے سامنے لایا گیا۔ میں نے دودھ لے لیا۔ جبرئیل نے کہا۔ یہ دودھ دین فطرت (اسلام) کی شکل پر ہے۔ اور اسی دین پر آپ اور آپ کی امت والے ہیں۔

پھر مجھ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں (اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مراجعہ مذکور ہے۔ خدا نے یہاں تک تخفیف کر دی۔ کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے پھر لوٹانا چاہا۔) پھر حضورؐ نے فرمایا۔ خدا تعالےٰ سے میں بہت درخواستیں کر چکا ہوں۔ اب مجھے شرم آتی ہے۔ میں (خدا کے حکم پر) راضی ہوں۔ اور اس کو مانتا ہوں۔ پس میں روانہ ہوگیا۔ تو ایک آواز آئی۔ میں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ اور اپنے بندوں سے

Marfat.com

تخفیف کردی۔ (بخاری شریف)

معراج کے بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں
ان میں معراج کے مختلف کوائف اور احوال بیان ہوئے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ مع جسم مبارک بیت المقدس کے راستے آسمانوں پر لے گیا۔ اور بہت دور آگے جہاں تک چاہا عروج بخشا۔ حضورؐ کو جنت کی سیر کرائی۔ اور جنت کے حالات بتائے۔ دوزخ بھی دکھایا۔ اور امت کو ڈرانے کے لئے دوزخ کے مختلف عذابوں کا پتہ بھی دیا۔ اپنی قدرت کی بہت سی نشانیاں اور آیتیں دکھائیں۔ اور اپنا انتہائی قرب بخشا۔ گویا معراج آپ کی لامثال بزرگی اور شان پر دلالت کرتی ہے۔ تمام انبیاء میں سے یہ خصوصی مرتبہ صرف سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی عطا ہوا ہے۔ ؎

دونوں جہان آئینہ دکھلا کے رہ گئے
لانا پڑا تمہیں کو تمہاری مثال میں

بیت المقدس سامنے آگیا

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ (معراج کا واقعہ بیان کرنے پر) جب قریش نے میرے قول کو غلط مانا۔ تو میں حطیم میں کھڑا

ہوا۔ تو خدا نے بیت المقدس کو بالکل میرے سامنے کر دیا۔ اور میں دیکھ دیکھ کر ان سے بیت المقدس کی تمام علامتیں بیان کرنے لگا۔ (بخاری شریف)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں حجر اسود کے پاس موجود تھا۔ (حطیم بھی پاس ہی ہے) قریش رات کو (معراج میں) جانے کی خبریں مجھ سے پوچھ رہے تھے۔ اور بیت المقدس کی کچھ چیزیں انہوں نے ایسی دریافت کیں۔ جو مجھے محفوظ[1] نہ تھیں۔ اس لئے میں اتنا پریشان ہوا۔ کہ کبھی نہ ہوا تھا۔ لیکن خدا تعالےٰ نے میرے سامنے سے پردہ اٹھا دیا اور میں اپنی نظر سے بیت المقدس دیکھنے لگا۔ اب قریش جو مجھ سے سوال کرتے تھے۔ میں ان کو بتا دیتا تھا۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان)

معراج جسمانی ہے

جو لوگ حضورؐ کے روحانی معراج کے قائل ہیں۔ کہ آپ نے خواب دیکھا ہے۔ انہیں اس بات پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ اگر کوئی اپنا خواب بیان کرے۔ کہ اس نے سوتے میں ساری دنیا

---

[1] یہ صرف اللہ حاضر ناظر عالم الغیب ہی کا خاصہ ہے کہ اس سے کبھی کوئی چیز غیر محفوظ نہیں ہو سکتی۔

Marfat.com

کی سیر و سیاحت کی ہے۔ تو نہ کوئی تعجب کرتا ہے اور نہ اعتراض! اگر حضورؐ قریش مکہ کے سامنے اپنا خواب بیان کرتے تو نہ کوئی تکذیب کرتا۔ نہ اعتراض۔ یہ جسمانی معراج ہی تھی۔ کہ کفار حیران ہو ہوکر۔ تعجب کرکے سوال کرنے لگے۔ اعتراض کرنے اور تکذیب کرنے لگے۔ خوابوں پر نہ کوئی اعتراض کرتا ہے۔ نہ حیران ہوتا ہے۔ پھر خدا نے فرمایا ہے۔

سُبْحَانَ الَّذِیٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا ...... (پ۱۵ع۱)

پاک ہے وہ ذات جو لے گیا بندے اپنے کو رات کو...

یہاں عبد کا لفظ آیا ہے۔ اور عبد روح مع جسم کا نام ہے۔ پس جسم اطہر معراج میں گیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم!

اور اگر کوئی تعجب کرے۔ کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ انسان آسمانوں پر جا سکے؟ تو جواب یہ ہے۔ کہ انسانؐ خود نہیں گیا۔ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ۔ خدا انسانؐ کو لے گیا۔ اور جو لے گیا۔ وہ سُبْحَانَ ہے۔ پاک ہے ایسے خیالوں اور اعتراضوں سے کہ کیسے لے گیا؟ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو چاہے کر سکتا ہے۔ ہاں۔ سرورِ کائنات جسم و جان سمیت چرخِ نیلی فام سے پرے چلے گئے۔ کہ ستارے گرد راہ ہوکر رہ گئے۔ ؎

فرشتوں کی نظر خیرہ ہے انوارِ صفاتی سے
وہ کیا جانیں قدم انساں کامل کا کہاں پہنچا

چونکہ معراج آپ کی حیات پاک کا ایک اہم واقعہ ہے۔ اس لئے سیرت اقدس کے بیان میں اسے بھی مختصر طور پر بیان کر دیا ہے۔ معراج ظہور نبوت سے بارہویں برس کے بعد ہوئی۔ یعنی ہجرت سے ایک سال پہلے۔ آپؐ کی بزرگ شان کے متعلق محمد بن حسن البوصیریؒ نے کیا اچھا کہا ہے۔ ؎

وَمَنْ هُوَ الْآيَةُ الْكُبْرٰى لِمُعْتَبِرٍ
وَمَنْ هُوَ النِّعْمَةُ الْعُظْمٰى لِمُغْتَنِمِ

اور وہ ذات مبارک آیت کبریٰ ہے۔ اہل عبرت کیلئے۔ اور وہی ہے نعمت عظمٰے غنیمت گننے والوں کو!

سَرَيْتَ مِنْ حَرَمٍ لَيْلاً اِلٰى حَرَمٍ
كَمَا سَرَى الْبَدْرُ فِىْ دَاجٍ مِّنَ الظُّلَمِ

سیر فرمائی آپ نے ایک شب میں حرم مکہ سے حرم بیت المقدس کی۔ جیسے چودھویں رات کا چاند چلے اندھیری رات میں!

وَبِتَّ تَرْقٰى اِلٰى اَنْ نِلْتَ مَنْزِلَةً
مِنْ قَابَ قَوْسَيْنِ لَمْ تُدْرَكْ وَلَمْ تُرَمِ

اور ترقی کئے گئے یہاں تک کہ پہنچے (قرب میں) قاب قوسین کے رتبہ کو۔ جو نہ (ہم سے) ادراک کیا جاتا ہے اور نہ طلب کیا جاتا ہے۔

وَاَنْتَ تَخْرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِهِمْ
فِیْ مَوْکِبٍ کُنْتَ فِیْہِ صَاحِبَ الْعَلَمِ

اور آپ شگافتہ کرتے چلے گئے ساتوں طبق آسمان کے اس طرح ان میں جیسے ایک لشکر اس کے صاحبِ نشان آپ ہیں۔

حَتّٰی اِذَا لَمْ تَدَعْ شَاْوًا لِّمُسْتَبِقٍ
مِنَ الدُّنُوِّ وَ لَا مَرْقًا لِّمُسْتَنِمٖ

یہاں تک کہ باقی نہ رکھا آگے جانا کسی آگے جانے والے کا۔ نزدیکی میں اور نہ اوپر جانے والے کے لئے اوپر جانا۔

فَحُزْتَ کُلَّ فَخَارٍ غَیْرَ مُشْتَرَکٍ
وَجُزْتَ کُلَّ مَقَامٍ غَیْرَ مُزْدَحَمٖ

پس حاصل ہوئے آپ کو باعث فخر رتبے اور کوئی ان میں شریک نہیں اور گزرے آپ ہر مقام پر کہ وہاں کوئی اور نہ تھا

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِیْہِ اَنَّہٗ بَشَرٌ
وَ اَنَّہٗ خَیْرُ خَلْقِ اللّٰہِ کُلِّهِمٖ

پس (شریعت کے) علم کی رسائی تو اتنی ہے کہ حضورؐ بشر ہیں اور بیشک وہ اللہ کی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔"

بیشک جبریلؑ حضورؐ کو لے کر رب کی طرف چلے۔ یہاں تک کہ ایک مقام (سدرۃ المنتہیٰ) تک پہنچکر ٹھہر گئے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اے جبریلؑ! کیا ایسے مقام میں کوئی دوست اپنے دوست کو چھوڑتا ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ اگر میں اس مقام سے بڑھوں۔ تو نور سے جل جاؤں۔ شیخ سعدیؒ نے یہی بات بیان کی ہے ؎

بدو گفت سالار بیت الحرام — کہ اے حامل وحی برتر خرام
چو در دوستی مخلصم یافتی — عنانم ز صحبت چرا تافتی
بگفتا فرا تر مجالم نماند — بماندم کہ نیروی بالم نماند
اگر یک سر موئے برتر پرم — فروغ تجلی بسوزد پرم

ہجرت خاتم النبیینؐ

رفتہ رفتہ اب تک سب صحابہؓ ہجرت کر چکے تھے اور سارے جہان کا غم کھانے والے حضرت شافع روز جزا کفار کے نرغہ میں تھے۔ حضورؐ کے پاس اب صرف حضرت

Marfat.com

ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ تھے۔ اسی دوران حضورؐ نے خواب دیکھا۔

ارشاد فرمایا۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں مکہ سے ترکِ وطن کرکے ایک ایسی زمین میں جا رہا ہوں۔ جہاں بہت سے کھجوروں کے درخت ہیں۔ میرا خیال ہوا۔ کہ یہ جگہ یمامہ یا ہجر ہے۔ لیکن نکلا مدینہ" (بخاری)

اب کفار کی سختیوں کے پیشِ نظر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضورؐ سے ہجرت کرنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا صدیق ٹھہر جاؤ۔ مجھے بھی ہجرت کا حکم ہو گیا ہے۔ دونوں اکٹھے ہی چلیں گے۔ اور پھر اپنا خواب سنایا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق بہت خوش ہوئے۔ اور چلنے کی تیاری شروع کر دی۔ اِدھر سید الثقلین اور صدیق اکبرؓ تیاری کر رہے ہیں۔ اور ادھر کفار مشورہ کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ کہ اب وقت ہے۔ کہ سرورِ کائنات کو قتل کر دیا جائے۔ اللہ اکبر!

دارالندوہ میں قتل کے مشورے

دار الندوہ وہ جگہ تھی جہاں بڑے بڑے اہم امور کو بیٹھ کر سلجھایا جاتا تھا۔ اور بڑے عظیم جھگڑے

چکائے جاتے تھے۔ وقت مقرر ہوا۔ اور تمام قریش یہاں جمع ہوگئے۔ سب سے پہلے ہشام بن عمرو نے ایک تجویز پیش کی۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو قید کر دو۔ اور اس وقت تک قید رکھو۔ کہ اس کا دین خاتمہ ہو جائے۔ اس مجلس میں ایک بوڑھا شیطان بھی تھا۔ وہ بولا۔ مجھے اس تجویز سے اتفاق نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ مشک کی خوشبو بند صندوق سے بھی باہر آ جاتی ہے۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو جہاں بھی قید کر دوگے۔ اس کی خوشبو ضرور پھیلے گی۔ اور پھر اس کے فدائی آکر اس کو چھڑا کر لے جائیں گے۔ اور تم ناکام رہو گے۔ یہ تجویز پاس نہ ہوئی۔

اب ایک اور کافر اٹھا۔ اس نے کہا۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جلاوطن کر دو۔ کہیں باہر دور دراز ملک میں چھوڑ آؤ۔ پھر وہی بوڑھا شیطان بولا یہ تجویز بھی درست نہیں۔ تم کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی میٹھی میٹھی باتیں دلوں کو رام کرتی ہیں۔ تم جہاں بھی اس کو چھوڑ آؤ گے۔ وہاں بھی لوگ اس کے شیدائی بن جائیں گے۔ اور بالآخر تم پر حملہ کرکے اپنے مشن میں کامیاب

Marfat.com

ہو جائیں گے۔ سب نے کہا۔ کہ واقعی یہ بات صحیح ہے۔ کہ جلا وطن کرنا بھی اچھا نہیں ہے۔ اور بوڑھے شیطان کے مشورے کی داد دی۔

اب کے ابوجہل بن ہشام بولا۔ میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلہ میں سے ایک ایک نہایت دلیر اور جلد باز آدمی چنو۔ اور وہ سب مل کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خواب گاہ پر چلے جائیں۔ اور اُسے قتل کر دیں۔ بنو عبد مناف مقابلہ کی تاب نہ لاکر دب جائیں گے۔ اور آخر خونبہا پر راضی ہو جائیں گے۔ اور ہمیں اس نئے مذہب کے خطرے سے نجات مل جائے گی۔ اس تجویز پر سفید ریش شیطان نے مرحبا صد مرحبا کا نعرہ لگایا۔ اور کہا۔ کہ واقعی ابوالحکم کی یہ رائے نہایت درست ہے۔ ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ پھر سب نے سید العرب و العجم کے قتل کے مشورے پر اتفاق کیا۔ اور مجلس برخاست ہو گئی۔ اس کے بعد ابوجہل لعین نے ہر قبیلہ کے ایک ایک آدمی کو مقرر کر دیا۔ کہ وہ سب مل کر آج رات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیں۔

حضرت علیؓ بستر رسالت مآب پر

خدا تعالےٰ نے حضرت جبرائیلؑ کو حضورؐ کی

Marfat.com

خدمت میں بھیج دیا۔ کہ آج رات آپ اپنی جگہ پر نہ سوئیں۔ بلکہ مدینہ کی طرف ہجرت کر جائیں۔ حضورؐ نے حضرت علیؓ کو فرمایا۔ کہ آج رات تم میری چادر اوڑھ کر میرے بستر پر لیٹ جاؤ۔ اور بالکل فکر نہ کرو۔ تجھے انشاء اللہ کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔ حضرت انورؐ نے لوگوں کی تمام امانتیں بھی حضرت علیؓ کے حوالے کر دیں کہ لوگوں کو واپس کر دیں۔ جو انہوں نے کر دیں۔

حضرت علیؓ اپنی جان سرور رسولاں صلی اللہ علیہ و سلم پر قربان کرنے کی نیت سے آپ کے بستر پر لیٹ گئے۔

سریکہ داشتم انداختم بپائے حیف
کہ نیستم ہر دیگہ مرا بپائے دگر

ایک سر جو کہ میں رکھتا تھا۔ وہ میں نے تیرے قدم میں ڈال دیا۔ افسوس! دوسرے قدم کے لئے اور سر نہیں رکھتا۔ (یعنی علیؓ کی جان تیرے قدموں پر قربان ہے)

حضرت انورؐ صلی اللہ علیہ وسلم مکان کے دروازے سے باہر نکل کر ابوبکر صدیق کے گھر تشریف لے گئے۔ اور ان کو ہمراہ لے کر سفر کو روانہ ہو گئے۔ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ

Marfat.com

نے کفار کو ایسا اندھا کر دیا۔ کہ وہ حضرت ختم نبیاں کو دیکھ نہ سکے۔

قتل کے پروگرام کے مطابق رات کو کفار حضور کی خواب گاہ میں گھس آئے۔ ان کا شور سن کر حضرت علیؓ ہوشیار ہوکر اٹھ بیٹھے۔ جب انہوں نے بجائے رحمت عالم کے حضرت علیؓ کو لیٹے ہوئے پایا۔ تو تلخ لہجہ میں بولے۔ علیؓ! بتاؤ۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا۔ کہ تم نے مجھ کو ان کی نگرانی کے لئے متعین کیا ہوا تھا۔ جو میں بتاؤں کہ کہاں ہیں۔ یہ جواب سن کر کفار شرمندہ ہوکر واپس چلے گئے۔

رسولِ اکرمؐ اور صدیقؓ غارِ ثور میں

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبرؓ کی معیت میں روانہ ہوکر غارِ ثور[1] میں جا چھپے۔ کفار بھی حضور کی تلاش اور تعاقب میں غار تک پہنچ گئے۔ پیغمبر اسود و احمر صلے اللہ علیہ وسلم کے غار میں داخل ہونے کے بعد عاصم لم یزل کے حکم سے مکڑی نے غار کے منہ پر جالا پور دیا۔ اور کبوتر کے جوڑے نے گھونسلا بنا دیا۔ اور انڈے دے دیے۔ کفار نے جب یہ دیکھا۔ تو کہنے لگے۔ کہ اگر کوئی آدمی

[1] غار ثور مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔

Marfat.com

اس غار میں داخل ہوتا ـــــ تو نہ جنگلی کبوتر یہاں ٹھہرتا اور نہ یہ جالا سلامت رہتا۔ غار میں کوئی نہیں ہے۔ یہ کہہ کر لوٹ گئے۔

یہاں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور پہچان بھی کرلیں کہ مکڑی کے جالے اور کبوتر کے انڈے سے اس نے صدہا فولادی زرہوں اور مضبوط قلعوں سے بڑھ کر کام لیا۔ ولنعم ما قیل ؎

وَمَا حَوَی الْغَارُ مِنْ خَیْرٍ وَّمِنْ کَرَمٍ
وَکُلُّ طَرْفٍ مِّنَ الْکُفَّارِ عَنْہُ عَمٍ

اور یاد کر اس خیر و کرم کو جسے غارِ ثور نے جمع کیا تھا درحالیکہ کفار کی ہر آنکھ حضورؐ کو دیکھنے سے اندھی تھی

فَالصِّدْقُ فِی الْغَارِ وَالصِّدِّیْقُ لَمْ یَرِیَا
وَھُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا بِالْغَارِ مِنْ اَرِمٍ

پس صدق کے سراپا اور صدیقؓ غار میں تھے اور ان کو دکھائی نہ دیتے تھے۔ اور کافر کہتے تھے۔ کہ غار میں کوئی نہیں ہے۔"

ظَنُّوْا الْحَمَامَ وَظَنُّوْا الْعَنْکَبُوْتَ عَلٰی
خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحُمْ

انہوں نے گمان کیا کہ کبوتر نے انڈے نہیں دیئے اور

Marfat.com

نہ ہی مکڑی نے جناب خیرالوریٰ پر جالا تنا ہے۔ (یعنی یہ سب کچھ پہلے سے ہے۔)

وِقَایَۃُ اللّٰہِ اَغْنَتْ عَنْ مُّضَاعَفَۃٍ
مِنَ الدُّرُوْعِ وَعَنْ عَالٍ مِّنَ الْاُطُمِ

حمایت خداوندی نے آپ کو بے پرواہ کر دیا، دوہری بنی ہوئی زرہ یا نیچے اوپر دو زرہوں کے پہننے سے اور بلند قلعوں میں پناہ لینے سے"

حضرت سالار بیت الحرام صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ تین دن اور تین رات غار ثور میں قیام فرمایا۔ جناب صدیق اکبرؓ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہؓ غار کے قریب ان کی بکریاں چراتے تھے۔ وہ بکریوں کا دودھ لاتے۔ اور شافع روز محشر صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے یار غار صدیق باوفا کو پلاتے۔ اس اثنا میں حضرت صدیق اکبرؓ کی صاحبزادی حضرت اسماءؓ ذو النطاقین بھی حضورؐ کی خدمت میں کھانا پہنچاتی تھی۔

ان تین دن کے عرصہ میں عبداللہ بن ابی بکرؓ حضورؐ کی خدمت میں شام کو آ جاتے۔ اور مکہ کی ساری خبریں سنا جاتے۔ اور صبح ہونے سے پہلے مکہ پہنچ جاتے۔

ایک اور شخص عبداللہ بن اریقط تھا۔ گو مشرک تھا

Marfat.com

مگر اس پر حفظِ راز کا اطمینان تھا۔ جناب صدیق رضؓ نے اسے اجرت پر نوکر رکھا تھا۔ اور حکم دیا تھا۔ کہ وہ ان کے دو اونٹ لے کر چپ چاپ فلاں وقت غار ثور پر چلا آئے۔ چنانچہ اس نے حسب الحکم تین روز کے بعد دونوں اونٹ غار کے دروازے پر حاضر کر دیئے۔ پھر پیغمبرِ کائناتؐ۔ حضرت صدیقؓ۔ اور عامر بن فہیرہؓ ان اونٹوں پر سوار ہوکر ساحل کے راستے عازمِ مدینہ ہو گئے۔

کفار کی بینائیاں بند ہو گئیں

جب حضورؐ حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر رات کو لیٹنے کا حکم دے کر باہر نکلے۔ تو قریش ننگی تلواریں لئے راستوں میں کھڑے تھے۔ حضورؐ نے ایک مٹھی خاک پر آیات ذیل پڑھ کر وہ خاک ان کے سروں اور آنکھوں پر جھونکی۔ خدا تعالےٰ نے اپنی قدرت سے ان کی بینائیاں بند کر دیں۔ وہ سر جھکائے کھڑے رہے اور حضورؐ ان کے پاس سے گذر گئے۔ آپ نے یہ آیتیں پڑھیں۔

یٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○

یٰسٓ۔ قسم ہے قرآن محکم کی۔ (اے محمدؐ) تحقیق تو البتہ بھیجے ہوؤں سے ہے

Marfat.com

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ○

اوپر سیدھی راہ کے آتارا ہے (یہ قرآن) خدا غالب مہربان نے

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ○

تو کہ ڈرائے تو اس قوم کو کہ نہیں ڈرائے گئے ہیں باپ انکے پس وہ بیخبر ہیں۔

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

ان میں سے اکثر پر تو فرمودہ (خدا) پورا ہو چکا ہے تو یہ (کسی طرح) ماننے والے نہیں

اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ

بیشک ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں پس وہ ٹھوڑیوں تک

فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ○ وَجَعَلْنَا مِنْ

ہیں پس وہ سر اونچا کر رہے ہیں (ان کو راستہ نظر نہیں آتا) اور ہم نے ایک

بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ

دیوار ان کے آگے بنائی اور ایک دیوار ان کے پیچھے

سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○

پس ڈھانکا ہم نے ان کو پس وہ نہیں دیکھ سکتے

اللہ تعالیٰ نے نعمتیں یاد دلائیں

جب حضورؐ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے۔ تو خدا نے آیۂ ذیل نازل کر کے اپنی نعمتیں یاد دلائیں۔ جو کفار کے نرغہ سے ہجرت کرتے وقت انعام فرمائی تھیں۔ ان کے قتل کے منصوبے سے بال بال

Marfat.com

بچایا تھا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ط وَ يَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ○ (پ۹ع۱۸)

اور (یاد کر اے پیغمبرؐ) جب کافر تم پر داؤ چلانا چاہتے تھے۔ تاکہ تم کو بند رکھیں۔ یا تم کو قتل کر دیں۔ یا تم کو جلاوطن کر دیں۔ اور کافر (اپنا) داؤ کر رہے تھے۔ اور اللہ (اپنا) داؤ کر رہا تھا۔ اور اللہ سب داؤ کرنیوالوں سے بہتر داؤ کرنیوالا ہے۔"

یعنی خدا نے اپنی نعمتیں یاد دلائیں۔ کہ اے میرے رسولؐ یاد کر وہ وقت۔ کہ جب دار الندوہ میں قریش نے جمع ہوکر تیرے متعلق مشورہ کیا۔ کہ اس کو قید خانہ میں بند کر دو۔ یا مکہ سے جلاوطن کر دو۔ یا قتل کر دو۔ آخر قتل کی تجویز پر سب متفق ہوگئے۔ اور رات کو تیرے قتل کا مصمم ارادہ کر لیا۔ انہوں نے یہ ایک مکر کیا۔ اور اللہ سب مکر کرنے والوں سے زیادہ مکر کی راہوں کا جاننے والا ہے۔ اس نے ان کے مکروں کو اس طرح باطل کیا۔ کہ ان کے برے منصوبے سے تجھ کو بذریعہ جبرئیلؑ آگاہ کرکے حکم دیدیا۔ کہ یہاں سے نکل چلو

Marfat.com

اور پھر ننگی تلواروں کے درمیان سے تجھ کو بچاکر مدینہ منورہ پہنچا دیا۔ یہ ہے اللہ!

صدیق اکبرؓ کالافانی ایثار

جب رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے یار غار حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ غار ثور میں چھپے تھے۔ آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں۔ کہ کافر غار پر آپہنچے تھے۔ اور مکڑی کا جالا تنا ہوا دیکھ کر واپس چلے گئے تھے۔ اس وقت کی بات ہے۔ کہ جب کفار غار کے منہ پر کھڑے باتیں کر رہے تھے۔ تو حضرت صدیقؓ کفار کو دیکھ کر کچھ گھبرائے[1] اس چیز کو خدا نے قرآن میں بیان کیا ہے۔

اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ (پ۱۰ ع۱۲)

جب دونوں (حضرت انورؐ اور صدیق اکبرؓ) غار (ثور) میں تھے۔ جب (رحمت عالمؐ نے) کہا۔ اپنے ساتھی (یار۔ صحابی۔ ابوبکرؓ) کو، غمگین نہ ہو۔ بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

سبحان اللہ! کیا کہنے ہیں اس توکّل کے۔ واقعی ایسا

---

[1] یہ گھبراہٹ رحمت عالم کی ذات کے لئے تھی۔ (اپنی جان کی انہیں کچھ پرواہ نہ تھی وہ یہی چاہتے تھے کہ حضورؐ کا بال بیکا نہ ہو۔

توکل سوائے پیغمبرؐ معصوم کے کسی اور سے نہیں ہو سکتا۔ کفار نے غار کے سر پر آ لیا ہے۔ حضرت صدیق کہتے ہیں۔ حضورؐ! کفار آ پہنچے ہیں۔ آپ معًا فرماتے ہیں۔ غم نہ کرو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَ جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (پ۱۰ ع ۱۲)

پھر اللہ نے اپنے پیغمبر پر تسلی اتاری۔ اور اس کو (فرشتوں کی) ایسی فوجوں سے مدد دی۔ جن کو تم لوگ نہ دیکھ سکے۔ اور کافروں کی بات کو ہیٹا کر دیا۔ اور (سدا) اللہ ہی کا بول بالا ہے۔ اور اللہ غالب صاحب تدبیر ہے۔"

حضرت صدیق اکبرؓ کا حضورؐ کے ساتھ گھر سے چلنا، جان ہتھیلی پر رکھ کر آپ کے ساتھ غار میں چھپنا۔ ان کے گھر سے غار میں برابر تین روز تک کھانے کا پہنچنا۔ پھر اونٹوں کا عین وقت پر مہیا کرنا ــــ تن من دھن سرور کونینؐ پر نچھاور کر کے مدینے آنا ــــ یہ وہ خدمت ہے کہ مسلمان قیامت تک اسے فراموش نہیں کر سکتے۔ خدا نے قرآن میں صدیق اکبرؓ کو حضور انورؐ کا "یارِ غار" بنا کر ــــ ان کے مرتبے

۱۔ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ۔ جب دونوں غار میں تھے جب کہا پیغمبر نے اپنے یار کو۔ (پ۱۰ ع ۱۲)

Marfat.com

کو آسمان پر پہنچا دیا ہے۔ بیشمار رحمتیں ہوں صدیق اکبرؓ پر، اور دوسرے صحابہؓ پر بھی ـ کہ انہوں نے ہمارے پیارے رسولؐ پر کس طرح اپنی ہر چیز قربان کی۔ کہ داعیؐ اسلام سلامت رہیں اور دینِ حق پھیلے!

حضرت علیؓ کی روانگی

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علیؓ تین دن تک مکہ میں رہے۔ آپ ہر روز حرم میں جاتے۔ اور لوگوں کو اکٹھا کرکے ان کی امانتیں ان کے حوالے کرتے تھے جو حضورؐ ان کو دے گئے تھے۔ تین دن کے بعد حضرت علیؓ نے آرام اور اطمینان سے راہ مدینہ اختیار کی۔ کسی نے ان سے کوئی مخالفت اور مزاحمت نہ کی!

ہجرت کے بعد مکہ کی ویرانی

مکہ اب وحی کے ایمان آفریں نغموں سے خالی ہوگیا۔ رحمتہ للعالمین اور آپ پر ایمان لانے والے مقدس نفوس ہجرت کر گئے۔ انہوں نے اللہ کی رضا کے لئے اپنے آباء کے عزیز وطن کو خیر باد کہہ دیا۔ گھر بار وغیرہ سب چھوڑ دیا۔ پیغمبر کا انسانیتؐ اور آپ کے جانثاروں کو اس لئے ان کے محبوب وطن سے جدا کر دیا گیا۔ کہ وہ اللہ کی توحید کی منادی کرتے تھے۔ خدا کا کلام سنا کر لوگوں کی اصلاح کرنا

چاہتے تھے۔ مبتذل قوم کا درجہ قدوسیوں سے بڑھانا چاہتے تھے۔ وہ ان کے سامنے، اینٹ، پتھر، چونے کے تودوں کے آگے جھکنے کی بجائے، خدائے لایزال سے لو لگانے کا وعظ کرتے تھے۔ ان سے ہر قسم کی بت پرستی چھڑا کر خدا پرستی کی تلقین کرتے تھے۔ رذائل کی دلدل سے نکال کر انہیں اخلاق حسنہ کی جنت میں لاتے تھے۔

یہ چند صد آدمی جو وطن سے نکالے گئے۔ اب شرک اور جاہلیت کی رسموں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اللہ احد کی عبادت کرتے۔ وحی خداوندی پر ایمان لاتے۔ اور ایک ان دیکھی ذات کے آگے استغفار کرتے تھے۔ غیر مرئی واجب الوجود کے حضور قیام۔ رکوع۔ سجود۔ اور نذر نیاز بجا لاتے تھے۔ اسی سے دعا مانگتے۔ حاجتیں طلب کرتے اور مدد چاہتے تھے۔ اسی کے نام پر صدقہ و خیرات دیتے۔ اور اسی کے لئے دوستی اور دشمنی کرتے تھے۔ وہ پورا پورا یقین رکھتے تھے۔ کہ جس غیر محسوس ذات پر وہ ایمان لائے ہیں۔ اس کا علم ذرے سے لے کر پورے کرے تک محیط ہے۔ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اس کی خبر اور نظر میں ہے۔ اور کوئی مخلوق اس کی قدرتوں، طاقتوں، اختیاروں اور تصرفوں میں

Marfat.com

شریک و شامل نہیں۔ اُن کے روئیں روئیں سے وحدت ایزدی کے چشمے اُبلتے تھے۔ اور وہ اپنے نادیدہ خالق کی مرضی پر مر مٹنے کے ارمان رکھتے تھے۔

پیغمبرِ رحمتؐ ان کے سچے پیشوا اور ہادی تھے وہ حضورؐ کی صدقِ دل سے اطاعت کرتے تھے۔ اور اسی اطاعت میں خدا کی خوشی اور رضامندی کو مضمر جانتے تھے اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ حضورؐ ہی کی وہ ذاتِ اقدس تھی۔ جنھوں نے لاکھوں خداؤں کی غلامی سے نجات دلا کر انہیں ایک سچے معبود کی غلامی کا شرف بخشا تھا۔ سالارِ کارواںؐ کے ساتھ یہ قدوسیوں کا کارواں بے خانماں ہو کر مدینے چلا گیا اور مکہ کے در و دیوار ان کی جدائی میں رو رہے تھے۔ سرزمینِ مکہ جو وحی الٰہی کے نور سے تیرہ برس سے جگمگا رہی تھی۔ مہبطِ وحی کے برکات بھرے وجود سے محروم ہو کر ظلمت زار بن گئی۔ اور ام القریٰ کے بسنے والے جاہل اشرار خوش ہوئے۔ کہ اب ان کے اور شیطان کے درمیان کوئی روک نہیں رہی — اب مکہ خدا کے کلام کی نواؤں سے ویران ہے۔

کی دکھوں بھری زندگی مسلمانوں کی آنکھوں سے لہو رلانے والی ہے۔ وہ زندگی پاک، جس پر جنّ و انس اور حورُ و ملائک نچھاور — دو جہان قربان — لرزہ خیز مصائب کی آندھی میں برابر اپنا فرض انجام دے رہی ہے۔ اس دردناک منظر سے امت کا ہر فرد نعل در آتش ہو جاتا ہے۔ مکہ میں حضورؐ نے مدتوں ایذائیں سہیں۔ حبشہ کی روح فرسا ہجرت فرمائی۔ مقاطعہ کے تین سال کا صبر آزما دور گزرا۔ پھر اشرار نے ذاتِ اقدس کے قتل کا منصوبہ باندھا۔ اور بالآخر شافعِ روزِ محشر نے اپنا پیارا وطن بھی چھوڑ دیا۔

حق گوار سے سے چہرے سرخ ہوگئے

حضرت خبابؓ کہتے ہیں۔ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ چادر سر کے نیچے رکھ کر کعبہ کے سایہ میں لیٹے ہوئے تھے۔ اور ہم کو مشرکوں کی طرف سے بڑی تکلیفیں پہنچ رہی تھیں۔ میں نے عرض کیا۔ حضورؐ خدا تعالےٰ سے (مصائب سے نجات پانے کی) دعا کیوں نہیں کرتے؟ آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا۔ تم سے پہلے بعض لوگوں کو لوہے کی کنگھیوں سے بھی نوچا جا چکا ہے۔ جن کی ہڈیوں تک کا گوشت

اور پھٹے بچ جاتے تھے۔ لیکن یہ تکلیف ان کو دین (حق) سے نہ روک سکی۔ بعض کو وسط سر پر آرہ رکھ کر چیر کر دو ٹکڑے کر دیا گیا۔ لیکن یہ مصیبت بھی ان کو دینِ (حق) سے پھیر نہ سکی۔ اور (سنو!) یہ امر (اسلام) تو مکمل ہو کر رہے گا۔ یہاں تک کہ (تنہا) سوار صنعاء سے چل کر حضرموت کو (امن سے) چلا جائے گا۔ اس کو سوائے خدا کے کسی کا خوف نہ ہوگا۔ اور بھیڑ بکریوں پر سوا بھیڑیئے کے اور کسی (چور ڈاکو) کا ڈر نہ ہوگا۔

(بخاری شریف)

حضرت خبابؓ نے دین حق کی راہ میں تکلیفوں کا ذکر کیا۔ اس پر حضورؐ نے پہلے نیک لوگوں کی مصائب بیان کیں۔ جن کے تصور سے روح کانپتی ہے۔ پھر پورے یقین سے اسلام کی کامیابی اور عروج کا مژدہ سنایا۔ گویا آپ نے حضرت خبابؓ کو تسلی دی کہ ان تکلیفوں پر مت گھبراؤ۔ انشاء اللہ اسلام کا بول بالا ہوکر رہے گا۔

بے شک رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی راہِ حق میں لرزہ خیز تکلیفیں آئیں۔ اور جن لوگوں نے حضورؐ

Marfat.com

انورؐ کو رسول مانا۔ آپ کی تصدیق کی۔ ان کو بھی مصائب کے پاٹوں میں پسنا پڑا۔ روح فرسا تکالیف سے دوچار ہونا پڑا۔ نہ دن کو چین ہے۔ نہ رات کو آرام ہے۔ شب و روز دشمن درپے آزار ہیں۔

ابوذر غفاریؓ کا حال

قبیلہ غفار میں جب سرور عالمؐ کی نبوت کا چرچا پھیلا۔ تو حضرت ابوذر غفاریؓ مشک میں پانی اور کچھ کھانے کو لے کر عازم مکہ ہوئے تاکہ نبی رحمت سے مل کر ان کی تعلیم اور مذہب کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ جب مکہ میں آئے۔ تو مارے خوف کے کسی سے حضورؐ کا نام دریافت نہ کیا۔ اُن کی حضرت علیؓ سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت علیؓ نے اُن کو تین دن تک مہمان رکھا۔ لیکن حضرت علیؓ سے بھی کچھ دریافت کرنے کی ہمت نہ پائی۔ آخر حضرت علیؓ نے کہا۔ کہ آپ یہاں کیسے آئے ہیں؟ ابوذرؓ نے کہا کہ اگر آپ اس راز کو ظاہر نہ کریں۔ تو پھر بتاؤں گا۔ کہ یہاں کس غرض سے آیا ہوں۔ حضرت علیؓ نے راز داری کا وعدہ کیا۔ تو بتایا۔ کہ میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ملنے کے لئے آیا ہوں۔ میری ان سے ملاقات کرا دو۔ حضرت علیؓ نے بچ بچا کر بڑی حکمت سے انہیں رحمت عالمؐ

Marfat.com

کے حضور پہنچا دیا۔ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام کی تلقین کی۔ اور فرمایا۔ کہ اب (خاموشی سے) واپس گھر چلے جاؤ۔ پھر جو میرا پیغام تم کو پہنچے گا۔ اس پر عمل کرنا۔ لیکن حضرت ابوذرؓ کے سینے میں اسلام کا چشمہ ابھی سے جوش مارنے لگا۔ حرم میں آئے تو بلند آواز سے پکار اٹھے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

بس یہ آواز سنتے ہی کفار کود پڑے۔ اور ابوذرؓ کو مارنا شروع کیا۔ اتفاق سے حضرت عباسؓ آگئے۔ اور انہوں نے بچایا۔ اور کہا۔ کہ تم نہیں جانتے کہ یہ کون ہیں؟ قبیلہ غفار کے آدمی ہیں۔ اور تمہارا شامی تجارت کا قافلہ ہمیشہ بنو غفار کے پاس سے گزرتا ہے۔ اس پر انہوں نے ابوذرؓ کو چھوڑ دیا۔

دوسرے روز حضرت ابوذرؓ سے نہ رہا گیا۔ پھر حرم میں جاکر اسی طرح کلمہ شہادت پکارا۔ توحید اور رسالت کی گواہی دی۔ اب کے پھر اشرار نے آکر پکڑ لیا اور سخت زد و کوب کیا۔ اتفاقاً آج بھی حضرت عباس آ پہنچے۔ اور ان کی جان بچائی۔

حضرت مصعبؓ کی جان نثاری

حضرت مصعب بن عمیرؓ مکہ کے حسین ترین اور خوش پوش نوجوان تھے۔ جن کا مختصر حال آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں۔ قبول اسلام کے بعد ان پر بھی مصائب کے پہاڑ گرے۔ حبشہ میں گئے۔ پھر واپس آئے۔ اب حضورؐ نے ان کو مدینے میں اسلام کا مبلغ بنا کر بھیج دیا۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے بڑے درد دل سے اسلام کی تبلیغ کی۔ اسلام کی تشہیر کاری میں دن رات ایک کر دیا۔ یہاں تک کہ سینکڑوں آدمی دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے پھر یہ موحدین کا ایک کارواں لے کر حضورؐ کی خدمت میں مکہ آئے۔ آپ بے حد خوش ہوئے۔ اور آنے والوں سے بیعت لی۔ حضرت مصعبؓ پھر بیعت کرنے والوں کے ہمراہ واپس مدینہ چلے گئے۔ اور اسلام کو خوب پھیلایا۔ گویا رحمت عالمؐ کے مدینہ پہنچنے سے پہلے ساری فضا کو موافق اور سازگار بنا دیا۔ جب حضور ہجرت کرکے مدینہ آئے۔ تو مدینہ والوں نے اپنی آنکھیں فرش راہ کر دیں اور اپنی جانیں اور مال حضورؐ پر قربان کرنے کو تیار ہو گئے۔ یہاں ایک ہی سال گزرا۔ تو بدر کا معرکہ پیش آگیا۔ حضرت مصعبؓ یہاں بڑی تندہی اور بہادری سے لڑے۔ خدا نے

Marfat.com

فتح دی۔ مہاجرین کے علمبردار یہی تھے۔

دوسرے سال (۳ھ میں) پھر غزوہ احد میں نبرد آزما ہوئے۔ اس وقت بھی توحید کا علم ان ہی کے ہاتھ میں تھا۔ کفار کے شہسوار ابن قمئہ نے بڑھ کر تلوار کا وار کیا اور حضرت مصعبؓ کا داہنا ہاتھ شہید ہو گیا۔ لیکن معاً انہوں نے علم کو بائیں ہاتھ سے پکڑ لیا۔ ابن قمئہ نے پھر دوسرا وار کیا۔ تو یہ ہاتھ بھی کٹ گیا۔ لیکن توحید کے پروانہ نے علم کو بازوؤں سے تھام کر سینے سے لگا لیا۔ پھر دشمن نے غصہ سے نیزہ اتنے زور سے تاک کر مارا۔ کہ انی ٹوٹ کر سینہ میں رہ گئی۔ اور پروانۂ اسلام زمین پر گر کر ابدی راحت کی نیند سو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعبؓ کی لاش مبارک کے پاس کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھی۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ط

(پ ۲۱ ع ۱۹) مسلمانوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں۔ کہ خدا کے ساتھ جو انہوں نے (جان نثاری کا) عہد کیا تھا۔ اس میں سچے اترے

اس کے بعد (لاش کے پاس کھڑے ہی) فرمایا۔ مصعبؓ! میں نے تم کو مکہ میں دیکھا تھا۔ کہ تمہارے جیسا حسین اور خوش پوشاک کوئی نہ تھا۔

Marfat.com

لیکن آج دیکھتا ہوں۔ کہ تمہارے بال بکھرے ہوئے ہیں۔ اور جسم پر صرف ایک چادر ہے۔ (ہاں) اللہ کا رسول گواہی دیتا ہے۔ کہ قیامت کے روز تم لوگ بارگاہِ الٰہی میں (بڑی عزت کے ساتھ) حاضر ہوگے۔ (طبقات ابن سعد)

وہی مصعبؓ ۔ ناز پروردہ مصعبؓ ۔ حضرمی جوتا۔ (جو بڑے بڑے رئیسوں کو نصیب ہوتا تھا) پہننے والا۔ مکے کا خوش پوش حسین شہزادہ ۔ اب اللہ کی راہ میں ہر چیز قربان کرکے زمین پر پڑا ہے۔ اوپر صرف ایک ہی چادر ہے۔ دفن کے وقت سر چھپاتے ہیں تو پاؤں ننگے ہو جاتے ہیں۔ اور اگر پاؤں چھپاتے ہیں۔ تو سر کھل جاتا ہے۔ آخر چہرۂ پاک چادر سے ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ اور پاؤں پر اذخر کی گھاس ڈال کر دفن کر دیئے جاتے ہیں۔ لاکھوں رحمتیں ہوں مصعبؓ کی روح پر!

راہِ خدا میں مصائب

غور کریں۔ کہ حضرت مصعبؓ نے قبولِ اسلام کے بعد تا دمِ واپسیں دنیا کا کیا سکھ اور چین پایا؟ وہ تو کلمہ پڑھنے کے بعد ابتلاؤں اور آزمائشوں کے ماحول میں لیسے گھرے ۔ کہ

تکلیفیں ان پر ختم ہو گئیں۔ ہاں انہوں نے کلمہ سوچ سمجھ کر پڑھا تھا۔ توحید و رسالت کی ذمہ داریوں کو اپنے سر لے کر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ پکارا تھا۔ اور پھر ان ذمہ داریوں کو بھوک، پیاس، غربت اور افلاس کی حالت میں، تپتے صحراؤں اور ریگ زاروں کے سفروں میں دشمنوں کے نرغوں، تلواروں کی جھنکاروں اور تیروں کی بارشوں میں پورا کیا۔ اللہ کی خالص عبادت اور رسولِ رحمت کی سچی اطاعت کے نشہ میں وہ سب چیز برداشت کر گئے۔ بیشک دنیا کی فانی زندگی کو رضائے الٰہی پر قربان کر گئے۔ اور یہ حال جناب شافعِ روزِ جزا سے لے کر تقریباً تمام صحابہؓ پر گزرا ہے۔ سب ہی اسلام کو اپنانے پر مصائب سے دوچار ہوئے ہیں۔

کہاں وہ پاکباز اور کہاں ہم

بعد از خدا بزرگ" ذاتؐ کی پاک زندگی پر نظر کریں اور آپ پر ایمان لانے والوں کے حالات کا مطالعہ کریں اور پھر اپنے مسلمان ہونے کا جائزہ لیں۔ کہ کہاں وہ لوگ جو انتہا درجہ کی تکلیفوں اور مصیبتوں میں خدا اور رسول کی اطاعت کرتے تھے۔ اور کہاں ہم ــ کہ پورے آرام اور چین کی زندگی میں اللہ و رسولؐ کی نافرمانی

Marfat.com

کرتے ہیں۔ اللہ کی خوشی کی خاطر وہ پاک باز سر دیتے اور جانیں قربان کرتے تھے۔ راہِ خدا میں تلواروں سے ان کے ہاتھ کٹتے۔ جسموں کے مثلے ہوتے۔ اور بھالوں کی انیاں سینوں میں پیوست ہوتی تھیں۔ اِدھر ہم ہیں۔ کہ خدا کی رضا کے لئے نماز پڑھنا ہم پر گراں۔ روزے رکھنا بوجھ، اور اللہ کے نام پر مال خرچ کرنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے آہ ہمارے لئے امر اور نہی پر بلا تکلیف عمل کرنا مصیبت دکھائی دیتا ہے۔ ہم کیا قدر جانیں اسلام کی، "مفت کا مال" ہم کو مل گیا۔ جس طرح کسی کو اس کے باپ کا حلال کا کمایا ہوا بہت سا مال مل جائے اور بیٹا اس مفت کے مال کو بے دردی سے یوں ہی گنوا دے۔ یہ کپوت کیا قدر جانے اس مال کی۔

اللہ ہم رو سیاہوں کو مسلمان بنا دے۔ ابتلاؤں سے بچا اور صراطِ مستقیم پر چلا۔ اپنے پیارے حبیب حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت عطا کر۔ کہ ان کے نقش قدم پر چل کر تجھ کو راضی کر لیں۔

سرورِ عالم کا سفرِ مدینہ

آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں کہ حضرت انورؐ صدیق اکبرؓ کے ساتھ تین روز غار ثور میں رہ کر پھر مدینہ منورہ کو روانہ ہوگئے۔ ابا

ہم آپ کے سامنے حضورؐ کا سفرِ مدینہ بیان کرتے ہیں۔

رحمتِ عالمؐ نے ساحلِ سمندر کے راستے مدینہ منورہ کی طرف سفر اختیار کیا۔ راہ میں چلچلاتی دھوپ اور شدت کی گرمی نے بہت ستایا۔ تو ایک مقام پر اتر پڑے۔ حضرت صدیقؓ نے ایک پتھر کے سایہ میں مختصر سا بستر بچھا دیا اور حضورؐ اس پر تھوڑی دیر کے لئے راحت فرما ہو گئے اس دوران صدیق اکبرؓ نے ایک گوالے سے کچھ دودھ خریدا۔ جب پیغمبر رحمتؐ بیدار ہوئے۔ تو انہوں نے دودھ کا پیالہ خدمتِ اقدس میں پیش کیا۔ حضورؐ نے اپنے صدیق کے ہاتھ سے پیالہ لے کر دودھ پیا۔ اور بڑے خوش ہوئے۔ پھر یار غار نے عرض کیا۔ حضورؐ! اب چلنا چاہیئے شافعِ روزِ جزا اٹھے۔ اور اونٹ پر سوار ہو کر چل دیئے۔

سراقہ بن مالک کا واقعہ

راستے میں ایک حیرت انگیز واقعہ پیش آیا۔ کہ سراقہ بن مالک سو اونٹ کے لالچ میں سرورِ کائناتؐ کے قتل کے لئے دوڑا دوڑا آ پہنچا۔ گھوڑے پر سوار نیزہ ہاتھ میں ہے۔

حضرت صدیقؓ کو دور سے آواز سنائی دی اور کہنے لگے۔ حضورؐ! جب ہم غارِ ثور سے چلے تھے۔ تو ہم کو

Marfat.com

کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاید سراقہ نے ہم کو دیکھ لیا تھا۔ جو گھوڑے کو ایڑ لگائے ہمارے قریب۔ آ پہنچا ہے۔ اور حملہ کرنے کے ارادے سے آیا ہے حضورؐ نے بڑے اطمینان اور پورے استقلال سے فرمایا۔
"کچھ غم کی بات نہیں۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔"
سراقہ اور قریب آ گیا۔ اور اس نے حضورؐ کو مارنے کے لئے تیر نکالا۔ وہ اسی تیاری میں تھا۔ کہ اچانک اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس[1] گیا۔ اس نے بہتیری کوشش کی۔ کہ گھوڑا باہر نکلے۔ لیکن وہ ہل نہ سکا۔ آخر اس نے پریشان ہوکر شور مچایا۔ کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ مصیبت مجھ پر آپ! پر حملہ کرنے کی وجہ سے آئی ہے۔ آپ میری رہائی کے لئے دعا کریں۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ جو بھی آپ کے تعاقب میں آ رہا ہوگا۔ میں اس کو آپ کا پتہ نہ دوں گا۔ اور واپس کر دوں گا۔ حضورؐ نے کچھ توجہ نہ فرمائی۔ سراقہ نے پھر غل مچایا۔ اور عرض کیا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ پر اور میرے بے زبان جانور پر ترس کرو، میں اپنی سزا[2] کو پہنچ چکا ہوں۔ میری رہائی کے لئے ضرور

[1] یہ بھی حضرت انورؐ کا معجزہ ہے۔ جو دلیل نبوت ہے۔ [2] (نمبر ۲۰۹ پر)

دعا کرو۔ پھر حضورؐ نے اس کی نجات کے لئے دعا کی۔ تو اس کا گھوڑا زمین سے باہر آگیا۔ اور سراقہ واپس چلا گیا جو کوئی اُسے راستے میں ملتا۔ اُسے کہہ دیتا۔ کہ میں خود تلاش کر آیا ہوں۔ ادھر کوئی نہیں ہے۔

ام معبد کی بکری کا معجزہ

دوسرا واقعہ اس سفر کا ام معبد کی بکری کے دودھ کا ہے۔ ام معبد شرفا عرب میں ایک عورت تھی۔ اس کا خیمہ راہِ مدینہ میں تھا۔ جب سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم اس کے خیمہ کے پاس پہنچے۔ تو اُس سے کہا۔ کہ کیا تیرے پاس کچھ دودھ ہے؟ اس نے

(لہ بقیہ صفحہ ۲۰۷) سراقہ حضورؐ پر حملہ کرنے لگا۔ تو خدا نے اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنسا دیا اور اس کو چھٹی کا دودھ یاد آگیا۔ آخر اپنے برے ارادے سے باز آکر نادم ہو کر واپس چلا گیا۔ یہ ہے طاقت اللہ واحد القہار کی اور تصرف جبار لم یزل کا۔ اس وقت خدا نے حضورؐ کا بال بال بچا لیا۔ اس سے پہلے حضور پر بڑی بڑی تکلیفیں آئیں۔ اشرار نے دردناک ایذائیں پہنچائیں طائف میں غنڈوں نے آپکو پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا۔ خدا چاہتا تو سراقہ کی طرح انکو بھی فورا پکڑ سکتا تھا۔ اور آپ کو ایذا سے بچا سکتا تھا۔ پھر اس نے ایسا کیوں نہیں کیا؟ جواب یہ ہے کہ اس نے فرمایا ہے۔ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ خدا پوچھا نہیں جا سکتا۔ اس چیز سے جو وہ کرتا ہے۔ یعنی جو وہ کرے اس پر سوال نہیں ہو سکتا۔ وہ مالک و مختار ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اسے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ویسے اس کا کوئی کام حکمت اور سبق سے خالی نہیں ہے۔

Marfat.com

عرض کیا۔ کہ حضورؐ نہیں۔ یہ بکری تو ہے۔ لیکن کمزور اور لاغر ہونے کی وجہ سے دودھ نہیں دیتی۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اگر تو اجازت دے تو میں اس سے دودھ دوہ لوں۔ اس نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ ہاں اجازت ہے۔

حضورؐ نے بکری کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا۔ اور دودھ دوہنا شروع کر دیا۔ خدا کی قدرت (معجزہ) سے دودھ اترنا شروع ہوگیا۔ آپ نے اتنا دودھ دوہا۔ کہ خود بھی پیا۔ اپنے ساتھیوں کو بھی پلایا۔ اس عورت کو بھی — اور پھر بچ رہا۔ جو اس کے برتن میں ڈال دیا۔ پیغمبر رحمتؐ کا یہ معجزہ دیکھ کر ام معبد اور اس کا خاوند ابو معبد مسلمان ہوگئے۔ بعد ازاں معصوم پیغمبرؐ اس عورت سے رخصت ہوکر آگے تشریف لے گئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم!

مدینہ قریب آگیا سرور رسولاں صلی اللہ علیہ وسلم ریگستانوں صحراؤں، گرہوں، غاروں، اور پہاڑیوں، سے گزرتے ہوئے آخر اس مقام پر آپہنچے۔ جہاں سے مدینہ منورہ دو دن کا راستہ ہے۔ گرمی کی شدت۔ بادِ صرصر کے طوفان غضب ڈھا رہے تھے۔ ہر چیز کو برداشت کرتے ہوئے آپ آگے بڑھتے رہے۔ چلتے چلتے جب آپ ایک

Marfat.com

پہاڑ سے نیچے اترے۔ تو چٹانوں سے ایک ایسا طوفان اٹھا ایسا جھکڑ چلا۔ جن سے کئی گھنٹے تک راستہ گرد و غبار سے اَٹا گیا۔ جب طوفان تھما۔ اور راستہ دکھائی دینے لگا۔ تو سامنے مدینہ منورہ کے مضافات، سبز باغات، کھجور کے ثمربار درخت اور خوش نما پودے نظر آنے لگے۔ جوں جوں حضورؐ آگے بڑھتے گئے۔ ہرے بھرے کھیت۔ سرسبز درختوں کے جھنڈ اور خوبصورت باغات دیکھ کر آنکھوں میں تازگی۔ اور طراوت آتی گئی۔ اور تکان اترتی گئی۔ جیسے کہ مدینہ قریب آگیا۔ یہ سفر رحمت عالمؐ نے آٹھ روز میں پورا کیا۔ بارہ ربیع الاول دوشنبہ کے روز مدینہ میں نزول اجلال فرمایا۔ مطابق ۲۸ جون ۶۲۲ء۔

سرورِ کائنات کا استقبال

جب سے مدینہ والوں کو یہ خوشخبری ملی تھی۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کرکے عازم مدینہ ہوگئے ہیں۔ تو مسلمان روز تڑکے تڑکے گھر سے نکل کر مدینہ سے باہر ایک میل کے فاصلے پر استقبال کے لیئے آبیٹھتے تھے۔ دوپہر تک راہ دیکھتے۔ حضور نہ آتے۔ تو واپس چلے جاتے۔ ایک دن حسب معمول جب انتظار کرکے واپس ہوئے۔ تو ایک یہودی نے جو بلند ٹیلے پر کھڑا تھا۔

ہے۔ حضورؐ کو آتے ہوئے دیکھا۔ اس نے زور سے پکارا

یا معشر العرب ھذا جدکم

اے گروہ عرب! لو تمہارا شاہدِ مقصود آ پہنچا!

جب مسلمانوں کو سید العرب و العجمؐ کی آمد کی خبر ملی تو ان کی مسرت کی انتہا نہ رہی۔ ہتھیاروں سے سج سج کر استقبال کے لئے گھروں سے نکل آئے۔ گویا وہ دن مدینہ میں عید کا دن تھا۔ عورتیں، مرد، بچے، بوڑھے سب خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے۔ ان کی خوشی کا اندازہ نہیں ہو سکتا تھا۔ جوشِ مسرت میں چھوٹی چھوٹی لڑکیوں کی زبان پر یہ ترانا تھا۔ ؎

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا ✤ مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ

ہم پر چودھویں رات کے چاند نے طلوع کیا! کوہِ وداع کی گھاٹیوں سے!

وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا ✤ مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعِ

ہم پر شکر کرنا واجب ہے! جب تک اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے والے دعا کریں!

لہ ثنیات الوداع کے معنی ہیں رگھاٹیاں رخصت کی! جب کوئی مسافر مدینے سے مکہ کو جاتا تھا۔ تو اہل مدینہ اس کو ان گھاٹیوں تک رخصت کرنے کے لئے جاتے تھے حضورؐ اِن گھاٹیوں سے گذر کر مدینہ میں داخل ہوئے۔ تو مدینہ والوں نے کہا۔ کہ گھاٹیوں سے ہم پر چودھویں کے چاند نے طلوع کیا ہے۔ ؏

دیکھ کر تجھ کو مٹے جاتے ہیں دنیا کے حسین!

اَیُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا ﴿ جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

اے ہم میں پیغمبر ہو کر آنے والے! آپ وہ دین لے کر آئے ہیں جس کی اطاعت ہم پر واجب ہے!

شہر سے ذرا فاصلے پر محلہ قبا ہے۔ یہاں منازل بنی عمرو بن عوف میں پیغمبر رحمت چودہ دن تک قیام فرما رہے جب حضورؐ نے خاندان بنو عمرو بن عوف کے یہاں نزول اجلال فرمایا۔ تو سارے خاندان نے نعرۂ تکبیر مارا۔ اللہ اکبر حضرت علیؓ بھی امانتیں ادا کر کے تین دن کے بعد مکہ سے چل پڑے تھے۔ وہ بھی حضورؐ کو یہاں آ ملے۔ جوش عقیدت کے ساتھ انصار ہر طرف سے آتے اور سلام عرض کرتے تھے۔ جن پروانوں نے ابھی تک حضورؐ کی زیارت نہیں کی تھی۔ وہ شوق دیدار میں بے چین تھے۔ لیکن ابھی تک وہ حضورؐ کو پہچان نہ سکتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رحمت عالمؐ کو دھوپ سے بچانے کیلئے سر مبارک پر چادر تان دی۔ اب سب نیر رسالت کو پہچان گئے۔

حضورؐ نے محلہ قبا میں دوران قیام ایک مسجد کی بنیاد ڈالی۔ جس کا نام مسجد قبا رکھا گیا۔ اور یہی سب سے پہلی مسجد ہے۔ جو آپؐ نے بنائی۔ اور اسی میں سب سے پہلے نماز پڑھی گئی۔

Marfat.com

شہر میں ورودِ پاک

حضورؐ جب قبا سے مدینہ کی خاص آبادی کی طرف تشریف لے چلے۔ تو فدائیوں کا مجمع ساتھ تھا۔ انصار گروہ کے گروہ حاضر ہوتے۔ سلام عرض کرتے۔ اور کہتے۔ حضورؐ! سوار ہوجیئے! کوئی ڈر نہیں۔ ہم فرمانبردار حاضر ہیں۔

قبا سے لے کر مدینہ تک دونوں طرف جان نثاروں کی صفیں تھیں۔ شافعِ روزِ محشرؐ چل رہے ہیں۔ اور انصار کے خاندان اور قبیلے آگے ہو ہو کر عرض کرتے ہیں۔ اے اللہ کے رسولؐ! یہ مال ہے۔ یہ گھر ہے۔ یہ طاقت ہے۔ (ہر چیز قدموں پر نثار ہے)

آفتابِ رسالت جب شہر کے متصل ضوفشاں ہوا، تو ایک غل پڑ گیا۔ لوگ مکانوں کی چھتوں اور بالاخانوں سے جھانک جھانک کر دیکھتے تھے۔ اور بلند آواز سے پکارتے تھے۔ "رسول اللہ آئے"۔ "رسول اللہ آئے"۔!

قبیلہ بنو نجار کی لڑکیاں خوشی سے بار بار پڑھتی تھیں ؎

نحن جوار من بنی النجار ÷ یا حبذا محمدؐ من جار

ہم خاندانِ نجار کی لڑکیاں ہیں ÷ محمد کیسے اچھے ہمسایہ ہیں!

حضرت ابوایوبؓ کے گھر نزولِ اجلال

جب سرورِ کائنات شہر میں داخل ہوگئے۔ تو رؤسائے

قبائل نے آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ لی۔ اور ہر سردار نے جدا جدا استدعا کی۔ کہ حضورؐ میرے غریب خانہ پر جلوہ افروز ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اونٹنی کی نکیل چھوڑ دو۔ وہ مامور ہے۔ جہاں بیٹھ جائے گی۔ میں وہیں ٹھیروں گا۔ پھر اونٹنی حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان کے متصل بیٹھ گئی۔ چنانچہ اسباب اتارا گیا۔ اور ان کے گھر دو جہان کے سردار قیام فرما ہو گئے۔ صلے اللہ علیہ وسلم ؎

طَابَتْ بِہٖ طَیْبَۃٌ لَمَّا اَقَامَ بِھَا
وَفَاحَ حِیْنَ اَتَاھَا نَشْرُھَا الْعَطِرُ

مدینہ آپ سے پاکیزہ ہوگیا۔ جب آپ نے وہاں قیام فرمایا۔
اور جو حضورؐ اس میں پہنچے۔ تو اس کی معطر خوشبو پھیل گئی۔

جس جگہ اونٹنی بیٹھی تھی۔ وہاں اب مسجد[1] نبوی ہے حضورؐ نے وہ زمین خرید کر مسجد نبوی کی تعمیر شروع کر دی انصار اور مہاجرین کے ساتھ خود شافعؐ روز محشر بھی اینٹیں اور گارا اٹھا اٹھا کے لاتے تھے۔ وہ مسجد آج بڑی وسیع ہو چکی ہے۔ اور خوب صورتی میں دنیا میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

رحمتِ عالمؐ کے مکان کی تعمیر

جس جگہ مسجد بنائی گئی۔ یہ زمین خالی پڑی ہوئی تھی

[1] بخاری شریف

اس کے ایک طرف کھجور کے درخت تھے۔ اور دوسری طرف جنگلی پودے اُگے ہوئے تھے۔ اور یہاں لوگ اونٹ باندھتے تھے۔ اس زمین کے مالک دو یتیم بچے تھے۔ سہل و سہیل۔ جن کے سرپرست اسعدؓ تھے۔ رحمت عالم نے ان یتیم بچوں سے اس زمین کو خریدا۔ اور مسجد بنائی۔ مسجد کے متصل دو چھوٹے چھوٹے مکان بھی بنائے گئے۔ ایک ام المومنین حضرت سودہؓ کیلئے۔ اور دوسرا ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کیلئے اور ارد گرد سے تمام بیکار درخت اور جھاڑیاں کاٹ دی گئیں۔ یہ ہیں دو حجرے۔ رہائش گاہ شافعِ روزِ جزا۔ صلے اللہ علیہ وسلم!

آفتابِ رسالت حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے گھر سات مہینہ ضوگستر رہا۔ اسی دوران حضورؐ نے مسجد کے لئے خرید کردہ زمین کو ہموار اور صاف کیا۔ مسجد کی بنیاد رکھی۔ اور اپنے آزاد کردہ غلام زیدؓ کو ایک اور آدمی کی معیّت میں زاد راہ اور دو اونٹ دے کر مکہ روانہ کیا۔ اور فرمایا۔ کہ میری بیوی اور بچوں کو لے آؤ۔ حضرت زید ام المومنین حضرت سودہؓ اور صاحبزادیاں ام کلثومؓ اور بی بی فاطمہؓ کو بصد احترام ساتھ لے کر مدینہ آگئے۔ بی بی رقیہؓ اپنے شوہر حضرت عثمانؓ کے ساتھ ہجرت کرکے مدینہ

Marfat.com

آ چکی ہوئی تھیں۔ اور حضرت زینبؓ اپنے شوہر ابو العاص کے ساتھ مکہ میں رہتی تھیں۔ حضرت زیدؓ کے ہمراہ جناب صدیق اکبرؓ کی صاحبزادی بی بی عائشہ صدیقہؓ مع اپنی والدہ محترمہ اور دوسری خاندانی مستورات کے مدینہ آگئیں۔ ان کے ساتھ حضرت عبداللہ بن ابوبکر صدیقؓ بھی تھے۔

حضورؐ کی نئے مکان میں آمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کو سات ماہ تک رشکِ جنان بنا کر ام المومنین حضرت سودہؓ کے ہمراہ اس نئے مکان میں آگئے۔ اور تھوڑے عرصہ کے بعد ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا بھی حرم قدس میں آ گئیں۔ آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں۔ کہ حضرت عائشہؓ کا نکاح رحمتؐ عالم سے مکہ میں ہوا تھا۔ اب مدینہ میں آکر رخصتی ہوئی۔ یہ رخصتی نکاح سے تین سال کے بعد تھی۔

حضورؐ کی دعا سے صحابہؓ تندرست ہو گئے مدینہ منورہ میں کوئی خاص ندی یا نالہ نہ تھا۔ جو برسات وغیرہ کا پانی بہاکر دور لے جایا کرتا۔ جب بارش زور کی ہوتی۔ تو پانی کھلے میدان میں جمع ہو

جاتا۔ اور اس سے مدینہ کے قرب و جوار میں کیچڑ اور دلدل پیدا ہو جاتی۔ جس سے بعض اوقات بخار بہت پھیل جاتا۔ اور یہ بخار ایسا ہوتا۔ کہ ساتھ ہی چہرہ اور پاؤں متورم ہو جاتے۔ مہاجرین چونکہ مکہ کی خشک آب و ہوا سے آئے تھے۔ اور خشک زمین کے رہنے والے تھے۔ انہیں مدینہ کی مرطوب آب و ہوا، برسات کی دلدل اور جاڑے کی شدت سے بہت تکلیف ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے سارے اہل و عیال بخار میں مبتلا ہو گئے۔ بہت سے مہاجرین بخار کی سختی سے گھبرا کر پکارنے لگے۔ مکہ کی خشک آب و ہوا ہماری زندگی کے موافق ہے کیا ہم پھر مکہ واپس ہوں گے؟ حضورؐ صحابہ کا یہ حال دیکھ کر بہت متأثر ہوئے۔ اور خدا کی جناب میں ان کی عافیت کے لیئے دعا کی۔ خدا نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ اور سب تندرست ہو گئے۔

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے۔ تو حضرت ابوبکرؓ اور بلالؓ بخار میں مبتلا ہو گئے۔ میں نے پوچھا۔ ابا! آپ کا کیا حال ہے؟ بلالؓ! تمہارا کیا حال ہے؟ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جب

بخار چڑھتا۔ تو یہ شعر پڑھتے ؎

كُلُّ امْرِءٍ مُصَبَّحٌ فِي اَهْلِهٖ
وَالْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ

ہر شخص اپنے گھر والوں میں صبح کرتا ہے۔ حالانکہ موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔"

اور حضرت بلالؓ کا جب بخار اترتا۔ تو (مکہ کو یاد کرکے) بلند آواز سے یہ شعر پڑھتے تھے ؎

اَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ اَبِيْتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَّحَوْلِيْ اِذْخِرٌ وَّ جَلِيْلٌ

اے کاش! مجھے علم ہوتا۔ کہ میں کوئی رات مکہ میں کاٹوں گا۔ اس حالت میں کہ میرے آس پاس اذخر اور جلیل گھاسیں ہوں گی۔

وَهَلْ اَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ
وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَّطَفِيْلٌ

اور اے کاش! کسی روز مجنہ کے پانی پر اتروں گا۔ اور میرے سامنے شامہ اور طفیل پہاڑیاں نمودار ہوں گے!

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو صحابہؓ کی اس بے چینی اور یاد وطن کی اطلاع دی۔ پھر حضورؐ نے دعا کی۔

"الٰہی ہم کو مدینہ کی محبت عطا کر۔ جس طرح ہم کو مکہ کی محبت ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اور مدینہ (کی آب و ہوا کو) درست کر دے اور یہاں کے صاع اور مُد میں ہم کو برکت دے۔ اور یہاں کا بخار دور کر دے۔"

(بخاری شریف)

مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ

مدینہ میں آکر رسولِ خدا صلے اللہ علیہ و سلم نے مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ قائم کرا دیا اور اس طرح سب اخوت اور محبت کی ایک زنجیر کی کڑیاں بن گئے۔ ان میں بڑا اتحاد پیدا ہو گیا۔ وہ خون کے رشتہ کی طرح ایک دوسرے پر جان دینے لگے۔ آپس میں دو قالب اور ایک جان ہو گئے۔

صحیح بخاری میں حضرت انس رضؓ سے روایت ہے۔ کہ جب عبدالرحمٰن بن عوف مدینہ آئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ قائم کرا دیا۔ سعد بن ربیع بڑے مالدار آدمی تھے حضرت عبدالرحمٰن سے کہنے لگے۔ تمام انصار جانتے ہیں۔ کہ میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ اب میں اپنا مال نصف

Marfat.com

نصف کئے دیتا ہوں۔ نصف تم لے لو۔ اور نصف میرے پاس رہ جائیگا۔ اور میری دو بیویاں ہیں، تم دیکھ لو۔ جونسی تم کو پسند[1] آئے۔ میں طلاق دے دوں گا۔ اور جائز ہونے کے بعد (یعنی عدت کے بعد) تم اس سے نکاح کر لینا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے جواب دیا۔ خدا تم کو تمہاری بیوی مبارک کرے۔ (یہ کہہ کر عبدالرحمٰن بازار کو چلے گئے۔ اور) جب تک گھی اور پنیر کی تجارت کرکے نفع نہ لائے۔ واپس نہ آئے۔ چند ہی روز گزرنے پائے تھے۔ کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت ان کے جسم پر زرد خوشبو کے کچھ

---

[1] اللہ اکبر! ان لوگوں کا ایمان کتنا مضبوط، اونچا، اعلےٰ اور ارفع تھا۔ خدا کی رضا کے لئے جو شخص اپنی دو پیاری بیویوں میں سے ایک کو، جسے مہاجر پسند کرے۔ طلاق دے کر اس کی بیوی بنانے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ اس مسلمان کا رتبہ خدا کے نزدیک کتنا بلند ہوگا۔ سبحان اللہ! کتنا ایثار ہے۔ اور اس کے سوا اپنے تمام مال کا نصف بھی دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضورؐ نے بخاری شریف میں فرمایا ہے۔ کہ . . . تم میں سے اگر کوئی کوہِ اُحد کے برابر سونا خیرات کرے گا۔ تو صحابہؓ کے ایک مُد (تقریباً تین پاؤ اناج خیرات) کے برابر نہیں ہو سکتا۔" (صادق)

نشانات تھے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کیا بات ہے۔؟ عرض کیا۔ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ مہر کیا دیا؟ عرض کیا۔ گٹھلی کے وزن کے برابر سونا۔ ارشاد ہوا۔ ولیمہ کرو۔ اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو۔ (بخاری شریف)

انصار کے مکانات کی فضیلت

حضرت ابو اسیدؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انصار کے گھرانوں میں سب سے بہتر گھرانا بنو نجار کا ہے۔ اس کے بعد بنو عبدالاشہل کا۔ پھر بنو ساعدہ کا۔ اور انصار کے سب محلوں میں بہتری ہے۔ (بخاری شریف)

انصار سے حضورؐ کی محبت

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک انصاری عورت اپنے بچہ کو ہمراہ لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کچھ گفتگو کی۔ اور فرمایا۔ قسم ہے اس خدا کی۔ جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ تم (انصار) لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو۔ یہ دو بار فرمایا۔ (بخاری شریف)

حضرت عبداللہ بن زید سے روایت ہے۔ کہ رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا تھا۔ صبر کرنا یہانتک کہ مجھ سے حوض پر تمہاری ملاقات ہو۔
(بخاری شریف)

حضرت انس رضؓ کہتے ہیں۔ کہ جنگِ خندق کے دن انصار کہہ رہے تھے۔ ہم نے تا دمِ حیات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اپنی جانیں جہاد کے لئے فروخت کی ہیں۔ حضور نے سن کر فرمایا۔

الہی زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے۔ تو انصار
اور مہاجرین کو عزت عطا فرما۔ (بخاری شریف)

حضرت سہل رضؓ کہتے ہیں۔ ہم (مدینہ میں) خندق کھودتے تھے۔ اور کاندھوں پر مٹی اٹھا کر لے جا رہے تھے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور فرمایا

الہی زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے ــــ تو
مہاجرین و انصار کو بخش دے۔ (بخاری شریف)

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو مال عطا فرمایا۔ انصار کہنے لگے۔ تعجب ہے۔ کہ ہماری تلواروں سے تو قریش کے خون ٹپک رہے ہیں۔ اور پھر انہیں کو ہمارا مال غنیمت دیا جا رہا ہے۔ یہ بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

تک پہنچ گئی۔ آپ نے انصار کو بلا کر پوچھا۔ چونکہ انصار جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا۔ حضورؐ کو جو اطلاع ملی ہے۔ ٹھیک ہے۔ (اس پر) حضورؐ نے فرمایا۔ (کروڑوں درود و سلام ایسے باوفا رسول معظمؐ پر) اے انصار! کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو۔ کہ لوگ تو مال غنیمت لے کر گھروں کو واپس ہوں گے۔ اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر گھروں کو جاؤ گے۔ اگر انصار پہاڑ کے نالہ میں یا پہاڑی راستہ میں چلیں تو میں ان کے ساتھ چلوں گا۔ (بخاری شریف)

مدینے میں سب سے پہلا مسلمان بچہ

حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ میرے پیٹ میں عبداللہ بن زبیر تھا۔ کہ میں اسی حالت میں مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئی۔ یہاں پہنچ کر میں مسجد قبا میں اتری۔ (جو حضورؐ نے پہلے پہل آکر بنائی) اور قبا ہی میں عبداللہ پیدا ہوئے۔ اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عبداللہ کو ان کی گود میں رکھ دیا۔ آپ نے ایک کھجور منگوا کر خود چبا کر عبداللہ کے منہ میں لگائی۔ (اس طرح) سب سے پہلے عبداللہ کے پیٹ میں حضورؐ کا لعاب مبارک گیا

Marfat.com

پھر حضورؐ نے دعائے برکت فرمائی۔ پس عبداللہ بن زبیر سب سے پہلا بچہ تھا۔ جو (مدینہ میں مہاجرین کے ہاں) اسلام میں پیدا ہوا۔ (بخاری شریف)

مدینہ میں عبداللہ بن سلام کا قبول اسلام

عبد بن سلام یہود کے بہت بڑے عالم تھے۔ جب رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان میں تشریف لے گئے تو عبد اللہ بن سلام بھی شرف زیارت کے لئے پہنچ گئے۔ دیکھتے ہی پہچان[1] گئے۔ کہ توراۃ کے وعدے اور نشانیوں کے مطابق آپ سچے رسول ہیں۔ چنانچہ کلمہ

---

[1] ترمذی میں عبداللہ بن سلام سے روایت ہے وہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لاتے ہی لوگ زیارت کے لئے چل پڑے۔ کہتے ہیں میں بھی حاضر ہوا۔ پہلی نگاہ جب چہرہ انور پر ڈالی۔ تو میں سمجھ گیا۔ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ۔ یہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہے۔ جوں جوں میں نے غور کیا یقین پختہ ہوتا گیا۔ (اس وقت) سب سے پہلے آپ کی زبان سے میں نے یہ الفاظ سنے يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ ۝ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ ۝ وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ ۝ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔ لوگو سلام پھیلاؤ (آپس میں)، کھانا کھلایا کرو، اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تم نماز پڑھو۔ ان کاموں سے تم سلامتی کے ساتھ جنت میں چلے جاؤ گے۔

Marfat.com

شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ بلا شبہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ اور آپ سچا دین لے کے آئے ہیں اس کے بعد کہنے لگے:-

"حضور! یہودی خوب واقف ہیں۔ کہ میں ان کا سردار اور سردار زادہ ہوں۔ خود بھی بڑا عالم ہوں اور عالم زادہ ہوں۔ میرے مسلمان ہونے کی اطلاع پہنچنے سے قبل آپ ان (یہود) سے میری حالت دریافت کیجئے۔ کیونکہ اگر میرے مسلمان ہونے کی اطلاع ان کو ہو گئی۔ تو پھر مجھ پر بڑی بہتان بازی کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے یہودیوں کو بلایا۔ وہ حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے فرمایا:-

اے گروہِ یہود! خدائے وحدہٗ لاشریک سے ڈرو۔ تم یقیناً جانتے ہو۔ کہ میں خدا کا سچا رسول ہوں۔ اور دینِ حق لے کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ لہذا تم مسلمان ہو جاؤ۔ یہود کہنے لگے۔ ہم تو بالکل نہیں جانتے کہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ یہ الفاظ یہودیوں نے تین بار کہے۔ پھر حضورؐ نے فرمایا۔ اچھا بتاؤ۔ کہ عبداللہ بن سلام تم میں کیسا آدمی ہے؟ یہودیوں نے کہا۔ وہ ہمارا سردار ہے۔ سردار زادہ ہے۔ ہم سب سے زیادہ عالم ہے۔ اور سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اگر وہ مسلمان ہو جائے۔ تو

تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا۔ خدا اس کو مسلمان ہونے سے بچائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ بن سلام باہر نکل آؤ۔ (یہ چھپے ہوئے تھے) عبداللہ نکل آئے اور کہنے لگے۔ اے گروہ یہود! خدا سے ڈرو! خدائے وحدہ لاشریک کی قسم۔ تم (ضرور) جانتے ہو۔ کہ یہ (توراۃ کے وعدے کے مطابق) خدا کے رسول ہیں۔ اور دین حق لے کر آئے ہیں۔ یہودیوں نے کہا۔ عبداللہ! تم جھوٹے ہو۔ (بخاری شریف)

حضرت سلمان فارسی کا قبولِ اسلام

حضرت سلمان فارسیؓ کا مجوسی نام مابہ تھا۔ ان کے والد بوذخشان اصفہان کے ایک گاؤں "جی" کے رہنے والے زمیندار تھے۔ باپ کو بیٹے سے از حد محبت تھی۔ چونکہ آتش پرست تھے۔ اس لئے آتشکدہ کی نگرانی انہیں کے سپرد تھی۔ حضرت سلمانؓ بچپن سے مذہبی شوق رکھتے تھے۔ اس لئے جب تک آگ کے پجاری رہے۔ بڑی سختی سے آگ کو پوجا کئے۔ اور کبھی آگ کو بجھنے نہیں دیتے تھے۔

عیسائیت کی طرف رجحان

ایک دن باپ کو کسی ضروری کام کے لئے گھر رہنا پڑا۔ اور بیٹے کو کھیتوں کی دیکھ بھال کے لئے بھیج دیا۔ راستے میں ایک

Marfat.com

گرجا تھا۔ وہاں عیسائی بڑے خضوع و خشوع سے عبادت کر رہے تھے۔ سلمانؓ گرجے کے اندر چلے گئے۔ اور لوگوں کو عبادت کرتے دیکھ کر بہت متأثر ہوئے۔ اُن کی زبان سے نکلا۔ کہ یہ مذہب ہمارے مذہب سے بہتر ہے۔ کھیتوں کا خیال چھوڑ کر ان عیسائیوں سے چند باتیں دریافت کیں۔ پھر پوچھا۔ کہ اس مذہب کا سرچشمہ کہاں ہے۔ جواب ملا۔ ملک شام!

وہاں سے فارغ ہوکر گھر آئے۔ تو باپ نے پوچھا اب تک کہاں رہے ہو؟ یہ بولے۔ کہ گرجے میں لوگوں کو عبادت کرتے ہوئے دیکھتا رہا۔ مجھے ان کا طریقِ عبادت بہت پسند آیا ہے۔ چنانچہ شام تک میں وہیں رہا ہوں۔

شام کا سفر

باپ نے خیال کیا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ بیٹا اپنا مذہب تبدیل کر دے۔ اس نے اس کو بیڑیاں پہنا کر گھر میں مقید کر دیا۔ حضرت سلمانؓ کے دل میں تلاش حق کی تڑپ ضرور تھی۔ اُنہوں نے عیسائیوں کو کہلا بھیجا۔ کہ جب بھی شام سے کوئی قافلہ تجارت آئے۔ تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔

شام سے کاروانِ تجارت آیا۔ اور جب واپس جانے

لگا۔ تو سلمانؓ کو اطلاع مل گئی۔ وہ بیڑیوں کی قید سے نکل کر اس قافلہ میں جا ملے۔ اور اس طرح شام پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر لوگوں سے دریافت کیا۔ کہ یہاں مذہب کا سب سے بڑا عالم کون ہے؟ لوگوں نے کہا۔ کہ بشپ یہ بشپ کے پاس جا پہنچے۔ اور کہا۔ کہ میں آپ کی خدمت میں اس لئے آیا ہوں۔ کہ مجھے آپ کا مذہب بہت پسند آیا ہے۔ اور چاہتا ہوں۔ کہ آپ کے پاس رہ کر عیسائی مذہب کا مطالعہ کروں۔ چنانچہ انہوں نے مجوسیت کو ترک کرکے عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔

یہ بشپ جو کردار و اخلاق کا اچھا نہ تھا۔ فوت ہوگیا۔ اور اس کی جگہ دوسرا بشپ مقرر کیا گیا۔ یہ بڑا عابد و زاہد اور نیک تھا۔ رات دن خدا کی عبادت میں مشغول رہتا تھا۔ سلمان اس سے بڑی محبت کرنے لگے۔ اور اس کی صحبت سے فیض پانے لگے۔ جب اس کی موت کا وقت آ پہنچا۔ تو سلمانؓ نے عرض کیا۔ کہ اب میرے لئے کیا ارشاد ہے؟ کس کے پاس ٹھہروں۔ اور تعلیم حاصل کروں؟ بشپ نے کہا۔ کہ یہاں تو کوئی نیک عیسائی خدا کا بندہ مجھے نظر نہیں آتا۔ خدا کے نیک بندے سب بیت گئے ہیں۔ اور باقی طالب

Marfat.com

دنیا ہی رہ گئے ہیں۔ جنہوں نے مذہب میں ردّ و بدل کر ڈالا ہے۔ اور نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ البتہ موصل میں ایک دین کا سچا عامل ضرور ہے۔ تم اس کے پاس چلے جاؤ۔

موصل کو روانگی اس نیک بشپ کی وفات کے بعد حق کی تلاش میں سلمانؓ موصل جا پہنچے۔ اور اس نیک اور صالح مردِ خدا کی ملاقات کی۔ یہ بشپ بڑا نیک، پرہیزگار اور خدا پرست تھا۔ کچھ عرصہ سلمانؓ اس کے پاس ٹھہرے اور بڑا فائدہ اٹھایا۔ خدا کی قدرت، اس کا وقت بھی قریب آ گیا۔ اور سلمانؓ نے عرض کیا۔ اب میری مذہبی ہدایت کی کیا صورت ہوگی؟ اس نیک پادری نے کہا۔ کہ تم نصیبین میں فلاں شخص کے پاس چلے جاؤ۔

نصیبین کا سفر پادری مذکور کی وفات کے بعد سلمانؓ نصیبین کو روانہ ہو گئے۔ اور نئے استقف کو ملے۔ یہ پہلے پادریوں کی مانند بڑا نیک، عابد اور زاہد تھا۔ سلمانؓ نے اس سے بڑی تسکین پائی۔ ابھی تھوڑا وقت ہی اس کی خدمت میں گزرا تھا۔ کہ اس نے بھی داعی اجل کو لبیک کہہ دیا۔ جب مرنے کا

Marfat.com

وقت قریب آیا۔ تو اس نے سلمان کو کہا۔ کہ تم عموریہ کے اسقف کے پاس چلے جانا۔ وہ بہتر آدمی ہے۔

عموریہ کا سفر

سلمانؓ اس اسقف کی وفات کے بعد عموریہ کو روانہ ہوگئے۔ اور وہاں کے اسقف سے مل کر ساری داستان سنائی۔ وہ بڑی محبت سے پیش آیا۔ اور انہیں اپنے پاس ٹھہرا لیا۔ سلمانؓ نے کچھ بکریاں مول لے لیں۔ ان کا دودھ پیتے۔ اور اسقف سے روحانی غذا پلتے تھے۔ خدا کی شان! اس اسقف کا پیراہن زندگی بھی چاک ہوگیا۔ جب آثارِ موت نمایاں ہوئے۔ تو سلمانؓ نے تلاشِ حق کی خاطر جتنے سفر کئے تھے۔ سب کی کیفیت سنائی۔ اور کہا۔ کہ اب میں کدھر جاؤں۔

عموریہ کے اسقف کی وصیت اور بشارت

اس نیک اور پاک باز اسقف نے سلمانؓ کو وصیت کی ــ بیٹا! بندگانِ خدا کا قحط ہے۔ اللہ والے سب چل بسے ہیں۔ اب میں تم کو کس کا پتہ دوں۔ ہاں اب اس نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ظہور کا وقت قریب ہے۔ جو صحرائے عرب سے اٹھ کر ابراہیمؑ کے دین کو زندہ کرے گا۔ وہ کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت کرے گا۔ وہ صدقہ کو اپنے

Marfat.com

لئے حرام جانے گا۔ اور ہدیہ قبول کرے گا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت ہوگی۔ اب تم اگر مل سکو تو اسے ضرور ملو۔

سلمانؓ اور سفرِ عرب

اسقف مذکور کی رحلت کے بعد ایسا اتفاق ہوُا۔ کہ بنو کلب کے تاجروں کا ادھر جانا ہوُا۔ سلمانؓ ان سے ملے اور کہا۔ کہ اگر آپ مجھ کو ملکِ عرب میں لے چلیں۔ تو میں اپنی سب بکریاں اور گائیں آپ کو دیدوں گا۔ انہوں نے مان لیا — اور سلمانؓ ان کے ساتھ عازمِ عرب ہو گئے ؎

مجھ میں فریاد جو پنہاں ہے سناؤں کس کو
تپشِ شوق کا نظارہ دکھاؤں کس کو
برقِ ایمن مرے سینے میں پڑی روتی ہے
دیکھنے والی ہے جو آنکھ کہاں سوتی ہے
صفتِ شمع لحد مردہ ہے محفل میری
آہ! اے رات! بڑی دور ہے منزل میری

سلمانؓ فروخت کر دیئے گئے

بنو کلب کے تاجروں نے سلمان کو دھوکا دیا۔ اور وادی القرٰی میں لاکر اُن کو بحیثیتِ غلام ایک یہودی

Marfat.com

کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اور خود چلے گئے۔ سلمان ابھی یہاں تھوڑے دن ہی ٹھیرے تھے۔ کہ ان کے یہودی آقا کا چچا زاد بھائی مدینہ سے اس کو ملنے کے لئے آیا۔ یہودی نے سلمانؓ کو اپنے بھائی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اور وہ سلمانؓ کو غلام بنا کر مدینے لے آیا۔

غلامی اور سفر مدینہ

سلمانؓ دو بار بکے۔ اور اب دوہری غلامی کی ذلت اٹھاتے ہوئے مدینہ منورہ آ پہنچے۔ انہیں کیا معلوم تھا۔ کہ یہ غلامی ان کو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا رہی ہے۔

اسی سے ہوگی ترے غمکدہ کی آبادی
تری غلامی کے صدقے ہزار آزادی

سلمانؓ اسقف کی نشان دہی کے مطابق اب کھجوروں والی زمین میں آ گئے۔ لیکن رسالت کا مہر تاباں ابھی مکہ کی سرزمین میں ضوفشاں تھا۔ اور ظلم و ستم کے تاریک بادلوں میں پنہاں تھا۔ سلمانؓ کو ان کا آقا اتنا مصروف رکھتا۔ اسقدر محنت لیتا۔ کہ انؓ کو "اس نبی" کا حال پوچھنے کا وقت نہ ملتا۔ سلمانؓ اسی انتظار میں تھے۔ کہ آفتاب نبوت مدینہ کے افق پر ضیا بار ہو گیا۔

Marfat.com

جب سلمانؓ کے انتظار کی گھڑیاں ختم ہوگئیں۔ اور شبِ ہجر سے صبحِ وصال کی روشنی پھیلی ! یعنی شارعِؑ محشر ہجرت فرمائے مدینہ طیبہ ہو گئے ؎

جب سے آباد ترا عشق ہوا سینے میں
نئے جوہر ہوئے پیدا مرے آئینے میں
حسن سے عشق کی فطرت کو ہے تحریکِ کمال
تجھ سے سرسبز ہوئے میری امیدوں کے نہال

سلمان کا قبولِ اسلام

کھجوروں کے باغ میں سلمانؓ درخت پر، کچھ کام کے لئے چڑھے ہوئے تھے۔ اور ان کا آقا درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک شخص نے آکر اس کو کہا۔ بنی قیلہ کو خدا تباہ کرے۔ وہ سب قبا میں ایک شخص کے پاس اکٹھے ہوئے ہیں جو مکہ سے آیا ہے۔ یہ اس کو پیغمبر سمجھتے ہیں۔ سلمانؓ نے جونہی یہ مژدہ جانفزا سنا۔ تو ان کا پیمانہ شکیب لبریز ہو گیا۔ اور ضبط کی قوت جاتی رہی۔ طبیعت میں عجیب کیف پیدا ہوا۔ "وہ نبیؐ" کی بشارت سن کر فرطِ مسرت سے قریب تھے۔ کہ فرشِ زمین پر آ رہتے۔ بڑی جلدی درخت سے اترے۔ اور یکایک اپنے آقا سے پوچھا۔ کہ آپ کیا ذکر کر رہے تھے؟ اس نے ڈانٹ پلائی اور کہا۔ کہ

Marfat.com

تم اپنا کام کرو!

اب سلمانؓ کے لئے صبر کرنا نہایت مشکل تھا۔ فرصت پاکر کھانے کی کچھ اشیاء لے کر بارگاہِ رسالت میں پہنچے عرض کیا۔ حضورؐ! آپ خدا کے چنے ہوئے بندے ہیں۔ اور آپ کے ساتھ کئی غریب الوطن آئے ہیں۔ میں کچھ کھانے کی چیزیں صدقہ کے طور پر لایا ہوں۔ انہیں قبول فرمایئے۔ آپ نے صدقہ قبول نہ کیا۔ اور کہا۔ کہ دوسرے محتاجوں کو دے دیا جائے۔ سلمانؓ نے اسقف کے کہنے کے مطابق ایک علامتِ نبوت کو پہچان لیا۔ کہ "وہ نبیؐ" صدقہ قبول نہ کرے گا۔

دوسرے روز سلمانؓ ہدیہ لے کر حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔ کہ کل جناب نے صدقہ قبول نہیں کیا تھا۔ آج ھدیہ لایا ہوں۔ قبول فرمایئے۔ حضورؐ نے ہدیہ قبول کر لیا۔ خود بھی کھایا۔ اور دوسروں کو بھی دیا۔ اب سلمانؓ نے ایک اور نشانی بھی دیکھ لی۔ جو نبوت پر شاہد تھی۔

اس کے بعد سلمانؓ نے ایک طریق سے مہرِ نبوت کی زیارت بھی کر لی۔ اس وقت ان کی آنکھیں محبت کے آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ کہ نبوت کی تینوں نشانیاں پالیں۔ پھر مہرِ نبوت کو چومنے کے لئے جھکے ــــ تو حضورؐ

نے فرمایا۔ سلمانؓ سامنے آؤ ! یہ سامنے آئے اور اپنی تمام داستان اور سرگذشت حضورؐ کو کہہ سنائی۔ اور اتنی منزلیں طے کرنے کے بعد اب **گوہرِ مقصود پالیا**۔ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ ؎

مجھ کو حلقے میں تبسّم نے لیا خورشید کے
شامِ غم رخصت ہوئی جلووں میں صبحِ عید کے

یہودی آقا سے آزادی چونکہ غلام تھے۔ اس لئے اسلامی فرائض کو بجا نہیں لا سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بدر اور اُحد کے غزووں میں شامل نہ ہو سکے۔ رسولِ رحمتؐ نے ان سے فرمایا۔ بہتر ہے کہ اپنے آقا کو کچھ معاوضہ دے کر آزاد ہو جاؤ۔ انہوں نے اپنے آقا کو آزادی کے لیے کہا۔ تو اس نے تین سَو درخت کھجور کے اور چالیس اوقیہ سونا لے کر آزاد کرنا منظور کر لیا۔ خدا نے ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ ایک ہی سال میں تین سَو درخت کھجور کے مہیّا ہو گئے۔ باقی سونا رہ گیا۔ خدا نے اس کا بندوبست بھی کر دیا۔ کہ ایک غزوہ سے مرغی کے انڈے کے برابر سونا آیا۔ حضورؐ نے اس پر اپنی زبان مبارک پھیر کر دعائے برکت فرمائی۔ اور سلمانؓ کو دے دیا۔ انہوں نے یہودی کے حوالے کر دیا۔ اس

Marfat.com

نے تولا۔ تو چالیس اوقیہ ہؤا۔ اب حضرت سلمان فارسیؓ آزاد ہو گئے۔ اور سرورِ کائنات کی خدمتؐ میں رہنے لگے۔

بعد ازیں روئے من و آئینۂ حسنِ نگار
کہ در آنجا خبر از جلوۂ ذاتم دادند

حضرت خریمؓ بن فاتک کا قبولِ اسلام

حضرت خریم بن فاتکؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ میرے کچھ اونٹ گم ہو گئے۔ میں ان کی تلاش میں باہر نکلا۔ بہت دور جنگل میں وہ مجھ کو مل گئے۔ لیکن اتنے میں شام ہو گئی۔ اور میں نے جاہلیت کے دستور کے مطابق اونچی آواز سے کہا۔

"میں اس جنگل کے سردار جن کی پناہ پکڑتا ہوں۔"

جونہی میں نے یہ الفاظ کہے۔ تو معاً ایک آواز (غیب سے) آئی۔ اور مجھے یہ اشعار سنائی دینے لگے۔ ؎

وَیْحَكَ عُذْ بِاللّٰہِ ذِی الْجَلَالِ
وَالْمَجْدِ وَ النَّعْمَاءِ وَالْاَفْضَالِ

افسوس تجھ پر (جنوں کی پناہ لینے والے) اللہ ذی الجلال کی پناہ لے، جو بزرگی والا۔ نعمتیں بخشنے والا، اور فضل کرنے والا ہے۔ؔ

ؔ مستفاد از مسند احمد بن حنبلؒ وغیرہ۔

Marfat.com

مُنْزِلَ الْحَرَامِ وَ الْحَلَالِ
وَ وَحِّدِ اللّٰهَ وَلَا تُبَالِ

جو حلال اور حرام (کے احکام) نازل کرنے والا ہے۔
اور اللہ کی توحید مان اور کچھ فکر نہ کر۔

مَا هُوَ ذِی الْجِنِّ مِنَ الْاَهْوَالِ
وَ اقْرَأْ اٰیَاتٍ مِّنَ الْاَنْفَالِ

جنوں سے ڈرنا اور خوف کرنا چھوڑ دے۔
اور سورۃ انفال کی آیتیں پڑھ۔

اِذْ یَذْکُرُ اللّٰهَ عَلَی الْاَمْیَالِ
وَ فِیْ سُهُوْلِ الْاَرْضِ وَالْجِبَالِ

ہر ہر منزل پر (صرف) اللہ کو یاد کر
میدانوں۔ ٹیلوں اور پہاڑوں پر اسی کا ذکر کر۔

وَصَارَ کَیْدُ الْجِنِّ فِیْ سِفَالِ
اِلَّا التُّقٰی وَصَالِحُ الْاَعْمَالِ

جنوں کے مکر و فریب تو سب جل گئے اب
صرف پرہیزگاری اور نیک اعمال ہی کام آئیں گے۔

خریم بن فاتکؓ نے جب غیب سے یہ اشعار سنے۔
تو وہ مارے خوف کے لرزنے لگے۔ اور ان کے
حواس ٹھکانے نہ رہے۔ دل کڑا کر کے جھٹ ذرا

Marfat.com

سنبھلے۔ تو کہنے لگے۔ ؎

يَا أَيُّهَا الدَّاعِيْ مَا تَقُوْلُ
أَبِرُشْدٌ عِنْدَكَ أَمْ تَضْلِيْلُ

اے بلانے والے جو تو مجھے کہہ رہا ہے
کیا یہ ہدایت کی بات ہے یا گمراہی ہے

اس کے جواب میں پھر ہاتف غیب یوں ترنم ریز ہوا ؎

هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ذُو الْخَيْرَاتِ
بِيَثْرِبَ يَدْعُوْا إِلَى النَّجَاتِ

— یہ ہیں اللہ کے رسول بھلائیوں والے نیکیوں والے۔ مدینہ منورہ میں بلاتے ہیں (لوگوں کو) نجات کی طرف۔

جَآءَ بِيَاسِيْنَ وَ حٰمِيْمَاتٍ
وَ سُوَرٍ بَعْدُ مُفَصَّلَاتٍ

جو قرآن میں سورۃ یاسین اور حامیم والی سورتیں لیکر آئے ہیں
اور ان کے ساتھ بہت سی مفصل کی سورتیں بھی لائے ہیں

مُحَرَّمَاتٍ وَ مُحَلَّلَاتٍ
يَأْمُرُ بِالصَّوْمِ وَ بِالصَّلٰوةِ

ان سورتوں نے حلال اور حرام کے احکام واضح کر دیئے ہیں
(اور یہ رسول پاک) روزے اور نماز کا حکم دیتے ہیں۔

وَ يَزْجُرُ النَّاسَ عَنِ الْهَنَاتِ

Marfat.com

قَدْ كُنَّ فِی الْاَنَامِ مُنْكَرَاتٌ
اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہیں۔ اور بڑے
زمین کی بدیوں کو ملیا میٹ کر رہے ہیں۔

حضرت خریم بن فاتک رض کہتے ہیں۔ مجھ پر خوف طاری ہوگیا۔ میں سخت ڈرا۔ کہ کون غیب سے میرے ساتھ مصروفِ مکالمہ ہے۔ بڑی ہمت اور جرأت کے ساتھ میں نے کہا۔ اے اشعار پڑھنے والے۔ بتاؤ۔ کہ تم کون ہو؟

جواب ملا۔ کہ میرا نام مالک ہے۔ میں مسلمان جنّ ہوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے نجد کے مسلمان جنوں کی طرف امیر بناکر بھیجا ہے۔ میں ان سب کا سردار ہوں۔ میں اِس جنگل سے گزر رہا تھا۔ کہ تو نے جنگل کے سردار جنّ سے پناہ چاہی۔ یہ شرکیہ الفاظ سن کر میرے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اور تجھ کو تبلیغ کرنے لگا۔ کہ شرک چھوڑ کر توحید کے راستے پر چل کر۔ موحد بن۔ (ما فوق الاسباب طور پر صرف اللہ ہی کو پکارنا۔ اور اسی کی پناہ میں آنا چاہیئے۔) اے انسان! میں نے دین اسلام کو قبول کر لیا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میری رگ رگ میں سما گئی ہے۔ کیونکہ مجھے ان سے ہدایت ملی ہے۔

Marfat.com

خریم بن فاتک رضؓ نے کہا۔ اے مالک سے امیر جنات تمہاری گفتگو سن کر میرے دل میں خدا کے رسولؐ کی زیارت کا شوق پیدا ہو گیا ہے۔ اگر کوئی اس وقت میرے اونٹوں کی حفاظت کرنے والا ہوتا۔ تو میں یہاں سے ہی سیدھا مدینہ منورہ پہنچ کر داعیؐ اسلام کی زیارت کا شرف حاصل کرتا۔ اور مسلمان ہو جاتا۔

امیر جنات نے کہا۔ اگر یہ عزم ہے۔ تو تم مدینہ منورہ چلے جاؤ۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ تمہارے اونٹ تمہارے گھر پہنچا دوں گا!

خریم بن فاتکؓ یہ بات سن کر مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے۔ وہ باغ باغ ہو گئے۔ اور ایک اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ منورہ کی طرف چل دیئے۔ حضرت خریم کہتے ہیں۔ کہ جب میں روانہ ہوا۔ تو امیر جنات نے مجھے ان دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ ے

صَاحَبَكَ اللّٰهُ وَسَلَّمَ نَفْسَكَا

وَبَلَّغَ الْاَهْلَ وَ اَدَّىٰ رَاحْلَكَا

خدا تیرا ساتھ دے اور تیری جان سلامت رکھے۔

اور تجھے مع تیری سواری کے منزل مقصود پر پہنچا دے

اٰمِنْ بِهٖ اَفْلَحَ رَبِّیْ حَقَّكَا

وَ انصُرُہُ اَعَزَّ سَرِی نَصرًا

تو ان پر ایمان لا۔ اللہ تجھے نجات دے

اور اُن کی (دین میں) مدد کو خدائے برتر تیری مدد کرے

خریم بن فاتک چلتے چلتے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ مسجد نبویؐ کے نزدیک اونٹ سے اترے۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ مسجد میں لوگ نماز جمعہ کے لئے آئے ہوئے تھے۔

حضرت خریمؓ کہتے ہیں۔ میں نے اونٹ کو وہاں باندھ دیا۔ اور دل میں سوچ رہا تھا۔ کہ نماز کے بعد خدمت اقدس میں حاضر ہوں گا۔ ابھی اسی سوچ میں تھا کہ دو صحابی میری طرف آئے۔ ایک حضرت ابوذرؓ اور دوسرے حضرت ابوبکر صدیقؓ! انہوں نے مجھ کو کہا۔ کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اندر بلا رہے ہیں!"

میں دل میں بے حد خوش ہوا۔ اور طہارت اختیار کر کے مسجد کے اندر چلا گیا۔ اور دیکھا۔ کہ خدا کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے ہیں۔ خدا کی قسم مجھے ایسا دکھائی دیا — کہ

---

[۱] زہے نصیب خریم بن فاتکؓ کے۔ کہ جس کو سید الکونینؐ اندر بلا رہے ہوں

بہائے وصل تو گرجاں بود خریدارم
کہ جنس خوب مبصر بہر چہ دید خرید

چودہویں رات کا چاند نور برسا رہا ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

سرور کائنات نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ (کیونکہ سب حالات بذریعہ وحی معلوم ہو چکے تھے۔)

مَا فَعَلَ الشَّیْخُ الَّذِیْ ضَمِنَ لَکَ اَنْ یُّؤَدِّیَ اِبِلَکَ اِلٰی اَھْلِکَ سَالِمَۃً۔ اَمَا اَنَّہٗ قَدْ اَدَّاھَا اِلٰی اَھْلِکَ سَالِمَۃً ط

(خریم بن فاتک رضؓ!) تمہیں معلوم ہے، کہ جس شخص (امیر جنات) نے تجھ سے وعدہ کیا تھا: کیا تمہارے اونٹ صحیح سلامت تمہارے گھر پہنچا دے گا۔ اس نے کیا کیا؟ ہاں! اس نے وعدہ کے مطابق تمہارے اونٹ صحیح سلامت گھر پہنچا دیئے!

خریمؓ نے کہا۔ اللہ اس پر اپنی رحمت نازل کرے۔ حضور نے بھی فرمایا۔ ہاں اللہ، اس پر اپنی رحمت نازل کرے!

خریم بن فاتکؓ نے رحمت عالم کی جی بھر کے زیارت کی اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ (رضی اللہ عنہ)

حضرت خریم کہتے ہیں۔ کہ جمعہ کے خطبہ میں جو حضور نے حدیث بیان کی۔ وہ یہ ہے۔

مَا مِنْ مُّسْلِمٍ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ صَلّٰی

صَلوٰۃٌ یُحۡفَظُھَا وَ یَعۡقِلُھَا اِلَّا دَخَلَ الۡجَنَّۃَ ط

(طبرانی۔ منتخب کنزالعمال برحاشیہ مسند امام احمدؒ)

جو مسلمان سنوار کر سنت کے مطابق وضو کرے۔ پھر حفاظت[1] کے ساتھ سمجھ کر نماز ادا کرے۔ تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

مسلمان بھائیو!۔ قربان جاؤ رسولِ رحمت کی ذات پر۔ ان کی زندگی کو اپنا کر! بڑے مرتبے کے ہیں سرور کائنات۔ رسولؐ ہیں انسانوں کے اور رسولؐ ہیں جنوں کے۔ ؎

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی بَدۡرِ التَّمَامِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نُوۡرِ الظَّلَامِ

الٰہی درود بھیج چودھویں رات کے پورے چاند پر۔
الٰہی درود بھیج اندھیروں کو مٹانیوالے نور (ہدایت) پر۔

بیر رومہ کا وقف مدینہ منورہ میں کنوؤں کا پانی کھاری تھا۔ ان کے سوا ایک اور کنواں تھا۔ بیر رومہ۔ اس کا پانی میٹھا تھا۔ اور یہ کنواں ایک یہودی

---

[1] حفاظت کے معنی ہیں۔ نماز کے ارکان یعنی رکوع، سجود، قومہ، جلسہ، آرام اور اطمینان کے ساتھ ادا کرے۔ ٹھہر ٹھہر کر نماز پڑھے۔ اور اس میں قرآن خود سے دل لگا کر پڑھے۔

کی ملکیت تھا۔ وہ اس کا پانی بیچتا تھا۔ پانی خرید کر پینا مسلمانوں کے لئے بڑا مشکل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص بیر رومہ کو خرید کر مسلمانوں کے لئے پانی جاری کر دے۔ اس کے لئے بہشت ہے۔ حضرت عثمان نے اس کنوئیں کو خرید کر وقف کر دیا۔ اور پانی کی تکلیف رفع ہوگئی۔

مدینہ منورہ میں اشاعتِ اسلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے۔ اگرچہ یہاں مکہ کی سی رکاوٹیں اور تکلیفیں تھیں۔ لیکن مخالفت ضرور تھی۔ یہودی اور منافق آپ کے پکے دشمن۔ حاسد۔ اور مخالف تھے۔ اسلام کی راہ میں رکاوٹیں ڈالتے۔ اور قریش مکہ کو حضورؐ سے لڑنے کے لئے ابھارتے تھے۔ تاہم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پوری آزادی کے ساتھ مدینہ میں اسلام کی اشاعت کرتے تھے مہاجرین اور انصار دل و جان سے آپ کے ساتھ تھے ان کی جانیں اور مال دینِ اسلام کی خاطر وقف تھے

جنگ اور جہاد کا دور

مدینہ منورہ میں تشریف لا

Marfat.com

تقریباً آٹھ برس تک رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مخالفین کی شرارتوں ، شورشوں ، اور ہنگاموں کو روکنے اور دبانے میں مصروف رہے۔ سرورِ رسولاں کی مدنی زندگی غزووں اور جنگوں کی زندگی ہے۔ یہاں حضورؐ کو جہاد کا حکم ملا۔ تاکہ تلوار کے ساتھ فتنوں کو مٹا دیا جائے۔ اور راہِ اسلام کی تمام رکاوٹوں کو دور کر دیا جائے۔ خدا نے فرمایا۔

وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ط۔ (پ۲ ع۸) اور جہاد کرو۔ ان (کافروں) سے یہانتک کہ فتنہ نہ رہے۔ اور دین خدا کے لئے ہو جائے۔ (یعنی خدائے واحد کا حکم چلے)

الغرض — رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم طیبہ میں فتنوں کی بیخ کنی کرتے رہے۔ تاکہ امن و امان قائم ہو جائے۔ اور اسلامی احکام پر پوری آزادی سے عمل کیا جا سکے۔ چنانچہ مدنی زندگی کے شروع کے آٹھ برس میں اسلامی فرائض میں سے جہاد ہی ہر موقع پر نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ اور دوسرے احکام و فرائض آہستہ آہستہ بتدریج تکمیل پذیر ہوتے ہیں۔ جوں جوں شورش بدامنی اور فساد کا خاتمہ ہوکر امن قائم ہوتا گیا۔ فرائض تکمیل پاتے اور نازل ہوتے گئے۔

Marfat.com

حضورؐ کی مکی زندگی میں روزہ فرض نہ ہوا تھا. بلکہ روزہ کی فرضیت مدینہ میں اتری. فتح مکہ سے قبل مسلمان مکہ مکرمہ میں جا نہیں سکتے تھے. کیونکہ اس وقت مکہ پورے طور پر ظالموں کی بستی تھی. اس لئے حج بھی اب تک فرض نہ ہوا تھا. حضورؐ نے مدینہ منورہ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حاجیوں کا امیر بنا کر ۹ھ میں حج کیلئے مکہ روانہ کیا تھا. اور ان کے پیچھے حضرت علیؓ کو کچھ احکام دے کر بھیجا تھا. پھر خود حضرتؐ ۱۰ھ کو حج کے لئے مکہ مکرمہ رحمت بار ہوئے. اسے حجۃ الوداع کہتے ہیں. زاد المعاد میں ہے. کہ حج ۹ھ کو فرض ہوا
نماز اگرچہ روزمرہ کی عبادت ہے. اور ابتدائے اسلام سے ہی اس کا حکم آیا تھا. لیکن اس کی تکمیل[1] بھی ہجرت کے چھ برس کے بعد ہوئی. کافر مشرک اور اسلام کے دشمن کہیں امن اور چین لینے دیتے. تو عبادات اور فرائض پورے طور پر اطمینان سے بجا لائے جاتے.

[1] حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں. پہلے (مکہ میں) نماز کی دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں لیکن جب حضورؐ نے ہجرت کی. تو اس کے بعد چار رکعتیں فرض ہو گئیں. مگر سفر کی نماز پہلی حالت پر (دو رکعت) قائم رہی. (بخاری شریف باب الہجرت) اس طرح ۵ھ تک نماز میں بات چیت کرنا اور سلام کا جواب دینا بھی جائز تھا. جنا...

Marfat.com

نماز جمعہ

مکہ مکرمہ میں چند آدمی مل کر نماز جماعت سے نہیں پڑھ سکتے تھے۔ اور جمعہ کے لئے جماعت سے نماز پڑھنا ضروری ہے۔ اس لئے مکہ میں جمعہ نہیں پڑھا گیا۔ پس جمعہ بھی مدینہ منورہ میں ہی ادا کیا گیا۔ اسعد بن زرارہؓ کی تبلیغ اور سعی سے مہاجرین وغیرہم نے مدینہ منورہ میں بنی ساخہ کے محلہ میں سب سے پہلے جمعہ پڑھا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ ان کے امام تھے اور نمازی کل چالیس تھے۔ پھر جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ آئے۔ تو پہلے قبا میں جلوہ فرما ہوئے۔ یہاں سے جب روانہ ہونے لگے۔ تو عمداً جمعہ کو چلے۔ اور بنی سالم کے محلہ میں جمعہ کی نماز پڑھائی۔ بقول طبریؒ یہ اواخر ربیع الاول

(بقیہ نوٹ ۲۴۶) ابوداؤد باب رد السلام فی الصلوٰۃ میں موجود ہے۔ یہ سب کچھ ہنگاموں کے دور کا ذکر ہے۔ بعد میں اس کی ممانعت کر دی گئی۔ اور پورے خضوع و خشوع اور کمال سکون سے نماز پڑھنے کا حکم آیا۔ جو قیامت تک رہے گا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ما بال اقوام یرفعون البصر الی السماء فی صلوٰتہم۔ (بخاری شریف) یہ کیسے لوگ ہیں کہ نماز میں آسمان کی طرف نظریں اٹھاتے ہیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ میں نے حضورؐ سے نماز میں دائیں بائیں دیکھنے کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا دراصل یہ شیطان کی ایک جھپٹ ہوتی ہے۔ جس کو شیطان بندہ کی نماز سے لے بھاگتا ہے (بخاری)

پس اس طرح بتدریج اسلامی احکام و فرائض کی مدینہ میں تکمیل ہوتی گئی۔

Marfat.com

سنہ ہجری کی بات ہے۔

مدینہ منورہ میں پہلے جمعہ کا خطبہ!

مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے جمعہ میں جو حضورؐ نے خطبہ دیا۔ یہ لافانی خطبہ رہتی دنیا تک نورافشاں رہیگا۔ الفاظ کے ہیرے یوں جگمگا رہے ہیں! فرمایا رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَحْمَدُهٗ وَاَسْتَعِيْنُهٗ وَاَسْتَغْفِرُهٗ وَ اَسْتَهْدِيْهِ ۝ وَاُؤْمِنُ بِهٖ وَلَآ اَكْفُرُهٗ وَ اُعَادِيْ مَنْ يَّكْفُرُهٗ ۝ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۝ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ۝ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَالنُّوْرِ وَالْمَوْعِظَةِ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ ۝ وَ قِلَّةٍ مِّنَ الْعِلْمِ ۝ وَ ضَلَالَةٍ مِّنَ النَّاسِ ۝ وَانْقِطَاعٍ مِّنَ الزَّمَانِ ۝ وَ دُنُوٍّ مِّنَ السَّاعَةِ ۝ وَ قُرْبٍ مِّنَ الْاَجَلِ ۝ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ ۝ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى وَ فَرَّطَ وَضَلَّ ضَلَالًا بَعِيْدًا ۝ اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ ۝ فَاِنَّهٗ خَيْرُ مَا اَوْصٰى بِهِ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ اَنْ يَّحُضَّهٗ عَلَى الْاٰخِرَةِ وَاَنْ يَّاْمُرَ بِتَقْوٰى

اللهِ ۚ فَاحْذَرُوْا مَا حَذَّرَكُمُ اللهُ مِنْ نَفْسِهٖ ■
وَلَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ ذِكْرًا ۚ وَاِنَّ تَقْوٰى
اللهِ لِمَنْ عَمِلَ بِهٖ عَلٰى وَجَلٍ وَّ مَخَافَةٍ مِّنْ
رَّبِّهٖ عَوْنُ صِدْقٍ عَلٰى مَا تَبْغُوْنَ مِنْ اَمْرِ
الْاٰخِرَةِ ۚ وَمَنْ يُّصْلِحِ الَّذِيْ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ
اللهِ مِنْ اَمْرِهٖ فِي السِّرِّ وَ الْعَلَانِيَةِ لَا يَنْوِيْ
بِذٰلِكَ اِلَّا وَجْهَ اللهِ يَكُنْ لَّهٗ ذِكْرًا فِيْ
عَاجِلِ اَمْرِهٖ ۚ وَ ذُخْرًا فِيْ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ
حِيْنَ يَفْتَقِرُ الْمَرْءُ اِلٰى مَا قَدَّمَ ۚ وَمَا كَانَ
مِنْ سِوٰى ذٰلِكَ يَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَهٗ
اَمَدًا ۢ بَعِيْدًا ؕ وَّ يُحَذِّرُكُمُ اللهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاللهُ
رَءُوْفٌ ۢ بِالْعِبَادِ ■ وَالَّذِيْ صَدَقَ قَوْلَهٗ وَاَنْجَزَ
وَعْدَهٗ لَا خُلْفَ لِذٰلِكَ ۚ فَاِنَّهٗ يَقُوْلُ عَزَّ وَجَلَّ ۚ

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۚ
فَاتَّقُوا اللهَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِكُمْ وَاٰجِلِهٖ فِي السِّرِّ
وَ الْعَلَانِيَةِ ۚ فَاِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ اللهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ
سَيِّاٰتِهٖ وَ يُعْظِمْ لَهٗ اَجْرًا ۚ وَمَنْ يَّتَّقِ اللهَ
فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۚ وَاِنَّ تَقْوَى اللهِ يُوَقِّيْ
مَقْتَهٗ وَ يُوَقِّيْ عُقُوْبَتَهٗ وَ يُوَقِّيْ سَخَطَهٗ ۚ وَ

Marfat.com

إِنَّ تَقْوَى اللهِ يُبَيِّضُ الْوُجُوهَ وَ يُرْضِي الرَّبَّ
وَ يَرْفَعُ الدَّرَجَةَ ٥ خُذُوا بِحَظِّكُمْ وَلَا تُفَرِّطُوا
بِجَنْبِ اللهِ ٥ وَقَدْ عَلَّمَكُمُ اللهُ كِتَابَهُ ٥ وَ
نَهَجَ لَكُمْ سَبِيلَهُ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَيَعْلَمَ
الْكٰذِبِيْنَ ٥ فَأَحْسِنُوْا كَمَا أَحْسَنَ اللهُ إِلَيْكُمْ ٥ وَ
عَادُوْا أَعْدَاءَهُ ٥ وَجَاهِدُوْا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهِ ٥
هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ٥ لِيَهْلِكَ مَنْ
هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّ يَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ٥
وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ ٥ فَأَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللهِ ٥
وَ اعْمَلُوْا لِمَا بَعْدَ الْيَوْمِ ٥ فَإِنَّهُ مَنْ يُّصْلِحْ مَا
بَيْنَهُ وَ بَيْنَ اللهِ يَكْفِهِ اللهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ
النَّاسِ ٥ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللهَ يَقْضِيْ عَلَى النَّاسِ ٥
وَلَا يَقْضُوْنَ عَلَيْهِ ٥ وَ يَمْلِكُ مِنَ النَّاسِ ٥
وَلَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ ٥ اللهُ أَكْبَرُ ٥ وَلَا قُوَّةَ
إِلَّا بِاللهِ الْعَظِيْمِ ٥ (طبری)

"ہیروں" کا رنگ و نور

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ میں اس کی حمد
بیان کرتا ہوں۔ اور اسی سے مدد مانگتا ہوں۔ اور اسی ذات

پاک ہے) اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں۔ اور اسی سے ہدایت کا طالب ہوں۔ میں اس پر ایمان لاتا ہوں۔ اور اس کا کفر نہیں کرتا ہوں۔ (بلکہ) اس سے کفر کرنے والوں کو دشمن رکھتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی (قولی۔ بدنی۔ مالی) عبادت کے لائق نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ کوئی اس کا (کسی قسم کی عبادت میں) شریک نہیں۔ اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا بندہ اور اس کا (سچا) رسولؐ ہے۔ جسے خدا نے ہدایت۔ نور اور نصیحت دے کر اُس وقت بھیجا ہے۔ کہ نبیوں اور رسولوں کی آمد کا سلسلہ مدت ہوئی ٹوٹ چکا تھا۔ خدائی علم کا کچھ پتہ نہ چلتا تھا۔ اور لوگ گمراہی کی تاریک دلدل میں پھنسے ہوئے تھے۔ زمانہ ختم ہونے کو تھا۔ اور قیامت قریب آ گئی تھی۔ اور اجل سر پر منڈلا رہی تھی۔ (پس اس نازک دور میں) جو شخص خدا اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے گا۔ وہی راہ راست پر ہوگا۔ اور جو اُن کی نافرمانی کرے گا۔ وہی گمراہ ہوگا۔ پس میں تم کو تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ ایک سچے مسلمان کو اس کے مسلمان بھائی کی بہتر سے بہتر

Marfat.com

وصیت یہی ہو سکتی ہے۔ کہ وہ اسے آخرت کی رغبت دلائے اور خوفِ خدا سے لرزائے۔

(اللہ کے بندو!) اللہ سے (ہردم) ڈرتے رہو۔ کہ خود اس نے تمہیں اپنی ذات سے ڈرتے رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ اس سے بڑھ کر نہ کوئی نصیحت ہے۔ اور نہ کوئی ذکر افضل ہے (یاد رکھو) ثوابِ آخرت کی امید موقوف ہے۔ اُن اعمالِ صالح پر جو تم تقویٰ اور خدا کے ڈر سے بجالاؤ گے۔ ہاں جس شخص نے صرف رضائے الٰہی کی خاطر اپنے ان تمام ارادوں، اور کاموں کی اصلاح کرلی۔ جو اس کے اور خدا کے درمیان ہیں۔ خواہ وہ امور پوشیدہ ہوں۔ خواہ ظاہری۔ اللہ ربّ العزت اُسے دنیا میں نیک نام اور کامران کر دیگا۔ اور لوجہ اللہ کئے گئے (پُرخلوص) کاموں کا آخرت میں اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ اور یہی وہ وقت ہوگا۔ کہ جب آدمی اپنی نیکیوں کے لیے ازحد محتاج ہوگا۔ اور اس روز نیکیوں کے سوا دوسرے اعمال (بد) سے اُسے اتنی نفرت ہوگی۔ کہ چاہے گا۔ کہ کاش میرے اور میرے بُرے اعمال کے درمیان بے حد فاصلہ ہوتا۔

(لوگو! سنو) خدا تعالیٰ تم کو اپنی ذاتِ پاک سے ڈراتا ہے۔ (پس اس کے غصّے سے ڈر جاؤ کہ ڈرنے والے) بندوں

Marfat.com

پر وہ شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

مجھے اس خدا کی قسم جس کی بات سچی ہے۔ اور جس کے وعدے پورے ہوکر رہتے ہیں۔ جو کچھ میں تمہیں کہہ رہا ہوں۔ (وعظ و نصیحت کر رہا ہوں) یہ سب کچھ حق اور اٹل ہے۔ خود خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے۔ میرے ہاں کی باتیں نہیں بدلتیں۔ اور نہ میں اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا ہوں۔

(لوگو میں بار بار تم کو کہتا ہوں) اللہ سے ڈر جاؤ۔ دنیا کے معاملات میں بھی اور آخرت کے معاملات میں بھی۔ پوشیدہ باتوں میں بھی اور ظاہری باتوں میں بھی۔ کیونکہ جو شخص اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے۔ خدا اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور اسے بڑا اجر دیتا ہے۔ خدا تعالےٰ کا خوف کھانیوالا ـــ اس سے ڈرنے والا ہی کامیاب اور مقصد ور ہے۔ (یاد رہے کہ) خدا کے غصے اور عذابوں سے بچانے والی چیز خوفِ خدا ہے۔ اگر تم چاہتے ہو۔ کہ قیامت کے روز تمہارے منہ نورانی اور چہرے روشن ہوں۔ اللہ خوش ہو اور درجے اونچے ملیں۔ تو دل پر خوفؔ[1] کا پہرہ بٹھاؤ۔ ہر وقت اس سے ڈرتے رہو۔

(اللہ کے بندو! درجات آخرت سے) اپنا حصہ لے لو۔

[1] (بقیہ ۲۵۷ پر)

اللہ کی ہمسائگی میں کمی نہ کرو۔ (خوب نیکیاں کرو کہ رتبے بلند ہوں۔ دیکھو!) اس نے اپنی کتاب قرآن مجید (میری زبانی) تمہیں سکھا دی۔ اور تمہاری ہدایت کی راہیں کھول دی ہیں۔ اس لئے کہ سچے اور جھوٹے دنیا میں ظاہر ہو جائیں۔

(اللہ کے بندو!) اللہ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے۔ (کہ قرآن اور رسولؐ رحمت تمہارے پاس بھیجا) پھر تم بھی (اپنے بھائیوں کے ساتھ) احسان کرو۔ (کہ ان کو نیکی کی طرف بلاؤ) اور اللہ کے دشمنوں کو (اللہ کے لئے) اپنا دشمن سمجھو — راہ خدا میں جم کر جہاد کرو۔ ایسا کہ جہاد کا حق ادا ہو جائے۔ اس نے (اپنی مہربانی سے) تمہیں چُن لیا ہے۔ اور اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ تاکہ

(لہ بقیہ صفحہ ۲۵۳) یہ جو بار بار حضورؐ نے خوف خدا کی تاکید کی ہے۔ اس کے بین السطور میں احکام الٰہی کی تعمیل مقصود ہے۔ کیونکہ جس کے دل میں خدا کا ڈر ہوگا۔ وہ اس کے احکام ضرور مانے گا۔ خود کو اللہ کے حوالے کر دیگا۔ اللہ کا پورا پورا فرمانبردار ہو جائے گا۔ سیدھی بات یہ ہے، کہ مسلمان ہو جائے گا۔ کہ مسلمان کے معنی ہی فرمانبردار کے ہیں۔ پس اللہ سے ڈرنے والا حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پوری طرح بجا لائے گا۔ اور جو احکام الٰہی کا پابند نہیں ہے۔ وہ اللہ سے نہیں ڈرتا ہے۔ (صادق)

ہر ہلاک ہونے والا (کتاب و سنت کے) دلائل دیکھ کر (پھر ضد سے انہیں ٹھکرا کر) ہلاک ہو جائے۔ اور ہر (ابدی) زندگی حاصل کرنے والا دلائل کے ساتھ زندہ رہے نیکی کرنے کی طاقت اللہ کی توفیق سے ہے۔ (اللہ کے بندو!) اللہ کو بہت یاد کیا کرو۔ اور وہ عمل کرلو۔ جو مرنے کے بعد کام آئیں۔

(سنو!) جو تعلقات تمہارے اور خدا کے درمیان ہیں۔ اگر تم ان کو سنوار لوگے۔ تو اللہ تعالےٰ تمہارے، اور لوگوں کے درمیانی تعلقات کو سنوار دے گا۔ اس لئے کہ خدا کا بندوں پر حکم چلتا ہے۔ اور بندوں کا خدا پر کچھ زور نہیں! وہ ساری مخلوق کا مالک اور ان پر حاکم ہے۔ اور آپ کسی کا مملوک اور محکوم نہیں۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اور سب طاقتیں اور قوتیں خدائے عظیم کی توفیق سے ہیں "۔

لامثال خیرخواہی

خداوندا! تیرے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری بڑی خیرخواہی کی ہے۔ انہوں نے بار بار ہمیں تجھ سے ڈرایا ہے۔ تیری طرف بلایا ہے۔ اور تیرے در پر جھکایا ہے۔ توحید کا لبریز جام پلایا۔ اور ایسی نصیحتیں فرمائی ہیں۔ جو صرف پیغمبر برحق کی ہی

Marfat.com

ہو سکتی ہیں۔ اور یہ نصیحتیں دین و دنیا کی فوز و فلاح کے لئے کافی ہیں۔ یا الٰہی! ہمارے ایسے رؤف رحیم۔ ہمدرد اور غم خوار رسولؐ پر، ستاروں کی تعداد۔ درختوں کے پتوں سمندروں، دریاؤں کے پانیوں۔ ریت کے ذروں۔ زمین کے پھیلاؤں۔ آسمانوں کے خلاؤں۔ عرش کی فضاؤں۔ سورج کی کرنوں، چاند کی شعاعوں تمام مخلوق اور اپنے علم۔ فضل اور رحمت کے برابر درود و سلام نازل فرما۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

جواثیٰ گاؤں میں پہلا جمعہ

مدینہ منورہ سے باہر سب سے پہلے جواثیٰ میں جمعہ پڑھا گیا۔ جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ مسجد نبوی کے بعد سب سے اول جمعہ کی نماز قبیلہ عبدالقیس کی مسجد میں ہوئی۔ اور یہ مسجد موضع جواثیٰ ضلع بحرین میں واقعہ ہے۔ (بخاری شریف)

اذان کی ابتداء

اذان کی ابتداء مدینہ منورہ میں سنہ ۱ھ کو ہوئی۔ صحیح بخاری میں اس کا حال یوں مرقوم ہے :-

Marfat.com

جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوگئی۔ تو ہر ایک کو اطلاع (نماز کی) دشوار ہوگئی۔ اس لئے سب نے مل کر مشورہ کیا۔ کہ نماز کی اطلاع کے لئے کوئی تدبیر کرنی چاہیئے۔ جس سے سب لوگوں کو جماعت کا علم ہو جائے۔ اور سب لوگ جماعت کے وقت جمع ہو جائیں۔ چنانچہ کسی نے مشورہ دیا۔ کہ عیسائیوں کی طرح نماز کی تیاری کے وقت ناقوس بجایا جائے۔ تاکہ اس کی آواز سن کر لوگ آجائیں۔ کسی نے مشورہ دیا۔ کہ مجوسیوں کی طرح آگ جلائی جائے۔ کہ اس کی روشنی کو دیکھ کر لوگ اکٹھے ہو جائیں۔ کسی نے کہا۔ کہ سینگ بجانا چاہیئے۔ جس طرح یہودی بجاتے ہیں۔ بعض نے کہا۔ کہ کوئی نشان کھڑا کر دینا چاہیئے۔ کہ جھنڈی کو دیکھ کر لوگ آ جائیں۔ حضرت عمرؓ بولے۔ کہ کسی آدمی کو مقرر کر دینا چاہیئے کہ وہ ہر نماز کا اعلان کر دے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آگ جلانا مجوسیوں کا کام ہے۔ ناقوس بجانا نصاریٰ کا کام ہے۔ اور سینگ بجانا یہود کی حرکت ہے۔ رہا نشان قائم کرنا۔ تو یہ بھی ٹھیک نہیں۔ خیر یہ معاملہ یوں ہی رہا۔ کچھ فیصلہ[1] نہ ہو سکا۔ (پھر) رات کو

---

[1] فیصلہ اسلئے نہ ہوا۔ کہ سب کے مشوروں کو حضورؐ نے ناپسند کیا۔ اور یہ معاملہ دین کا ہے یا آسمان سے وحی آتی۔ یا وحی خفی ہوتی۔ یعنی حضورؐ زبان سے کوئی بات ارشاد فرماتے تب بات مقرر ہوتی۔ (صادق)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن زید کو فرشتہ نے اذان کی تعلیم خواب میں دی انہوں نے صبح حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا۔ اور خواب کی کیفیت بیان کی۔ حضورؐ نے فرمایا۔ تم یہ اذان بلالؓ کو سکھا دو۔[1] ان کی آواز بلند ہے۔ وہ اعلان کر دیا کریں گے چنانچہ عبداللہؓ نے بلالؓ کو اذان سکھا دی۔ اور بلالؓ نے اذان کہی۔ حضرت عمرؓ نے جب یہ اذان سنی۔ تو گھر سے دوڑتے ہوئے آئے۔ اور حضورؐ سے عرض کیا۔ کہ میں نے بھی وہی خواب دیکھا۔ جو عبداللہؓ نے دیکھا ہے۔

(بخاری شریف کتاب الاذان)

عیدین کی نماز اور دیگر احکام

نماز عیدین بھی مدینہ منورہ میں ہی مقرر کی گئی۔ سنہ ۱ھ میں نہیں پڑھی گئی۔ کیونکہ عید کی نماز رمضان کے تابع ہے۔ رمضان کے روزے سنہ ۲ھ میں فرض[2] ہوئے۔ اس لئے نماز عید بھی دوسرے سال ہی مسنون ہوئی۔ اور اسی سال صدقہ فطر واجب[3] ہوا۔ اور تحویل[4] قبلہ ہوئی۔ زکوٰۃ سنہ ۲ھ میں فرض ہوئی — اور

---

[1] حضور کا یہ کہنا۔ کہ (عبداللہؓ) تم یہ اذان بلالؓ کو سکھا دو۔ اب یہ فرمان رسول ہو کر دینی امر بن گیا۔ حدیث پاک ہو گئی۔ اور بروئے حدیث پاک اذان امور دین سے ہو گئی۔ اگر حضورؐ حکم نہ دیتے۔ تو محض حضرت عبداللہؓ کے خواب پر اذان مقرر نہ کی جاتی۔ (صادق) [2] سنہ ۲ھ آخر شعبان۔ [3] سنہ ۲ھ آخر رمضان۔ [4] سنہ ۲ھ نصف شعبان۔ (کتب سیر)

Marfat.com

عیدالاضحیٰ بھی مدینہ منورہ میں پڑھی گئی۔ اور قربانی بھی مقرر ہوئی (کتب حدیث و سیر)

صلوٰۃ الخوف کا حکم ۵ھ کو غزوۂ الرقاع میں اترا

(طبری وغیرہ)

غرض رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیل و نہار مدینہ پاک میں دشمنوں کے فتنوں اور ان کی بغاوتوں کے کچلنے اور جنگوں کو سر کرنے میں گزرتے تھے۔ اور ساتھ ہی حضورؐ اللہ کی وحی کے مطابق احکام الٰہی اور فرائض خداوندی کی تکمیل بھی کرتے جاتے تھے — اسلام کے نور کو پھیلاتے جاتے تھے!

رسولِ خدا کے عزائم

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ میں تیرہ برس تک مصائب کا زمانہ کاٹ کر صبر آزما تکالیف اٹھا کر مدینہ میں آنا — یہ سب حال آپ مختصر طور پر پڑھ چکے ہیں۔ دیکھا آپ نے حضرت اقدسؐ کا صبر۔ حوصلہ اور عزائم! اتنے طویل زمانہ میں شب و روز چاروں طرف سے آپ پر آلام و حوادث کے تیروں کی بارش ہوتی رہی ہے۔ لیکن صداقت کے مہرِ انور، اخلاق کے بدرِ منیر۔ صبر کے فاران۔ عزم کے آسمان اور نیلگوں افلاک کے طے کرنے والے — (ہزاراں)

درود و سلام) قطعی بے پروا ہیں۔ کہ اعداء کیا کر رہے ہیں شیطانیت کے جوالا مکھی سے ہلاکت کا لاوا بہ رہا ہے لیکن سرورِ رسولاں عرشِ استغناء پر جلوہ بار ہیں۔ توحید کے کیف نے آلام کو انگبیں بنا دیا۔ اور "بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ" کی فرض شناسی نے توفیق ایزدی سے مسلح ہو کر کفر کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

رسالت مآب کے عزائم سے سبق

خواجہ بدر و حنین صلے اللہ علیہ وسلم کے مدتِ حیات کا ہر لمحہ امت کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ حضور کی زندگی یہ سبق دیتی ہے۔ کہ انسان دنیا میں محض کھانے پینے اور پھولوں کی سیج پر لیٹنے کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ وہ وحدت ایزدی کا نغمہ الاپنے اور اس کی خالص عبادت کرنے کے لئے آیا ہے۔ اُس نے احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے یہاں جنم لیا ہے۔ اور اپنے مقصد کی خاطر اُس نے واقعات، حادثات اور اندوہ و آلام سے نبرد آزما ہوتا ہے۔ شیطانی طاقتوں اور باطل قوتوں سے ٹکر لینی ہے۔

Marfat.com

اگر ہم چاہتے ہیں۔ کہ دنیا کی زندگی میں کامیاب ہوں جس غرض کے لئے دنیا میں آئے ہیں۔ وہ پوری ہو تو ہمیں اپنی زندگی اسوۂ پیغمبرؐ کی روشنی میں گزارنی چاہیئے۔ حضورؐ نے رسالتؐ کی ذمہ داری کو پورا کرکے دینِ حق کا ہم کو وارث اور امین بنایا ہے۔ اس وراثت اور امانت کی ذمہ داریاں ہم پر عائد ہوتی ہیں۔ پھر ہر قیمت پر ہمیں اس دین کی اشاعت کرنی چاہیئے۔ ضروری ہے۔ کہ توحید خالص کا پیغام ہر فرد بشر کو پہنچائیں۔ اور کتاب و سنت کے نور سے گھر گھر اجالا کر دیں۔ یہ قیمتی زندگی جس خالق رزق نے ہمیں عطا کی ہے۔ اس لئے داورِ محشر بن کر ہم سے اس کا حساب لینا ہے۔

ہم کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ ہم کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ اور کہاں جانا ہے؟ اس عالمِ کون و فساد میں کیا کرنے آئے ہیں؟ پھر غور کریں۔ ؎

خودی کے نگہباں کو ہے زہر ناب
وہ ناں جس سے جاتی رہے اسکی آب
وہی ناں ہے اس کے لئے ارجمند
رہے جس سے دنیا میں گردن بلند
فروِ فالِ محمود سے در گزر

Marfat.com

خودی کو نگاہ رکھ ایازی نہ کر
وہی سجدہ ہے لائق اہتمام
کہ ہو جس سے ہر سجدہ تجھ پر حرام
یہ عالم یہ ہنگامۂ رنگ و صوت
یہ عالم کہ ہے زیرِ فرمانِ موت
یہ عالم یہ بت خانۂ چشم و گوش
جہاں زندگی ہے فقط خورد و نوش
خودی کی یہ ہے منزلِ اوّلیں!
مسافر یہ تیرا نشیمن نہیں!
تری آگ اس خاکداں سے نہیں
جہاں، تجھ سے ہے تو جہاں سے نہیں
بڑھے جا یہ کوہِ گراں توڑ کر
طلسمِ زمان و مکاں توڑ کر (اقبالؔ)

مدینہ منورہ کی سازگار فضا یہودیوں سے معاہدہ

حضورؐ نے مدینہ منورہ آکر امن و امان اور صلح و آشتی کی فضا قائم کی۔ اسلامی تاریخ کا سب سے بڑا کارنامہ مہاجرین اور انصار کی مواخات ہے اور یہ کام جس خوش اسلوبی، سیاسی حکمت اور اساسی استحکام کے ساتھ انجام پایا، اس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں

ہے۔ یہ بھی حضورؐ کا ایک معجزہ تھا۔ کہ دونوں جماعتوں کے حیرت انگیز اتحاد نے آگے چل کر سلطنتوں کو الٹ کر رکھ دیا۔ اور ساری دنیا میں اسلام پھیل گیا۔ مدینہ میں جو انصار کے قبائل میں پرانی رنجشیں اور عداوتیں چلی آرہی تھیں۔ حضورؐ کی تعلیم سے سب دور ہوگئیں۔ اور تمام انصار و مہاجر یک جان ہوکر رحمتِ عالمؐ کے فدائی بن گئے۔

مدینہ میں یہودی بھی بکثرت آباد تھے۔ اور ان کا بڑا اثر رسوخ تھا۔ حضور انورؐ نے ان کو بلایا۔ اور بڑے اخلاق و محبت سے فرمایا۔ کہ شہر میں امن و امان قائم رکھنے کی خاطر آؤ ہم آپس میں ایک معاہدہ کر لیں۔ جس کی رو سے ہم ایک دوسرے کی عزت اور جان و مال کی حفاظت کر سکیں گے۔ یہودیوں نے خوش ہوکر آپ سے معاہدہ کر لیا۔ جو یہ ہے ؛

(۱)۔ یہودیوں کو مدینے میں پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔

(۲)۔ خون بہا اور فدیہ کا جو طریقہ شروع سے چلا آ رہا ہے۔ وہ قائم رہے گا۔

(۳)۔ مسلمان اور یہودی غیروں کے مقابلہ میں ایک سیاسی وحدت متصور ہوں گے ؛

(۴)۔ دونوں فریق مدینے میں خون ریزی نہیں کریں گے !

Marfat.com

(گویا مدینہ حرم ہے!)

(۵)— اگر دشمن نے مدینہ پر حملہ کیا۔ تو دونوں فریق متحدہ طور پر حملہ آور کا مقابلہ کریں گے!

(۶)— فریقین میں سے اگر کسی کو جنگ پیش آگئی۔ تو دوسرا فریق اس کو مدد دے گا۔

(۷)— تمام جھگڑوں اور تنازعوں کا آخری فیصلہ جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے مبارک پر موقوف ہوگا!— (گویا حضورؐ تاجدار مدینہ ہوئے)

اندرونی خلفشار کا سدِ باب کرکے پھر حضورؐ نواحی مدینہ کے قبائل سے بھی ملے۔ ان میں سے بعض کے ساتھ معاہدہ کیا۔ بعض نے غیر جانبدار رہنے کا وعدہ کیا۔ بعض نے مسلمانوں کے دشمنوں سے دوستی نہ کرنے کا اقرار کیا۔ غرض اسطرح مسلمانوں کی مخالفت کم ہوتی گئی۔ اور تعلقات بڑھتے گئے۔ مسلمانوں کی اس کامیابی کے پیشِ نظر قریش مکہ کے غیظ و غضب کی آگ اور بھڑک اٹھی۔ اور لگے وہ حملے کی تیاریاں کرنے!

ابوجہل کے بدارادے

صحیح بخاری میں ہے۔ کہ سعد بن معاذؓ امیہ بن خلف کے دوست تھے۔ امیہ جب مدینے کی طرف سے گزرتا۔ تو سعد بن معاذؓ کے

Marfat.com

ہاں ٹھہرتا۔ اور سعد بن معاذؓ جب مکہ جاتے۔ تو امیّہ کے پاس اترتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے آئے۔ تو ایک بار سعدؓ عمرہ کرنے کے لئے مکہ گئے۔ امیہ کے پاس ٹھہرے۔ اور اس سے فرمایا۔ کہ کوئی تنہائی کا وقت تلاش کرو۔ تاکہ میں کعبہ کا طواف کر لوں۔ دوپہر کے وقت امیہ، سعدؓ کو (طواف کرانے کے لئے) لے چلا۔ راستے میں ابوجہل ملا۔ اور پوچھنے لگا۔ ابوصفوان (امیّہ) یہ تمہارے ساتھ کون شخص ہے؟ امیّہ نے کہا۔ سعدؓ ہے! ابوجہل بولا۔ (اے سعدؓ!) تو کیسے چین و اطمینان سے مکہ میں طواف کر رہا ہے۔ حالانکہ تم نے ہی بےدینوں[1] کو (مدینہ میں) جگہ دی۔ اور تمہارا خیال ہے۔ کہ ان کی اعانت و امداد کرو گے۔ خدا کی قسم! اگر تو ابوصفوان کے ساتھ نہ ہوتا۔ تو اپنے گھر کو جیتا نہ لوٹتا۔

سعدؓ نے کہا۔ اگر تو مجھے اس سے روکے گا۔ تو

---

[1] اللہ اکبر! ابوجہل وغیرہ قریش مکہ کی جہالت۔ اور ضد کی حد ہو گئی تھی۔ کہ جو لوگ (صحابہؓ) توحید و رسالت کو مان کر ایک اللہ کی پوجا بلاشرکت غیرے کرنے لگ گئے یہ ان کو بے دین کہتے تھے۔ حضور پرنورؐ کو بھی مشرکوں نے صابی کہا۔ اس لئے کہ آپؐ اللہ کی توحید بیان کرتے تھے۔ اور شرک کی تردید!

میں تجھے ایسی چیز سے روک دوں گا۔ جو اس سے زیادہ اہم ہے۔ یعنی مدینہ کی طرف تیرا رستہ بند کر دوں گا۔ (اور تم لوگوں کی شام کی تجارت بند ہو جائے گی)

امیہ کہنے لگے! (اے سعدؓ) ابوالحکم (ابوجہل) سے چلا کر بات نہ کرو۔ کیونکہ یہ مکہ کے سردار ہیں۔ سعدؓ نے جواب دیا۔ امیہ! اپنی دوستی ختم کر۔ کیونکہ خدا کی قسم! میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ یہ لوگ (ابوجہل) وغیرہ تیرے قاتل ہیں۔ امیہ نے کہا۔ کیا یہ مجھے مکہ میں قتل کر دیں گے۔ سعدؓ نے جواب دیا۔ اس بات کا مجھے علم نہیں!

امیہ یہ سن کر بہت گھبرایا۔ اور گھر واپس آ کر اپنی بیوی سے کہنے لگا۔ صفوان کی والدہ! تجھے کچھ خبر ہے کہ سعدؓ نے مجھ سے کیا کہا۔ ام صفوان نے کہا۔ سعدؓ نے کیا کہا۔ امیہ کہنے لگا۔ سعدؓ کہتا ہے۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خبر دی ہے۔ کہ یہ لوگ تجھے قتل کر دیں گے۔ میں نے سعدؓ سے پوچھا۔ کیا مکہ میں قتل کر دیں گے؟ تو سعدؓ نے جواب دیا۔ اس کا مجھے علم نہیں! اس کے بعد امیہ نے کہا۔ خدا کی قسم میں مکہ سے باہر ہی نہیں جاؤں گا۔

Marfat.com

لیکن جب جنگ بدر کا دن ہوا۔ تو ابوجہل نے سب لوگوں سے کہا۔ چلو اور اپنے قافلہ کی (جو شام سے آ رہا ہے) خبرگیری کرو۔ امیہ نے باہر جانا نہ چاہا۔ ابوجہل امیّہ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ ابوصفوان تم مکہ کے رئیس ہو۔ اگر لوگ تم کو پیچھے رہتے دیکھیں گے۔ تو وہ بھی تمہارے ساتھ پیچھے ہٹ جائیں گے۔ (امیہ نے اب بھی جانے سے انکار کر دیا) ابوجہل نے نہ چھوڑا۔ بالآخر امیہ نے کہا۔ کہ اگر تم نہیں مانتے ہو۔ تو میں مکہ میں جو سب سے بہتر اونٹ ہوگا۔ وہی خریدوں گا۔ (اور اس پر سوار ہوکر جاؤں گا۔ تاکہ ضرورت کے وقت بھاگ سکوں)

چنانچہ امیہ نے بہتر اونٹ خریدا۔ اور اپنی بیوی سے کہا۔ صفوان کی والدہ! میرے لئے سامان تیار کرو۔ امّ صفوان بولی۔ تم اپنے یثربی بھائی کا قول بھول گئے ہو؟ امیّہ نے کہا۔ نہیں بھولا تو نہیں ہوں۔ میں اس (ابوجہل) کے ساتھ تھوڑی دور جانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ امیّہ مکہ سے چل دیا۔ اور جس منزل پر اترتا۔ اونٹ کو اپنے پاس باندھ رکھتا۔ اور برابر اسی طرح کرتا رہا۔ لیکن بالآخر خدا تعالےٰ نے اس کو بدر میں قتل[1] کرا دیا۔ (بخاری شریف)

[1] حضورؐ کا فرمان سچ ہو گیا۔ سچ فرمایا خدا تعالےٰ نے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝

Marfat.com

اس سے آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ حضور کے مدینہ چلے آنے کے بعد بھی ابوجہل اور اس کے ساتھی آپ کے کس قدر دشمن اور درپئے آزار تھے۔ وہ نہ چاہتے تھے کہ حضور کو مدینہ میں بھی رہائش ملے۔ بلکہ وہاں سے بھی ان کو نکلوا دینے کا تہیہ کر چکے تھے۔ ابوجہل حضرت سعدؓ سے کس قدر سیخ پا ہوا۔ اور بولا۔ کہ تم نے حضور اور دوسرے صحابہؓ کو مدینے میں کیوں جگہ دی ہے؟

سیدالعرب والعجم کے غزوات

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ امم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل طاؤس و رباب آخر
(اقبال)

سرورِ رسولاںؐ مدینہ منورہ میں دس سال رہے۔ یہاں خدا نے پہلے سال ہی جہاد کا حکم بھیج دیا۔ کیونکہ کفارِ مکہ کا تشدد حدود فراموش ہو چکا تھا۔ اور مسلمانوں کی مظلومیت کی انتہا ہوگئی تھی۔ ارشاد فرمایا۔

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ

Marfat.com

بِغَیۡرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ط (پ ۱۷ ع ۱۳)

مسلمانوں کو (کافروں سے) لڑنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس لئے کہ ان پر ظلم ہوا ہے۔ اور بیشک اللہ ان کی مدد کرنے پر البتہ قادر ہے۔ ان لوگوں (مسلمانوں) کو اپنے گھروں سے ناحق نکالا گیا۔ صرف اتنی بات کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔"

اس حکم جہاد کے بعد آپ شمشیر بکف ہو گئے۔ اور کفار سے جہاد و قتال شروع کر دیا۔ لشکر بھی بھیجے۔ اور خود بھی بنفس نفیس جنگوں میں تشریف لے گئے۔ جس جنگ میں بذاتِ خود تشریف لے گئے۔ اس کو غزوہ کہتے ہیں۔ اور جہاں صرف لشکر بھیج دیا۔ خود نہ گئے ہوں۔ اس کو اہلِ سِیَر سَرِیَّہ بولتے ہیں۔

ہم یہاں مشہور غزوات کا حال اختصار سے بیان کرتے ہیں۔ تاکہ قارئین کرام کو پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی کی اہم مصروفیات کا علم ہو جائے۔ اور ساتھ ہی اس بات کا پتہ چل جائے۔ کہ حضورؐ نے دینِ حق دنیا والوں کو پہنچانے کی خاطر — بندگانِ خدا کی خیرخواہی کے لئے کس قدر تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھائی ہیں۔ اور پھر ہم آپ کے لائے ہوئے دین کی قدر کریں۔ اور

Marfat.com

حضورؐ کا احسان مانیں!

کفار مکہ کی دشمنی جاری ہے

حضورؐ کفار مکہ کی چیرہ دستیوں اور ظلم و ستم سے تنگ آکر اپنے وطن مالوف کو خیرباد کہہ کر مدینہ چلے آئے تھے۔ اس پر بھی قریش مکہ کو صبر نہ آیا۔ انہوں نے حضورؐ کی مخالفت اور عداوت بدستور جاری رکھی اور موقعے کی تلاش میں رہے کہ مدینہ جاکر ان کا کام تمام کر دیں۔

قریش کے قافلہ کی بدنیتی

ابوسفیان اور منافقین مدینہ کے درمیان خط و کتابت ہو رہی تھی۔ اور قاصدوں کا آنا جانا شروع تھا۔ اور یہ بات قرار پا چکی تھی۔ کہ تمہارا قافلہ جب شام سے واپس مکہ آئے۔ تو راستہ گزرتے ہوئے مدینہ میں داخل ہو جائے۔ ہم پوری طرح تمہارا ساتھ دیں گے۔ گویا منافق کفارِ مکہ کو شہہ دے رہے تھے۔ اور کفار نبرد آزمائی کے لئے پَر تول رہے تھے۔

قریش کا یہ قافلہ اگرچہ تجارتی تھا۔ لیکن اس کے ساتھ مسلح قریشیوں کا ایک بڑا جتھہ تھا۔ جو آمادہ جنگ تھا۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ یہ وہی لوگ تھے۔ کہ جنہوں نے تیرہ برس تک رسولِ رحمتؐ کو ستائے رکھا۔ وہ وہ تکلیفیں اور دکھ آپ کو پہنچائے۔ کہ ان کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوتے

Marfat.com

ہیں۔ یہاں تک کہ حضورؐ کو قتل کر دینے کا منصوبہ باندھا۔ اور آپؐ رات کو ہجرت کر آئے۔ اب مدینہ کے پاس سے گزرتے وقت ان لوگوں سے سخت خطرہ تھا۔ اور پھر ان کی مدینہ کے منافقوں سے ساز باز بھی ہو چکی تھی۔ اس ساری صورت حال سے حضرت انورؐ پوری طرح واقف تھے۔ پھر کس طرح ہو سکتا تھا۔ کہ ان جانی دشمنوں اور خون کے پیاسوں سے حضورؐ تغافل برتتے۔ اور انہیں بغیر تعرض کے گزر جانے دیتے۔ یاد رہے۔ کہ حضورؐ کی تمام جنگی کارروائیاں مدافعانہ تھیں۔ جارحانہ ہرگز نہ تھیں!

ہجرت کا پہلا سال

سریوں کی روانگی

ہجرت کے پہلے سال اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو جہادؑ کا حکم دے دیا۔ تاکہ کفر کا تشدد اور تغلب مٹے۔ ملک میں عدل و انصاف قائم ہو اور لوگ دینِ اسلام پر کھلم کھلا عمل کریں۔ سرورِ کائناتؐ نے خدا کے اذن سے حضرت حمزہؓ کو تیس مہاجرین کے

ؑ تیرہ برس مکہ میں ستائے جانے کے بعد اب مدینہ میں بھی دشمن پیچھا نہیں چھوڑتے تو جہاد کا حکم کیوں نہ دیا جاتا۔ پس جہادِ اسلام میں مدافعانہ جنگ کا نام ہے۔

Marfat.com

ساٹھ قریش کے قافلہ سے تعرض کے لئے رمضان شریف میں روانہ کیا۔ تاکہ قافلہ کے مسلح جوان مدینہ پر حملہ آور نہ ہوں اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو ساٹھ مہاجرین کی معیت میں بطن رابغ کی سمت بھیجا۔

اس طرح حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بیس مہاجرین کی سرداری میں حجفہ کے قریب موضع خرار کو روانہ فرمایا۔ یہ سب سریئے قافلہ قریش سے تعرض کے لئے بھیجے! تاکہ قافلہ والے مدینہ میں بدنیتی سے داخل نہ ہوں۔

غزوہ ابواء مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک گاؤں ہے۔ ابواء! صفر کے مہینے میں خود سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ابواء کو تشریف لے گئے۔ اس کو غزوہ ودان بھی کہتے ہیں۔ یہاں بھی قافلے سے تعرض مقصود تھا۔ مدافعانہ تعرض!

ہجرت کا دوسرا سال

غزوۂ بواط رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم قافلہ کے مدافعانہ تعرض کے لئے مقام بواط کی طرف تشریف لے گئے۔ لیکن قافلہ سے مقابلہ نہ ہوا۔

Marfat.com

غزوۂ عُشیرہ

غزوہ عشیرہ کو غزوۂ بدر اولٰے بھی کہتے ہیں۔ اور اس کا واقعہ یہ ہے۔ کہ قریش کا قافلہ مکہ سے شام کو جاتا تھا۔ حضورؐ اس کی مزاحمت کے لئے بنی مدلج کے ناحیہ میں تشریف لے گئے۔ لیکن اب کے بھی قافلہ نہ ملا۔ اور یہ وہی قافلہ تھا۔ کہ جب واپس مکہ کو آیا۔ تو حضورؐ پھر اس کے مقابلہ[1] کیلئے نکلے۔ قافلہ بچ کے نکل گیا۔ اور جنگ بدر کا ذریعہ بن گیا۔ اس طرح کہ اس کی مدد کے لئے مکہ سے مسلح فوج آگئی۔ اور بدر کا معرکہ گرم ہوگیا۔ قافلہ تو ایک بہانہ تھا۔ در اصل خدا تعالےٰ کو بدر میں اسلام کا اعزاز اور کفر کا اضلال منظور تھا۔

بطن نخلہ کی مہم

رسولؐ رب العالمین نے عبداللہ بن جحشؓ کی سرکردگی میں چند آدمیوں کی مہم بطن نخلہ کی طرف روانہ کی۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

حضرت عمار بن یاسرؓ۔ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ۔ حضرت عتبہ بن غزوانؓ۔ حضرت سہیل بن بیضاءؓ۔ حضرت عامر بن فہیرہؓ۔ حضرت واقد بن عبداللہ یربوعیؓ۔ وغیرہ۔ ان سب کے سردار عبداللہ بن جحشؓ تھے۔

[1] اسلئے مقابلہ کیلئے نکلے۔ کہ قافلہ مدینہ میں داخل ہوکر فساد برپا نہ کرے۔

Marfat.com

راستے میں سعد بن ابی وقاصؓ اور عتبہ بن غزوانؓ کا اونٹ گم ہوگیا۔ دونوں اس پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ یہ اونٹ کی تلاش میں پیچھے رہ گئے۔ انہوں نے اپنے سردار سے اونٹ کو تلاش کرنے کی اجازت لے لی تھی۔

ابن جحشؓ اور ان کے باقی ساتھی آگے چلے گئے۔ حتےٰ کہ بطن نخلہ میں پہنچ گئے۔ وہاں ان کی کفار سے لڑائی ہوگئی۔ لڑائی میں ان کو شروع رجب اور آخر جمادی الثانی میں التباس ہوگیا۔ پس کفار میں سے عمرو بن الحضرمی مارا گیا۔ اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو قید کر لیا گیا۔ اور نوفل بن عبداللہ بھاگ گیا۔

حضرت عبداللہ بن جحشؓ اور ان کے ساتھی ــــ دو قیدی اور لدے ہوئے اونٹ لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ ادھر کفار مکہ نے طعنہ دینا شروع کر دیا۔ کہ مسلمانوں نے ماہ حرام میں قتال حلال کر لیا ہے۔ کہ ہمارے ساتھی کو ماہ رجب میں قتل کر ڈالا۔ مسلمانوں نے کہا۔ کہ ہم نے اس کو ماہ جمادی الثانی میں قتل کیا ہے۔ نہ کہ رجب میں۔ در اصل مسلمانوں کو التباس ہوگیا تھا۔ کہ بھی وہ پہلی رات رجب کی اور آخری

رات جمادی الثانی کی۔ اور ماہ رجب داخل ہوتے ہی انہوں نے اپنی تلواریں میان میں کر لیں۔ کفار مکہ کے اس عار دلانے پر کہ مسلمانوں نے ماہ حرام کو حلال کر لیا ہے۔ خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور کفار مکہ کو ان کے کرتوت پر سخت عار دلائی۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ق وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (پ۲ع۱۱)

تجھ سے پوچھتے ہیں ماہ حرام میں لڑائی کرنی۔ تو کہہ لڑائی اس میں بڑا گناہ ہے۔ اور (معلوم ہو کر) روکنا اللہ کی راہ سے، اور کفر کرنا۔ اور مسجد حرام سے روکنا اور نکال دینا اس کے لوگوں کو وہاں سے (بہت بڑا گناہ ہے، خدا کے نزدیک۔ (ماہ حرام میں قتال سے) اور

فتنہ (شرک کرنا) قتل سے بڑھ کر ہے۔ اور (اے مسلمانو!) کفار برابر تم سے لڑتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ تم کو پھیر دیں تمہارے دین سے اگر قابو پائیں۔ اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھرا۔ اور وہ مرا اس حال میں کہ کافر ہے۔ تو اس کے اعمال مٹ گئے دنیا اور آخرت میں۔ اور ایسے لوگ دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ پڑے رہیں گے۔"

یعنی مذکورہ آیت میں خدا نے کفار کو عار دلائی۔ کہ تم مسلمانو کو جو یہ کہتے ہو۔ کہ انہوں نے ماہِ حرام میں قتال کیا ہے۔ (حالانکہ انہوں نے دانستہ نہیں کیا) تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو۔ کہ تم نے کیا کیا ہے؟ تمہارا خدا اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کرنا، اور لوگوں کو دینِ اسلام سے روکنا، اور مسلمانوں کو مسجد الحرام میں نماز اور طواف سے روکنا، اور خدا کے رسول اور اس کے ساتھیوں کو مسجد الحرام سے اور مکہ سے نکال دینا — یہ کتنا بڑا گناہ ہے؟ ہاں ماہِ حرام میں (عمداً) قتال گناہ ہے لیکن جو کام تم نے کئے ہیں۔ وہ خدا کے نزدیک ماہِ حرام میں لڑنے سے بڑھ کر گناہ ہیں۔ پھر فرمایا۔ تمہارا شرک کرنا تو قتل سے بڑھ کر کبیرہ گناہ ہے۔ تم ماہِ حرام میں

Marfat.com

مسلمانوں کے (نادانستہ) قتال پر شور مچا رہے ہو۔ اپنے کرتوت دیکھو۔ تم کیا کر چکے ہو۔ اور کیا کر رہے ہو۔ اور تمہارا شرک کرنا کتنا بڑا جرم ہے۔

پھر خدا نے مسلمانوں کو متنبہ کیا۔ کہ ان کافروں سے چوکنے رہو۔ تمہارے توحید کے عقیدے کے سبب یہ برابر تم سے لڑتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ تم کو توحید سے پھیر دیں۔ یہ تمہارے سخت دشمن ہیں۔ پھر تم ان سے جنگ قتال کے لئے ہر وقت تیار رہو۔ اور خبردار! کبھی بھی ان کے کہنے سے توحید چھوڑ کر شرک اختیار نہ کرنا۔ مسلمان ہونے کے بعد کافر نہ ہو جانا۔ کہ کافر ہونے اور شرک کرنے سے تمام نیک اعمال مٹ جائیں گے۔ اور شرک کی موت دائمی جہنمی بنا دے گی۔

عبداللہ بن جحشؓ اور اس کے ساتھی کافروں کے دو قیدی بھی ساتھ لائے تھے۔ کفار مکہ نے ان دو قیدیوں کا فدیہ بھیج کر درخواست کی۔ کہ ان کو چھوڑ دیا جائے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ کہ میرے روانہ کردہ سریہ سے دو آدمی ابھی تک واپس نہیں آئے۔ سعد بن ابی وقاصؓ۔ اور عتبہ بن غزوانؓ۔ ان کے واپس آنے پر ہم ان قیدیوں کو چھوڑیں گے۔ اور اگر تم نے ہمارے

Marfat.com

آدمیوں کو قتل کر دیا۔ تو ہم ان کو قتل کر دیں گے۔

پھر حضرت سعدؓ اور حضرت عتبہؓ واپس آگئے۔ حضورؐ نے ان دونوں قیدیوں کو فدیہ پر چھوڑ دیا۔ ان میں سے حکم بن کیسانؓ مسلمان ہو گئے۔ اور حضورؐ کے ہی پاس رہے۔ یہاں تک کہ بیر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔ اور دوسرا قیدی عثمان بن عبداللہ مکہ چلا گیا۔ اور کفر پر مر گیا۔

اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا

یہ بات اچھی طرح یاد رکھیں۔ کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔

لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ ط (پ۳ع۲)

دین میں زبردستی نہیں ہے۔"

یعنی کسی شخص کو زبردستی مسلمان نہ بناؤ۔ اسلام تلوار سے نہ پھیلاؤ۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ اسلام جبرو اکراہ سے کسی پر ٹھونسا نہیں گیا ہے۔ بلکہ اسکی لامثال خوبیوں۔ اچھائیوں، بھلائیوں، حکمتوں، رحمتوں برکتوں، اور عالمگیر اصولوں کے سبب دنیا نے اسے اپنایا اور سینے سے لگایا ہے۔ وہ اپنی صداقت اور حقانیت کے باعث لوگوں کے دلوں میں اترا ہے۔ اس کی اعلےٰ

Marfat.com

اخلاقی تعلیم نے جہان کو مسخر کیا ہے۔ انسانی زندگی نے اس کو اپنے دردوں دکھوں کا مداوا پایا ہے۔ دنیا کے چپے چپے پر اس کا نور ظلمت ربا ہے۔ اس کے عدل و انصاف اور مساوات کا چشمہ شیریں مرجع انام ہے۔ شر کی ضد محض خیر ہے!

یہود و نصاریٰ کو مل بیٹھنے کی دعوت

اسلام رحم و رافت اور نرمی و شفقت کی تعلیم لے کر آیا ہے۔ وہ خیر خواہی اور روا داری چاہتا ہے۔ وہ دوسروں کو اپنا بنانے کے لئے دباؤ اور زور استعمال نہیں کرتا۔ جبر و اکراہ سے کام نہیں لیتا۔ اختلافِ عقائد کی بنا پر وہ دوسرے ادیان و مذاہب کو تنگ نہیں کرتا۔ اس کے گونا گوں فضائل و محاسن کی شمع پر، پروانے آپ نثار ہوتے ہیں۔

اسلام یہود و نصاریٰ کو یوں پیام محبت دیتا ہے:

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ (پ۳ ع ۱۵)

تو کہہ اے کتاب والو! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے تمہارے درمیان یکساں ہے۔ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور نہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرائیں۔ اور نہ بعض ہمارے بعض کو رب بنائیں۔ پھر اگر وہ (اس توحید کو) نہ مانیں۔ تو کہو کہ تم گواہ رہو۔ کہ ہم فرمانبردار ہیں"!

اسلام کی رواداری اسلام کی کتنی خیرخواہی اور رواداری ہے۔ کہ وہ یہود و نصارے کو نرمی اور محبت سے بلاتا ہے۔ کہتا ہے۔ کہ آؤ ہم اور تم کم از کم اس بات پر تو مل بیٹھیں[1]۔ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر اور مشترک ہے۔ کہ تورات اور انجیل میں بھی توحید کی تعلیم ہے۔ اور قرآن بھی

---

[1] اسلام تو یہود و نصاریٰ کو ایک مشترک مسئلہ توحید پر مل بیٹھنے کی دعوت دیتا ہے۔ لیکن افسوس مسلمان آپس میں نہیں مل بیٹھتے۔ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کے ساتھ برسرپیکار ہے۔ فروعی مسائل پر علماء ان کو آپس میں لڑواتے ہیں۔ حالانکہ روئے زمین کے مسلمانوں کا خدا اور رسول، قرآن اور حدیث پر ایمان ہے۔ اللہ تعالےٰ سب کو ہدایت دے۔ اور ان میں محبت و اخوت پیدا کرے؟

توحید ہی کا علمبردار ہے۔ پھر آؤ اِس مسئلہ توحید پر ہی اکٹھے ہو جائیں۔ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ نہ قولی۔ نہ بدنی۔ نہ مالی۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ نہ اس کی ذات میں۔ اور نہ صفات میں۔ اور نہ ہم آپس میں ایک دوسرے کو خدا کے سوا اپنا رب بنائیں۔ اس طرح کہ شریعت کے مقابلہ میں ان کے احکام مانیں۔ کہ جس چیز کو وہ حلال کریں۔ اس کو حلال مان لیں۔ اور جس چیز کو وہ حرام کریں اس کو حرام مان لیں۔ اسلام کہتا ہے۔ کہ پھر اگر یہود و نصاریٰ اس مسئلہ توحید پر بھی تمہارے ساتھ مل بیٹھنے کو تیار نہ ہوں۔ تو پھر تم ان سے (اے مسلمانو!) یہ کہو۔ اچھا اگر آپ اس توحید کو بھی قبول نہیں کرتے۔ تو ہمارے گواہ رہو۔ کہ ہم توحید کے ماننے والے ہیں۔ اسلام نے یہ نہیں کہا۔ کہ اگر یہود و نصاریٰ نہ مانیں۔ تو انہیں تلوار کے زور سے منواؤ۔ یا قتل کر دو!

ذمی کے معنی

مدینہ منورہ میں جب اسلام کو اقتدار حاصل ہوا۔ اور فتح مکہ کے بعد جب اس کی حکومت کا پرچم لہرانے لگا۔ تو اسلامی حکومت

ہیں جتنے غیر مسلم آباد تھے۔ ان کو تبدیلِ مذہب کے لئے مجبور نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان کا نام اسلام میں ذمی قرار پایا۔ یعنی اسلام نے ان کی جان، مال، عزت، آبرو اور حفاظت کا ذمہ لے لیا۔ ذمی کے معنی ہی ہیں، وہ غیر مسلم جس کی عزت و آبرو اور جان و مال کی حفاظت کا اسلام ذمہ لے۔ خلفائے راشدین کے عہد میں جب اسلام حاکمانہ شان سے ساری دنیا میں پھیل گیا، تو غیر مسلم رعایا نے بالکل مسلمانوں کا سا امن و چین پایا۔ ذمیوں کے حقوق مقرر کئے گئے۔ اور جان و مال اور عزت و آبرو کی سلامتی پانے میں وہ مسلمانوں سے کسی طرح کم نہ رہے۔ اسلام نے اپنی عملداری سے ثابت کر دیا، کہ اس نے تلوار کے زور سے عروج نہیں پایا۔ بلکہ رحم و رافت اور خلق و محبت سے دنیا کو رام کیا ہے۔

سرورِ عالم کی جنگی کاروائیاں مدافعانہ تھیں

سرورِ عالم نے جتنی جنگی مہمیں بھیجیں اور جتنے غزوے فرمائے، وہ سب کفار کے جارحانہ اقدامات کو روکنے کے لئے تھے۔ حضورؐ کی ہر جنگ مدافعانہ جنگ تھی۔ آپ نے کوئی لڑائی

جارحانہ نہیں لڑی۔ اسلام میں جو جہاد کا حکم ہے۔ یہ اسی وقت ہے۔ کہ جب کفار حملہ میں پہل کریں۔ تو تم ان کے ظلم اور تشدد کا مقابلہ کرو۔ گویا جہاد ظلم اور تشدد کو مٹانے کے لئے ہے۔ ملک میں عدل و انصاف اور امن و امان قائم کرنے کے لئے ہے۔

تیرہ برس تک حضورؐ کو کفار مکہ میں ستاتے رہے۔ انہوں نے حضورؐ کو نعل در آتش کر رکھا تھا۔ آخر آپؐ مدینہ منورہ چلے آئے۔ اب بھی کفار مکہ شرارتوں سے باز نہ آتے تھے۔ ان کے قافلے جو تجارت وغیرہ کے لئے شام وغیرہ کو جاتے تھے۔ مدینہ کے منافقوں اور یہودیوں سے ساز باز رکھتے تھے۔ اور مشورے کرتے تھے۔ کہ مل جل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو نقصان پہنچائیں۔ مدینہ سے بھی نکال دیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضورؐ نے ان بدنیت قافلوں سے تعرض اور مزاحمت کے لئے سریئے بھیجے۔ اور خود بھی تشریف لے گئے۔ تاکہ ان کی شرارتوں کی روک تھام کریں۔

جنگ بدر توحید اور شرک کی جنگ تھی

سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے حکم سے مکہ

Marfat.com

چھوڑ کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ لیکن کافروں نے یہاں بھی آپ کا پیچھا نہ چھوڑا۔ اور جنگِ بدر ہو کر رہی۔ کافروں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ کچھ دشمنی نہ تھی۔ حضورؐ کا وجودِ گرامی وہی وجودِ باجود تھا۔ جو قبلِ نبوت اہلِ مکہ کی آنکھ کا تارا تھا۔ سب لوگ آپ کو سر آنکھوں پر جگہ دیتے تھے۔ اور امین اور صادق کے نام سے پکارتے تھے!

حضورؐ نے جونہی اس حق بات کا اعلان کیا کہ لوگو! اللہ کے سوا کوئی الٰہ (معبود برحق) نہیں۔ پس لات و عزیٰ کو چھوڑ دو! اس نعرۂ توحید کے بعد وہ لوگ حضورؐ کے مخالف، معاند اور دشمن ہو گئے۔ جھگڑا خدا کی ذات کو ماننے کا نہیں تھا۔ وہ لوگ اللہ کی ذاتِ پاک کو مانتے تھے۔ وہ اقرار کرتے تھے۔ کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا، بارش اتارنے، غلّہ اگانے، اولاد بخشنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ زمین اور آسمان کی بادشاہت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہی مدبر الامر ہے۔ لیکن وہ خدا کو ماننے کے علاوہ یہ عقیدہ بھی رکھتے تھے۔ کہ خدا نے اپنی پیدا کردہ بڑی بڑی ہستیوں کو اپنی ذات اور

صفات میں شریک کر رکھا ہے۔ اور اپنے اختیارات اُن کو سونپے ہوئے ہیں۔ اور وہ ہستیاں خدائی اختیارات اور تصرفات کے بل بوتے پر خدا کی مخلوق میں حاجت روا اور مشکل کشا ہیں۔ اس شرکیہ عقیدہ کی بنا پر وہ اصنام پرست تھے۔ لات جو عربوں میں ایک نیک مرد تھا۔ حج کے موسم میں لوگوں کو ستّو گھول کر پلایا کرتا تھا۔ اور حاجیوں کی بڑی خدمت کرتا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد لوگوں نے اس کی پتھر کی مورتی بناکر ہیکل میں رکھ دی اور مصائب و حوائج میں اس کے دربار میں آکر اس کی نذر نیاز دیتے اور حاجت روائی کے لئے درخواست کرتے تھے۔ کہتے۔ کہ ہم گنہگار ہیں۔ ہماری دعا اللہ قبول نہیں کرتا۔ تم خدا کے پیارے ہو۔ خدا کے نزدیک ہو۔ اللہ سے کہہ کر ہماری مشکل حل کروا دو۔ خدا کے پاس ہماری سفارش کرو۔ قرآن ان کے اس شرکیہ عقیدہ کو بیان کرتا ہے۔

وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ط (پ ع)

اور کہتے ہیں (مشرک کہ) یہ (خدا کے پیارے) اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا

نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰی ط (پ ۲۳ ع ۱۵)

اور جن لوگوں نے خدا کے سوا (حمائتی) بنا رکھے ہیں۔ (کہتے ہیں کہ) ہم تو ان کی پرستش اس لئے کرتے ہیں۔ کہ خدا ہے ہم کو نزدیک کر دیں۔"

ثابت ہوا۔ کہ مشرکین مکہ وغیرہم اپنے دیوتوں اور دیبیوں کی پوجا پاٹ ـــ نذر ، نیاز اور سجدے سجود سے اس لئے کرتے تھے۔ کہ وہ ان کی اللہ کے پاس حاجت روائیوں اور مشکل کشائیوں کے لئے سفارش کریں۔ نیز ان گنہگاروں کو خدا کا مقرب بنا دیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کیا۔ کہ اس عقیدہ فاسدہ کے ساتھ لات و عزّٰی وغیرہ کو ماننا چھوڑ دو۔ اور کسی کو اللہ کی ذات و صفات میں شریک نہ کرو۔ کیونکہ اس نے اپنا کوئی شریک نہیں بنایا۔ اللہ تعالیٰ کو عقیدۂ توحید کے ساتھ مانو۔ نہ شرکیہ عقیدہ کے ساتھ! انہوں نے حضورؐ کے ارشاد دَ اترکوا اللّٰتَ دَ العُزّٰی (لات وعزّٰی کو چھوڑ دو) کو اپنے معبودوں کی توہین سمجھی۔ اور ان کی حمایت اور طرف داری میں سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ تیرہ برس حضورؐ کے ساتھ مکہ میں آمادہ فساد رہے۔ حضورؐ نے مکہ چھوڑ دیا۔ لیکن یہ لوگ رحمت عالمؐ کے ساتھ

Marfat.com

اپنے معبودوں کی حمایت میں لڑنے کے لئے مدینہ میں آ گئے۔ اور حضورؐ اللہ وحدہٗ کی طرف داری میں مقابلہ کے لئے نکل آئے۔ اور لڑائی ہوئی۔ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم میدانِ جنگ میں صرف اللہ کو پکارتے۔ نعرۂ تکبیر بلند کرتے۔ اور توحید کے مخالف غیر اللہ کو پکارتے۔ ہبل کا نعرہ مارتے۔ تاکہ ہبل اُن کی مدد کو آئے۔ سچ ہے ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی

اللہ تعالےٰ نبی رحمتؐ پر لاکھوں درود و سلام نازل کرے۔ کہ حضورؐ بنی نوع انسان کے بڑے خیر خواہ تھے۔ آپ اہل مکہ کے گھر اور معبد بھی صوری اصنام سے پاک کرنا چاہتے تھے۔ اور ان کے قلوب و اذہان کو بھی معنوی بتوں کی نجاست سے تزکیہ چاہتے تھے۔ تاکہ وہ لوگ اللہ والے بن جائیں۔ موحّد ہوکر اللہ کی خالص عبادت کرکے اپنی آخرت سنوار لیں۔

سمجھوتے کی درخواست

اُن لوگوں کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کو نبی نہ ماننا صرف اس بنا پر تھا۔ کہ حضورؐ شرک کی تردید کرتے تھے۔ اگر آپ ردّ شرک نہ فرماتے۔ تو وہ لوگ ضرور آپ کو نبی مان لیتے۔

Marfat.com

چنانچہ انہوں نے کہہ بھی دیا تھا۔ جیسا کہ قرآن بیان کرتا ہے:

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیَاتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِیْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ ۚ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ (پ ۱۱ ع ۸)

اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر ہماری روشن آیتیں، کہتے ہیں وہ لوگ کہ نہیں امید رکھتے ہماری ملاقات کی۔ لے آ (اے محمدؐ) قرآن سوائے اس (قرآن) کے یا بدل ڈال اس کو۔ تو کہہ کہ نہیں ممکن واسطے میرے کہ بدل ڈالوں اس کو اپنی طرف سے۔ میں اسی پر چلتا ہوں۔ جو وحی آتی ہے میری طرف۔ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں۔ تو مجھے (قیامت کے) بڑے (مشکل) دن کے عذاب سے ڈر لگتا ہے ۝۱۵

یعنی قریش مکہ نے حضورؐ سے صاف مطالبہ کیا کہ آپ اس قرآن کے سوا کوئی دوسرا قرآن لے آئیں۔ جس میں ہمارے بتوں کی تردید نہ ہو۔ شرک

Marfat.com

کا ردّ نہ ہو۔ تو ہم اس قرآن پر ایمان لے آئیں گے۔ اور جب اس قرآن پر ایمان لائے۔ تو حضورؐ کو نبی مان لیا۔

پھر کہا۔ اچھا اگر اس قرآن کے سوا کوئی دوسرا قرآن نہیں لاتے۔ تو نہ سہی۔ اسی قرآن میں ردّ و بدل کردو۔ یعنی جن آیتوں میں ہمارے معبودوں (بزرگوں) کا ابطال ہے۔ ان کو بدل دو۔ ردّ شرک کی آیات کو خارج کردو تو ہم اسی قرآن پر ایمان لے آتے ہیں۔ اور صاحب قرآن کی رسالت کو بھی مان لیتے ہیں۔

تو ثابت ہوا۔ کہ انہوں نے حضورؐ کی نبوت کو محض اس لئے نہ مانا۔ کہ حضورؐ ان سے شرک چھڑانا چاہتے تھے۔ اگر شرک کی تردید نہ کرتے۔ لات و منات اور ہبل و عزیٰ کی پرستش سے نہ روکتے۔ بات گول مول رکھتے۔ تو وہ لوگ آپ کو ضرور نبی مان لیتے۔ اور کوئی فتنہ و فساد اور لڑائی جھگڑا نہ ہوتا۔

لیکن ان کے مطالبہ کے جواب میں خدا نے فرمایا۔ کہ پیغمبرؐ! ان سے کہہ دو۔! کہ قرآن میں ردّ و بدل کرنا میرے بس کی بات نہیں ہے۔ اگر (ردّ و بدل کی صورت میں) میں نافرمانی کروں، اپنے پروردگار کی، تو

Marfat.com

مجھے قیامت کے بڑے (مشکل) دن کے عذاب سے ڈر لگتا ہے۔ کہ قیامت کے روز خدا کو کیا جواب دوں گا۔ پس میں تمہارا مطالبہ منظور نہیں کر سکتا۔ اور شرک کی تردید سے باز نہیں رہ سکتا۔

پس جنگِ بدر توحید اور شرک کی جنگ تھی۔!

غزوۂ بدر

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا۔ کہ قریش کا قافلہ شام سے مکہ کو جا رہا ہے۔ تو حضورؐ اس کے مدافعانہ تعرض کے لئے تین سو تیرہ صحابہؓ کو لے کر رمضان شریف میں تشریف لے گئے۔ سردار قافلہ ابوسفیان کو حضورؐ کی آمد کی خبر پہنچی۔ تو اس نے ضمضم بن عمرو الغفاری کو مکہ دوڑایا۔ کہ وہاں جاکر قریش کو نفیر کرے کہ جلدی دوڑو۔ قافلہ مارا جانے اور لوٹا جانے کو ہے۔ قاصد کو روانہ کرکے ابوسفیان راستے کو چھوڑ کر سمندر کے کنارے ہوگیا۔ اور اس طرح اپنے قافلے کو بچا کر نکل گیا۔

ضمضم کا چلّانا اور رونا ابوسفیان کا قاصد ضمضم اونٹ

کو بھگاتا ہوا مکہ میں داخل ہوا۔ اور بڑی بڑی شاہراہوں سے اونٹ کو دوڑاتا ہوا کعبہ کے صحن میں پہنچا۔ پھر اونٹ سے اتر کر کجاوے کو دور پھینک دیا۔ اور اونٹ کے کان کاٹ دیئے۔ اور ناک زخمی کر دیا۔ اپنے کرتے کو پھاڑ ڈالا۔ اور چلا چلا کر روتے ہوئے کہنے لگا۔ قریش! قریش! جلد دوڑو! محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں نے تمہارے قافلے کو گھیرے میں لے لیا ہے۔ فوراً مدد کو پہنچو! اس اطلاع سے سارے شہر میں اس سرے سے لے کر اس سرے تک آگ لگ گئی۔ کیونکہ سارے مکہ کی تجارت کا دارو مدار اسی قافلے پر تھا۔ اور اکثر قریشیوں کا اس قافلہ میں حصہ تھا۔ چنانچہ فوراً سب نے ارادہ کر لیا۔ کہ ایک زبردست فوج ابوسفیان کی مدد کے لیئے روانہ کی جائے۔ پھر ابوجہل اور دوسرے سردار نو سو پچاس مسلح جوان لے کر چل دیئے۔ راستے میں ان کو کہا گیا۔ کہ قافلہ ساحل سمندر کے راستے بچ کر نکل گیا ہے۔ اس لئے تم کو اب واپس چلے جانا چاہیئے لیکن ابوجہل نے یہ بات نہ مانی۔ اور کہا۔ کہ اب بدر کے میدان میں اتروں گا۔ وہاں چل کر شراب و کباب اور راگ و رنگ کا جشن مناؤں گا۔ اور مسلمانوں کو خفیف

Marfat.com

اور سبک کرکے لوٹوں گا۔ انہیں نیست و نابود کرکے چھوڑوں گا۔ چنانچہ وہ بدر میں آکر اترا۔ اور مشرکین نے پانی پر قبضہ جما لیا۔

جنگ بدر قدرت خداوندی کی نشانی ہے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔

در اصل کفار مکہ سے بدر میں لڑنے کے لئے نہیں نکلے تھے۔ حضورؐ قافلہ کے ارادے سے تشریف لے گئے تھے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔

حضرت کعب بن مالک سے روایت ہے ـــ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قریش کے قافلے کے ارادے سے تشریف لے گئے تھے۔ لیکن بغیر لڑائی کے ارادے کے وہاں بحکم الٰہی کفار سے مقابلہ ہو گیا۔ (بخاری شریف)

یقین کیجئے۔ کہ جنگ بدر خدا تعالیٰ کی قدرت کی ایک عظیم الشان نشانی ہے۔ یہاں خدائے بزرگ و برتر نے چیونٹی سے ہاتھی مروانے کا منظر دکھایا ہے۔ مسلمان ہر طرح بے سر و سامان تھے۔ کیا بہ لحاظ تعداد، اور کیا بہ لحاظ ساز و سامان بالکل اذِلّہ تھے۔ اگر ان کو علم ہو جاتا۔ کہ قریش کی بھاری اور مسلح فوج سے لڑنے کے لئے جانا ہے۔ تو ان پر سخت گراں گذرتا۔ خدا تعالیٰ نے ان کے سامنے قافلہ

رکھا۔ کہ ان کی تعداد کم اور غنیمت زیادہ تھی۔ گویا ایک قسم کی ATTRACTION (کشش) تھی۔ لیکن جب مسلمان قافلہ کے تعاقب کو نکلے۔ تو قافلہ خدا نے ان کی گرفت سے بچا کر نکال دیا۔ اور بجائے قافلہ کے، مسلمانوں کو کافروں کی مسلح فوج سے ٹکرا دیا۔ بے سرو سامان قلیل تعداد کے ہاتھوں — ایک پُر غرور باغی — کثیر لشکر کا خاتمہ کرا دیا۔ ارشادِ خداوندی ہوتا ہے :۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۝ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَ لِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۗ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ۝ (پ ۴ ع ۴)

اور البتہ تحقیق مدد کی تمہاری اللہ نے بدر میں در حالیکہ تم بے سروسامان تھے۔ پس اللہ (کی ناراضی) سے ڈرتے رہا کرو۔ تاکہ تم شکرگذار رہو ۞ جب تم (اے پیغمبرؐ) مسلمانوں سے کہہ رہے تھے۔ کہ کیا تم کو اتنا کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار (آسمان سے) تین ہزار فرشتے نازل کرکے تمہاری مدد کرے ۞ بلکہ اگر تم ثابت قدم رہو گے۔ اور (خدا رسولؐ کی نافرمانی سے) بچو گے۔ اور وہ لوگ (دشمن) اسی دم تم پر چڑھ آئیں۔ تو تمہارا پروردگار پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا۔ جو بڑی سج دھج سے آموجود ہونگے ۞ اور یہ امدادؔ تو اللہ تعالےٰ نے محض تمہاری بشارت کیلئے

لہ فرشتوں کی مدد محض مسلمانوں کی تسلی اور دل جمعی کے لئے تھی۔ ورنہ خدا بغیر فرشتوں کے بھی فتح دے سکتا تھا۔ چنانچہ فرمادیا "کہ (اصل مدد تو اللہ کی طرف ہی سے ہے" پھر یاد رکھیں۔ کہ اسباب بھی اللہ ہی چاہے۔ تو کارگر ہوسکتے ہیں۔ وہ نہ چاہے۔ تو اسباب بے سود و بیکار ہیں۔ اس لئے ہر حال میں تکیہ اور بھروسہ اللہ ہی پر رکھنا چاہیے۔

۞ ۞ ۞

کی، اور تاکہ تمہارے دل اس سے تسلی پائیں۔ ورنہ (اصل) مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ (جو) بڑا زبردست (اور) حکمت والا ہے ○ (اور تم کمزوروں اور بے سروسامانوں کی مدد اس لئے کی) تاکہ (خدا) کفار میں سے ایک گروہ کو ہلاک کر دے۔ یا ان کو ذلیل ▪ خوار کر دے۔ پھر وہ ناکام واپس چلے جائیں۔

بے سروسامانی میں مدد الٰہی متذکرۃ الصدر آیتیں بتاتی ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے بدر میں مسلمانوں کی بے مقدوری اور بے سروسامانی کی حالت میں مدد کی۔ پہلے ایک ہزار فرشتوں سے، پھر وہ تین ہزار ہوئے، اور پھر پانچ ہزار، سورہ انفال میں بھی اس مدد کا ذکر آیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ○ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ج وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ▪ (پ۹ ع ۱۵)

جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے (کفار پر

فتح کی) پھر قبول کی فریاد تمہاری، (بایں طور) کہ مدد دوں گا، میں تم کو ایک ہزار لگاتار فرشتوں کے ساتھ، اور یہ فرشتوں کی مدد تو خدا نے محض تمہاری بشارت کے لئے کی۔ اور تاکہ تمہارے دل اس سے چین پکڑیں۔ ورنہ فتح تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔ ٥

خدا کی جناب میں استغاثہ یعنی اللہ فرماتا ہے۔ یاد کرو اپنے استغاثہ[1] کا وقت کہ جب تم اللہ سے کافروں پر فتح کے لئے مدد طلب کرتے تھے۔ ہاں جب مسلمانوں نے کافروں کو بے سروسامان اور قلیل پایا۔ اور کافروں کو باسروسامان اور کثیر دیکھا تو خدا سے فریاد کی۔

بدر میں رحمت عالم کی دعا بدر میں خود رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کیطرف منہ کرکے کھڑے ہوکر یوں دعا کی۔

میرے پروردگار جو تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا۔ وہ

---

[1] استغاثہ سے ہی غوث ہے۔ فریادرس! پس غوث اللہ تعالے ہی ہے۔ جو فریاد کو پہنچنے والا ہے۔

پورا کر دے۔ میرے مولا جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا۔ وہ پورا فرمادے۔ میرے باری تعالیٰ اگر اہل اسلام میں سے (۳۱۳ آدمیوں کا) یہ ٹکڑا مارا گیا۔ تو زمین میں تیری عبادت کی امید نہیں!

حضورؐ اسی طرح برابر استغاثہ کرتے اور دعا مانگتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے دوش مبارک سے چادر گر پڑی۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آکر چادر اٹھا کر اڑھا دی۔ اور ایک طرف سے (حضورؐ پر قربان ہو ہو) آپ کو دبوچ لیا۔ اور عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ! آپ کی مناجات اپنے پروردگار سے کافی ہیں۔ خدا تعالیٰ عنقریب آپ کا وعدہ پورا فرمائے گا۔

(احمد۔ ابن جریر۔ طبقات ابن سعد)

فتح کی خوشخبری

صحیح بخاری میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (دعا مانگ کر) یہ کہتے ہوئے خیمے سے باہر نکلے۔ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ کافروں کے لشکر کو عنقریب شکست ہوگی۔ اور وہ پیٹھ موڑ کر بھاگ جائے گا۔"

گویا خدا تعالیٰ نے حضورؐ کا استغاثہ قبول کر لیا۔ آپ کی مناجات اجابت کے مقام پر پہنچ گئی۔ اور

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے کامرانی اور فتح کی خوشخبری سنا دی۔

خواب عاتکہ سے کفار کو انتباہ

آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں۔ کہ ابوسفیان کو جب معلوم ہوا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اور ان کے ساتھی اس کے قافلہ کی گرفتاری کے لئے آ رہے ہیں۔ تو اس نے ضمضم بن عمرو کو مکہ دوڑایا۔ کہ تمہارا قافلہ گھیرے میں ہے۔ مدد کے لئے جلد دوڑو۔ ضمضم کے مکہ پہنچنے سے تین دن قبل عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ایک خواب دیکھا۔

کہ ایک اونٹ سوار بلند ٹیلے پر آکر چلایا۔ کہ اے آلِ غالب جلد اپنے مصارع کو چلو۔ چنانچہ لوگ اس کے گرد جمع ہوگئے۔ پھر ایک فرشتہ آسمان سے اترا اس نے پہاڑ سے ایک پتھر لے کر پھینکا۔ جس سے مکہ کا کوئی گھر نہ بچا۔ جس میں اس کی کرچ نہ گری ہو۔

یہ خواب عاتکہ نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو سنایا۔ انہوں نے کہا۔ کہ اس خواب کو پوشیدہ رکھنا کسی سے بیان نہ کرنا۔ اور خود ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے کہہ سنایا۔ اور اسے بھی پوشیدہ رکھنے کی تاکید کی۔ لیکن اس نے اپنے باپ کو سنا دیا۔

Marfat.com

اور اس طرح خواب فاش ہوگیا۔ دوسرے دن جب عباس طواف کرنے گئے۔ تو ابوجہل نے (جو ایک گروہ کے درمیان خواب عاتکہ بیان کر رہا تھا۔) کہا۔ اے عباس! طواف کرکے ذرا اِدھر آنا۔ طواف سے فارغ ہوکر عباس ابوجہل کے پاس گئے۔ تو اس نے کہا۔

بنو عبدالمطلب! یہ فتنہ (خواب) تمہارے ہاں کہاں سے آیا ہے۔ کیا تم اس پر راضی نہیں ہوئے۔ کہ تمہارے اندر مرد نبوت کا دعویٰ کریں۔ اور یہاں عورتیں بھی مدعی ہوئیں۔ اچھا ہم تین روز تک انتظار کرتے ہیں۔ اگر یہ خواب سچا ہوا۔ تو خیر! نہیں تو ہم ایک نوشتہ لکھ دیں گے۔ کہ عرب میں تمہارا خاندان جھوٹا ہے۔

عباس کہتے ہیں۔ کہ بنی عبدالمطلب سے ہر ایک عورت نے شام کو مجھ سے شکایت کی۔ کہ تم نے اس خبیث کو اپنے مردوں کی غیبت کرنے کی اجازت دی۔ یہاں تک کہ اس نے عورتوں کی بدگوئی کی۔ اور تم سنتے رہے۔ تمہاری غیرت کو کیا ہوگیا ہے۔

عباس کہتے ہیں۔ کہ تیسرے دن ابوجہل نے ضمضم

Marfat.com

بن عمرو کی آواز سن لی۔ کہ وہ بطن الوادی سے چلاتا اور گریبان پھاڑتا ہوا آیا۔ کہ اے آل غالب! اے قریش! جلد دوڑو۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں نے تمہارے اموال تجارت کو (یعنی قافلہ کو) جو ابوسفیان کے ساتھ ہے، گھیر لیا ہے۔"

گویا عاتکہ کا خواب سچا ہوگیا۔ خدا تعالیٰ نے اس خواب کے ذریعہ کفار کو متنبہ کر دیا۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے مقابلہ میں تمہارے پرخچے اڑ جائیں گے۔ اور تم نیست و نابود ہو جاؤ گے۔ لیکن ابوجہل نے خدا کی اس نشانی سے بھی کچھ سبق نہ سیکھا۔ بلکہ ہزار کے قریب لشکر جرار لے کر بدر کو روانہ ہو گیا۔ اپنی بربادی۔ اور ہلاکت کی طرف چل دیا۔

حیات جاوداں اندر ستیز است

اللہ تعالیٰ کو ایسا ہی منظور تھا۔ کہ مٹھی بھر جماعت کے ہاتھوں اشرار کی کثیر تعداد کو ذلیل و رسوا کرے۔ ایک بڑے لشکر کو تباہ و برباد کر دے۔ قدوس لازوال اپنی قدرت اور حکمت کا یوں اظہار فرماتا ہے:-

كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ ۙ يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ

مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ○
وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَ
تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَ يُرِيْدُ
اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ يَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ○
لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَ يُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ○ (پ ۹ ع ۱۵)

جیسے نکالا تجھ کو تیرے پروردگار نے تیرے گھر سے، (اے محمدؐ) درست کام پر اور ایک جماعت ایمان والی البتہ راضی نہ تھی ○ تجھ سے جھگڑتے تھے درست بات میں واضح ہو چکنے کے بعد، گویا کہ ہانکے جاتے ہیں، موت کی طرف اور وہ دیکھتے ہیں ○ اور جب وعدہ دیتا تھا اللہ تم کو ایک کا دو جماعتوں سے (عیر کا یا نفیر کا) یہ (ایک) واسطے تمہارے ہے۔ اور تم چاہتے تھے کہ جس میں کانٹا نہ لگے۔ تم کو ملے، اور اللہ چاہتا تھا کہ سچا کرے سچے کو، اپنی باتوں سے اور کاٹے جڑ کافروں کی ○ تو کہ سچا کرے دین کو اور جھوٹا کرے باطل کو، اور اگرچہ ناخوش ہوں مجرم ○

بے شک اللہ نے اپنے پیغمبرؐ کو اس کے گھر مدینہ سے قتال بدر کے لئے نکالا۔ اور حال یہ کہ مومنوں میں

Marfat.com

سے ایک فریق قتال کو ناپسند رکھتا تھا۔ یہ ناپسند رکھنا متقین کی کمزوری یا عصیان کے طور پر نہیں تھا۔ بلکہ بہ تقاضائے بشریت تھا۔ اور بات یہ تھی۔ جیسا کہ آپ گذشتہ اوراق میں پڑھ آئے ہیں۔ کہ حضورؐ ان مسلمانوں کو لے کر قریش کے فسادی قافلہ کی گرفتاری کے لئے نکلے تھے۔ لیکن قافلہ بچ کر نکل گیا۔ اور قافلہ کی جگہ ابوجہل کا ایک ہزار کے قریب لشکر مقابلہ میں آگیا۔ اس لشکر کو دیکھ کر مسلمانوں کو گھبراہٹ اور کراہت ہوئی۔ کہ گھر سے اتنے بڑے لشکر سے لڑنے کو نہیں نکلے تھے۔ انہوں نے اس مقابلہ کو موت کے منہ میں جانا تصور کیا۔

خدا تعالےٰ نے ان کو قافلہ اور لشکر دونوں جماعتوں میں سے ایک کا مبہم وعدہ دیا۔ مسلمانوں نے بہ مقتضائے بشریت بے شوکت والی جماعت کو چاہا۔ کہ بس قافلہ ہی مل جائے۔ اگر ان کو صرف قافلہ ہی مل جاتا تو قریش کا لشکر جو مسلمانوں اور اسلام کو مٹانے کا تہیہ کرچکا تھا۔ اس کا خاتمہ کس طرح ہوتا۔ خدا تعالےٰ تو کافروں کی جڑ کاٹ دینے کا ارادہ کرچکا تھا۔ اس نے اسلام کا بول بالا کرنا تھا۔ اور باطل کو مٹانا تھا۔ اس لئے مسلمانوں کو ٹکرا دیا۔ اور فتح چونکہ آدمیوں اور اسلحہ کی کثرت پر

Marfat.com

وقوف نہیں. فتح اللہ دیتا ہے. اس نے دے دی.

گرا جوئی ، چرا در پیچ و تابی
کہ او پیدا ست تو زیر نقابی
تلاش او کنی جز خود نہ بینی
تلاش خود کنی جز او نیابی (اقبالؔ)

قدرت خداوندی کا کرشمہ مسلمانوں نے جب کاروان کے بجائے مسلح فوج پائی. قلت کا کثرت سے ٹکراؤ ہوا. تو خدا نے مسلمانوں کی نظر میں کافروں کو قلیل دکھایا. چنانچہ وہ دلیر ہو کر ان سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے. تیار کیا ہوئے دیکھتے ہی دیکھتے ان کا صفایا کر دیا. ارشاد خداوندی ہوتا ہے :-

اِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّ يُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ (پ۱ ع۱)

(اور یاد کرو اے مسلمانو !) جب دکھاتا تھا اللہ تعالیٰ تم کو لشکر کافروں کا لڑائی کے وقت تمہاری آنکھوں میں تھوڑا ، اور کافروں کی آنکھوں میں تم کو تھوڑا ، تاکہ خدا کو جو کچھ کرنا منظور تھا (اس کو) کر دکھائے ،

Marfat.com

اور سب کاموں کا مدار اللہ ہی پر موقوف ہے ؎

سبحان اللہ! قربان جایئے اللہ کی ذات اور صفات پر کافر مسلمانوں کو قلیل دیکھ کر اُن پر کود پڑے۔ اور مسلمان کافروں کو اپنی تعداد سے قلیل پاکر ان پر لوٹ پڑے اور اللہ کا چاہا پورا ہو گیا۔ کفر نے ذلت اور اسلام نے عزت پائی۔

مجاہدین کی معیت میں خواجۂ بدر و حنین صلی اللہ علیہ وسلم منگل کے دن مقام روحا پر پہنچے۔ اور جمعرات کو جلوہ بارِ نواحِ بدر ہوئے۔ اس روز رمضان المبارک کی ۱۶ تاریخ اور ۲ھ تھا۔ یہاں پہنچ کر آپؐ کو اور صحابہؓ کو معلوم ہوا کہ اب عیر کے بجائے نفیر سے سامنا ہوگا۔ کارواں گیا۔ اور لشکر لڑنے کو آگیا!

مجلس مشاورت طلب فرمائی اب حضرت انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس مشاورت طلب فرمائی۔ اور لوگوں سے مشورہ پوچھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فوراً اٹھ کر اطاعت کیشی پر ایک پُر جوش تقریر کی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمانبرداری اور جانثاری کا پورا پورا یقین دلایا۔ اور مسلمانوں کو حضورؐ کے ارشاد پر سر دھڑ کی بازی لگا دینے کی رغبت دلائی!

Marfat.com

مقداد بن عمروؓ کی تقریر

بعد ازاں مقداد بن عمروؓ کھڑے ہوئے۔ اور عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! خدا تعالیٰ جو آپ کو حکم دے ہم اس پر عمل کرینگے۔ ہم پوری طرح آپ کے ساتھ ہیں۔ خدا کی قسم ہم آپ سے وہ بات نہ کہیں گے۔ جو بنی اسرائیل نے حضرت موسےٰ علیہ السلام سے کہی تھی۔ کہ

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ (پ۶ ع۸)

پس جا (اے موسیٰؑ) تو اور تیرا رب، پس لڑو تم دونوں، تحقیق ہم یہیں بیٹھے ہیں!!

بلکہ ہم یوں کہیں گے۔

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا مَعَكُمَا مُقَاتِلُوْنَ ط

پس جائیے آپ اور آپ کا رب، پس لڑو تم دونوں، تحقیق ہم بھی آپ دونوں کے ساتھ (ہوکر) لڑنے والے ہیں!!

قسم ہے اس پروردگار کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ ہم آپ کا پورا پورا ساتھ دیں گے۔ حضرت انورؐ خوش ہوئے۔ اور مقدادؓ کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

سعد بن معاذؓ کی تقریر

پھر آپ نے فرمایا۔ لوگو! مجھے مشورہ دو۔ اس سے حضورؐ کی مراد یہ تھی۔ کہ انصار کیا کہتے ہیں۔ کیونکہ ان کی تعداد زیادہ تھی۔ جب عقبہ میں انہوں نے بیعت کی تھی۔ تو عرض کیا تھا کہ مدینہ منورہ

Marfat.com

کے اندر ہم آپ کی حفاظت کریں گے۔ بالکل جس طرح اپنی اولاد کی حفاظت کرتے ہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال کیا۔ کہ انصار کا وعدہ مدینہ سے باہر جنگ کرنے کا نہیں تھا۔ شہر میں اگر دشمن حملہ آور ہو۔ تو مدد کرنے کا ہے۔ اس لئے حضورؐ ان کا عندیہ معلوم کرنا چاہتے تھے۔ کہ اب مدینہ سے باہر جنگ کرنے کے بارے میں وہ کیا کہتے ہیں!

یہ سن کر حضرت سعد بن معاذؓ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! گویا آپ ہم کو مراد لیتے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا۔ ہاں! تو سعد بن معاذؓ نے عرض کیا۔

"اے اللہ کے رسولؐ! ہم لوگ آپ پر ایمان لائے، آپ کی تصدیق کی۔ اور شہادت دی۔ کہ آپ اللہ کی طرف سے دین حق لے کر آئے ہیں۔ ہم آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے بسر و چشم حاضر ہیں۔ اس ذات پاک کی قسم ہے۔ جس نے آپ کو صداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ اگر آپ ہم کو اس سمندر میں پیش کریں۔ کہ اس میں گھس جاؤ۔ تو ہم گھس پڑیں گے ایک بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ جہاں آپ کا دل چاہے ہم کو لے چلئے۔ جس دشمن سے چاہیں ہمیں لڑا دیجئے آپ ہم کو ثابت قدم اور راسخ پائیں گے۔ جب تک

Marfat.com

ہماری جان ہیں جان ہے۔ ہم حضورؐ کی رکاب نہیں چھوڑینگے، امید ہے اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے ایسی باتیں دکھائے۔ جن سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ پس خدا تعالیٰ کی برکت پر آپ ہم کو لے چلیں۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعدؓ کی ان باتوں سے بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت پر روانہ ہو چلو۔

قریش کے مصارع کی نشاندہی

پھر حضورؐ نے خدا کی دی ہوئی بشارت سنائی۔ کہ اللہ نے مجھے عیر اور نفیر۔ یعنی کارواں اور لشکر سے ایک گروہ کا وعدہ کیا ہے۔ قسم ہے خدا تعالیٰ کی — میں (وحی الٰہی سے) اس دم قریش کے مصارع کو دیکھتا ہوں۔ یعنی جس جس جگہ قوم کے مشہور لوگ قتل ہوکر گرینگے۔ خدا نے مجھے ہر ایک کے ٹھکانے کو دکھا دیا ہے۔[1]

بدر کے میدان میں رحمت عالمؐ کا خطبہ

کفارِ عرب کے مقابلہ میں مٹھی بھر مسلمانوں کو لیکر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں اترے ہیں۔ ان کی صف بندی کرکے

---

[1] سچ ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ (ترجمہ: اور وہ [illegible]) (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی خواہش سے نہیں وہ (بولتا) مگر وحی کہ بھیجی جاتی ہے۔

انہیں یوں خطاب کرتے ہیں۔ رہتی دنیا تک حضورؐ کا یہ لازوال خطبہ مسلمانوں کے لئے روشنی کا مینار ہے۔ حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَحُثُّکُمْ عَلٰی مَا حَثَّکُمُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ ط وَ اَنْھَاکُمْ عَمَّا نَھَاکُمُ اللّٰہُ عَنْہُ ط فَاِنَّہٗ جَلَّ وَعَلَا عَظِیْمٌ شَاْنُہٗ یَاْمُرُ الْحَقَّ وَیُحِبُّ الصِّدْقَ ط وَیُعْطِیْ عَلَی الْخَیْرِ اَھْلَہٗ اَعْلٰی مَنَازِلِھِمْ عِنْدَہٗ ط بِہٖ یُذْکَرُوْنَ وَبِہٖ یَتَفَاضَلُوْنَ ط وَاِنَّکُمْ قَدْ اَصْبَحْتُمْ بِمَنْزِلٍ مِّنْ مَنَازِلِ الْحَقِّ ط لَا یَقْبَلُ فِیْہِ اللّٰہُ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا مَا ابْتُغِیَ بِہٖ وَجْھُہٗ وَ اِنَّ الصَّبْرَ فِیْ مَوَاطِنِ الْبَاْسِ مِمَّا یُفَرِّجُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ بِہِ الْھَمَّ وَیُنَجِّیْ مِنَ الْغَمِّ ط وَتُدْرِکُوْنَ النَّجَاۃَ فِی الْاٰخِرَۃِ ط فِیْکُمْ نَبِیُّ اللّٰہِ یُحَذِّرُکُمْ وَ یَاْمُرُکُمْ فَاسْتَحْیُوا الْیَوْمَ اَنْ یَّطَّلِعَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی شَیْءٍ مِّنْ اَمْرِکُمْ یَمْقُتُکُمْ عَلَیْہِ ط فَاِنَّہٗ تَعَالٰی یَقُوْلُ لَمَقْتُ اللّٰہِ اَکْبَرُ مِنْ مَّقْتِکُمْ اَنْفُسَکُمْ ط اُنْظُرُوا الَّذِیْ اَمَرَکُمْ بِہٖ مِنْ کِتَابِہٖ وَاَرَاکُمْ مِّنْ اٰیَاتِہٖ ط وَ اَعَزَّکُمْ بَعْدَ الذِّلَّۃِ ط فَاسْتَمْسِکُوْا بِہٖ یَرْضَ رَبُّکُمْ عَنْکُمْ ط وَاسْئَلُوْا رَبَّکُمْ فِیْ ھٰذَا الْمَوْطِنِ اَمْرًا تَسْتَوْجِبُوا الَّذِیْ وَعَدَکُمْ بِہٖ مِنْ رَّحْمَۃٍ وَّ مَغْفِرَۃٍ ط فَاِنَّ وَعْدَہٗ حَقٌّ وَّقَوْلَہٗ صِدْقٌ وَّ

Marfat.com

عِقَابُهٗ شَدِیۡدٌ ط وَ اِنَّمَا اَنَا وَ اَنۡتُمۡ بِاللّٰہِ الۡحَیِّ الۡقَیُّوۡمِ الَّذِیۡ اِلَیۡہِ لَجَاۡنَا وَبِہٖ اعۡتَصَمۡنَا وَعَلَیۡہِ تَوَکَّلۡنَا وَ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ ط یَغۡفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلِلۡمُسۡلِمِیۡنَ ط

(سیرۃ الحلبیۃ)

(ترجمہ) مسلمانو! بیشک میں تمہیں رغبت دلاتا ہوں اسی چیز کی طرف، جس کی رغبت اللہ بزرگ و برتر نے دلائی ہے۔ ایسے ہی میں تم کو ان ہی چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ جن سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں منع کیا ہے۔ وہ بزرگی اور بلندی والا، بڑی شان والا خدا۔ سچی باتوں کا حکم کرتا ہے۔ اور سچ کو ہی دوست رکھتا ہے۔ وہ نیکیاں کرنے والوں کو اپنے ہاں بڑے رتبے بخشتا ہے۔ اسی سے وہ یاد کیے جاتے ہیں۔ اور اسی سے ان کو فضیلتیں ملتی ہیں۔ اور (سنو!) سچائی اور صداقت کی منزلوں میں سے ایک منزل پر آج تم آ گئے ہو۔ یہاں جو کام تم صرف خدا کی خوشنودی کی نیت سے کروگے وہی قبول کیا جائے گا۔ پس لڑائی کے وقت تمہارا ارادہ صرف اعلائے کلمۃ الحق کا ہی ہو۔ (نہ شہرت اور طلبِ مال کا) سختیوں اور مایوسیوں میں صبر اور ثابت قدمی اختیار کرنے سے تمام رنج اور غم دور ہو جائیں گے۔ اور مشکلیں آسان اور آخرت میں نجات حاصل ہوگی۔ (دیکھو!) تم میں اللہ کا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہے۔ جو تم کو (خدا کے عذابوں سے) ڈراتا ہے۔ اور (نیکیوں

کا) حکم کرتا ہے۔ (خبردار!) آج کسی ایسی غلطی کے مرتکب نہ ہونا۔ جس سے خدا تعالیٰ تم پر ناراض ہو جائے۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

"البتہ خدا کا ناخوش رکھنا بہت بڑا ہے (از روئے وبال کے) تمہارے

ناخوش رکھنے سے"۔ جو اس نے اپنی کتاب میں تم کو حکم دیئے ہیں۔ اور اپنی نشانیاں تم کو دکھلائی ہیں۔ ان کو مدنظر رکھو۔ اس نے تم کو ذلت کے بعد عزت بخشی ہے۔ پھر تم اللہ کے حکموں پر صبر سے جم جاؤ۔ دین پر سختی سے کاربند ہو جاؤ۔ یہی وہ کام ہے۔ جس سے تمہارا پروردگار تم پر خوش ہو جائے گا۔ اب جہاد کا موقع ہے۔ اس وقت اللہ تعالےٰ سے ایسی (پر خلوص) دعائیں مانگو۔ اور ایسے اچھے عمل کرو۔ کہ اس نے جو تمہارے ساتھ وعدہ کیا ہے۔ وہ پورا ہو جائے۔ رحمت اور بخشش تم کو آغوش میں لے لے۔ بے شک اللہ کے وعدے سچے ہیں۔ اس کی باتیں درست ہیں۔ اور لاریب اس کے عذاب بھی بڑے سخت ہیں۔ (سنو!) میں خود بھی اور تم سب بھی اُس حیّ القیّوم ذات کی مدد سے یہاں بس سکتے ہیں۔ ہم سب اسی کی طرف جھکتے ہیں۔ اور اسی پاک ذات سے ہم مضبوطی پاتے ہیں۔ اسی پر ہم بھروسہ کرتے ہیں۔ اسی کی طرف ہم سب نے لوٹنا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم کو، اور سب مسلمانوں کو بخش دے"۔

Marfat.com

حزب اللہ اور حزب الشیطان میں جنگ کا آغاز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کی آٹھ تاریخ سوموار کے روز مدینہ منورہ سے چلے۔ حضرت ابن ام مکتوم کو نماز کا امام مقرر کیا۔ مقام روحا پر پہنچ کر ابولبابہ بن المنذر کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا۔ حضرت مصعب بن عمیر کو جھنڈا علاہ اور لوائے انصار حضرت سعد بن معاذ کو عطا ہوا۔

قریش کے سقوں سے دریافت حال

پھر حضور مقام صفراء پر پہنچے۔ اور وہاں سے چل کر وادی ذفران میں تشریف لائے۔ یہاں سے روانہ ہوکر بدر کے قریب پہنچے۔ اس وقت شام ہو چکی تھی۔ آپ نے حضرت علی ابن ابی طالب، زبیر ابن العوام، سعد بن ابی وقاص وغیرہ کو بدر کی طرف روانہ کیا۔ کہ دشمن کی خبر لائیں۔ انہوں نے قلیب[1] بدر پر قریش کے دو غلام پائے۔ اور ان کو پکڑ کر لے آئے۔ رحمت عالم نماز پڑھ رہے تھے۔ لوگوں نے ان غلاموں سے پوچھا۔ کہ تم کن کے ہمراہ آئے ہو۔؟ وہ بولے۔ ہم قریش کے ساتھی ہیں۔ اور ان کا پانی بھرنے پر مقرر ہیں۔ صحابہ نے خیال کیا۔ کہ یہ ابوسفیان کے قافلہ کے ہیں اور جھوٹ کہتے ہیں کہ قریش کے ساتھی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے

[1] پرانے کنوئیں کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

اِن کو مارا۔ سقّوں نے از راہِ خوف کہہ دیا۔ کہ ہم ابوسفیان کے قافلہ کے ساتھ ہیں۔ اتنے میں سرور رسولاں نماز پڑھ چکے۔ اور صحابہؓ سے فرمایا۔ جب انہوں نے سچ بولا۔ تو تم نے اُن کو مارا۔ اور جب جھوٹ کہا۔ تو تم نے چھوڑ دیا۔ سنو! انہوں نے سچ کہا۔ کہ وہ قریش کے ہمراہ ہیں۔

پھر حضورؐ نے ان سے دریافت کیا۔ کہ قریش کہاں ہیں؟ انہوں نے جوابدیا۔ کہ وہ عدوۃ القصویٰ)۔ یعنی انتہائی کنارہ ہیں۔ اس بڑے ٹیلے کے پیچھے۔ جسے عقنقل کہتے ہیں۔ حضورؐ نے پوچھا۔ وہ کتنے ہیں؟ جواب ملا۔ بہت ہیں۔ دریافت فرمایا۔ ان کی تعداد کتنی ہے؟ غلاموں نے کہا۔ تعداد ہم کو معلوم نہیں۔ حضورؐ نے پھر پوچھا۔ اچھا بتاؤ۔ ہر روز کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا۔ نو دس اونٹ! پیغمبر کائناتؐ نے فرمایا۔ سمجھ گئے — ہزار اور نو سو کے درمیان ہیں۔ آپ نے مزید دریافت کیا۔ قریش کے کون کون سردار آئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا۔ عتبہ بن ربیعہ۔ حکیم بن حزام۔ نوفل بن خویلد۔ شیبہ ابن ربیعہ۔ ابوالبختری بن ہشام۔ حارث بن عامر بن نوفل۔ نضر بن حارث۔ زمعہ بن الاسود۔ امیہ بن خلف۔ ابوجہل بن ہشام سہیل بن عمرو، عمرو بن عبدودّ!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی طرف منہ کر

کے فرمایا۔ مکہ کے جگر پارے تمہاری طرف ڈال دیئے گئے ہیں۔

بدر میں مسلمانوں نے پوزیشن لے لی!

قریش مکہ نے جہاں قیام کیا تھا۔ وہاں کی زمین نشیب، نرم اور مٹی والی تھی۔ اور اس میدان کے عدوۃ الدنیا یعنی دوسرے کنارے زمین بلند اور ریتلی تھی۔ اور یہاں کے کنوئیں کا پانی بھی لطیف اور زیادہ تھا۔ یہاں ہر سال عرب جمع ہوا کرتے تھے۔ اور بازار لگا کرتا تھا۔

خدا کی شان اس روز بارش ہوئی۔ اور یہاں کی ریتلی زمین سخت ہوگئی۔ اور صحابہؓ کا چلنا پھرنا آسان ہوگیا۔ برعکس اس کے جہاں قریش ٹھیرے تھے۔ وہ زمین نرم اور نشیب تھی۔ وہاں پانی جمع ہوگیا، اور دلدل اور کیچڑ کی وجہ سے کافروں کا چلنا پھرنا دشوار ہوگیا۔ مسلمانوں نے اس بلند زمین کے کنوئیں پر رات کو پوزیشن لے لی۔ اور پورا قبضہ کر لیا۔

نوسو پچاس مسلح کافر

ہجرت کے دوسرے سال۔ سترہؔ رمضان جمعہ کے روز جب قریش اپنی متکبرانہ شان و شوکت کے ساتھ عقنقل کے عقب سے نکل کر آگے بڑھے۔ نوسو پچاس کفر کے "لاشوں" نے مارچ کیا۔ اپنی تعداد کی کثرت، اسلحہ کی بہتات اور راشن کی فراوانی کے نشہ میں چور چور چلے۔ کہ اپنے ساتھ سات سو اونٹ، اور سو گھوڑے رکھتے تھے۔ اور سب آدمی زرہ پوش تھے

Marfat.com

اور ہر سردار باری باری فوج کو اعلیٰ کھانا دیتا تھا۔ اس کے علاوہ سامان عیش بھی ان کے ساتھ تھا۔ گانے والی عورتیں بکثرت تھیں جو ہر منزل پر دف بجا بجا کر اور گا گا کر لڑنے والوں کو خوش کرتی تھیں۔ اور مسلمانوں کو گالیاں دیتی تھیں!

تین سو تیرہ بے سروسامان مسلمان

اُدھر تین سو تیرہ مسلمان ہیں۔ جن کے پاس صرف تین زرہیں ہیں۔ اور گھوڑے بھی صرف تین۔ ایک مرثد بن ابی مرثد غنویؓ کا۔ ایک زبیر ابن العوامؓ کا۔ ایک مقداد ابن الاسودؓ کا۔ کفار کے سات سو اونٹوں کے مقابلہ میں یہاں صرف ستر اونٹ ہیں۔ اور یہ لوگ مدینہ سے آٹھ میل چل کر میدان بدر میں پہنچے ہیں۔ ۷۴ مہاجر ہیں اور ۲۳۹ انصار ہیں۔

دنیا سے نرالی جنگ

یہ جنگ ساری دنیا سے انوکھی اور نرالی جنگ تھی۔ کہ یہاں باپ کے مقابلہ میں بیٹا۔ بھائی کے مقابلہ میں بھائی۔ اور ماموں کے خلاف بھانجا نبرد آزما تھا۔ اللہ کی خوشی کے لئے، اللہ کے کلمہ کی بلندی کی خاطر رشتے ناطے فراموش کر دیئے گئے تھے۔ انکے ہاں صرف توحید اور اسلام کا رشتہ باقی تھا۔ کہ وہ اللہ والے کہتے تھے۔ ؎

دشمنِ حق سے مسلماں کی قرابت کیسی
اس کا رشتہ ہے فقط حُبِّ خدا عزّ و جلّ

۷۴
۲۳۹
۳۱۳

لڑائی کی کیفیت

۱۷ار رمضان جمعہ کے روز دونوں گروہ آمنے سامنے ہوئے۔ ابن اسحاق میں ہے۔ کہ سب سے پہلے اسود بن عبدالاسد نے مسلمانوں کے حوض پر حملہ کیا۔ اور وہیں ڈھیر ہوا۔ اس کے بعد دستورِ عرب کے مطابق دونوں طرفوں سے آدمی نکلے۔ کفار کی فوج سے ولید بن عتبہ۔ عتبہ بن ربیعہ، اور شیبہ بن ربیعہ میدان میں نکلے۔ اور مسلمانوں کی طرف سے حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہ بن حارث مقابلہ میں آئے۔

عتبہ نے حضرت حمزہؓ کی طرف دیکھا۔ اور کہا۔ کہ تم کون ہو؟ آپ نے فرمایا۔ کہ میں حمزہ بن عبدالمطلب شیرِخدا ہوں۔ پھر عتبہ نے بھی اپنی تعریف کی، اور کہا۔ کہ بیشک تم ہمارے ساتھ لڑنے کے لائق ہو۔ پھر پوچھا۔ کہ وہ دو کون ہیں؟ حضرت حمزہؓ نے کہا۔ کہ ایک تو علی ابن ابی طالبؓ ہیں اور دوسرے عبیدہ بن حارثؓ ہیں۔ عتبہ بولا۔ ہاں تم سب ہمارے مدِمقابل ہو۔ اور ہم تم سے لڑنے کو تیار ہیں۔

اس کے بعد ولید حضرت علیؓ کی طرف بڑھا۔ عتبہ حضرت حمزہؓ کے مقابل ہوا۔ اور شیبہ نے حضرت عبیدہ کے روبرو تلوار نکالی۔ حضرت علیؓ نے ولید کو ایسی تلوار ماری کہ وہ زمین پر گرتے ہی ٹھنڈا ہوگیا۔ اور حضرت حمزہؓ نے تلوار کے ایک ہی وار سے عتبہ کے

Marfat.com

دو ٹکڑے کر دیئے۔ لیکن شیبہ نے حضرت عبیدہؓ کے پاؤں میں ایسی تلوار ماری۔ کہ وہ گر پڑے۔ اور پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اتنے میں حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ نے بڑھ کر شیبہ قتل کر دیا اور عبیدہؓ کو کندھے پر اٹھا کر سرور رسولاںؐ کی خدمت میں لے آئے۔ جب عبیدہؓ نے حضور انورؐ کو دیکھا۔ تو پکار اٹھے۔ یا رسول اللہ! میں شہید نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ تم شہید ہوئے۔ اس کے بعد راستے میں حضرت عبیدہ بن حارثؓ نے داعی اجل کو لبیک کہہ دیا۔ اور روحا میں مدفون ہوئے۔ ہزاروں رحمتیں ہوں عبیدہؓ کی روح پر۔ کہ اسلام کی خاطر جان دی۔

ھذان خصمان کی شان نزول

مذکورہ تین آدمی مسلمانوں کی طرف سے تھے۔ اور تین آدمی کافروں کی طرف سے تھے۔ جو فرداً فرداً لڑنے کو نکلے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے حضرت ابوذرؓ قسم کھا کر کہتے ہیں۔ کہ یہ آیت ھٰذٰنِ خَصْمٰنِ[1] اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ۔ ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی تھی جو جنگ بدر کے دن دونوں طرف سے فرداً فرداً ایک دوسرے کے مقابلے کیلئے نکلے تھے۔ یعنی حمزہؓ۔ علیؓ، اور عبیدہؓ بن

---

[1] یہ دو فریق ہیں۔ ایک دوسرے کے مخالف (اور آپس میں اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑتے تھے (پ۱۷ع۹) یعنی ایک فریق خدا کو مانتا ہے۔ اور ایک نہیں مانتا۔ ایک موحّد ہے اور دوسرا مشرک ہے!

Marfat.com

حارث (مسلمانوں کی طرف سے) شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ، اور ولید بن عتبہ (کافروں کی طرف سے)۔

جنگ کا زور ہو گیا مذکورہ تین کافروں کے مارے جانے کے بعد جنگ کا زور ہو گیا۔ لڑائی کے دوران، حضرت مہجع رضی اللہ عنہ کو ایک تیر لگا۔ اور شہید ہو گئے۔ جنگ بدر کے یہ سب سے پہلے شہید ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔ پھر حارثہ بن سراقہ انصاری رضی اللہ عنہ ایک تیر لگنے سے شہید ہوئے۔ جب کہ آپ حوض سے پانی پی رہے تھے۔ حضرت عمیر بن الحمام رضی اللہ عنہ نے حملہ کے دوران جامِ شہادت نوش کیا۔ بعد ازاں مسلمان کافروں پر ٹوٹ پڑے۔ اور نہایت شدت کی لڑائی ہونے لگی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگریزوں کی ایک مٹھی اٹھا کر اس پر شَاهَتِ الْوُجُوهُ[1] پڑھ کر پھونک ماری۔ اور قریش کی طرف پھینکی۔ خدا کی قدرت ہر کافر کی آنکھ میں وہ سنگریزے پڑے۔ پھر وہ اپنی آنکھوں کو ملنے لگے۔ اور پس پا ہونے لگے۔ اور مسلمانوں نے ان کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ اور لڑائی کا نقشہ بدل گیا۔ صحابہؓ نے فتح کو پا لیا۔ بڑے بڑے صناوید قریش مارے گئے۔ اور مسلمانوں نے بچے کھچے کافروں کو قید کر لیا۔ اُن کی مشکیں کس لیں۔ ستّر کافر جہنم رسید ہوئے۔ اور ستّر اسیر بنا لئے گئے۔

[1] دشمن کے چہرے سیاہ ہوں!

مسلمانوں میں ۱۴ صحابی شہید ہوئے۔ ۸۔ انصار میں سے اور ۶۔ مہاجروں میں سے۔ اللہ کی ان پر بے حساب رحمتیں نازل ہوں کہ انہوں نے اسلام پر اپنی جانوں کو قربان کر دیا۔ اللہ کا دین ہم تک پہنچانے کی خاطر موت سے ٹکرا گئے۔ رضی اللہ عنہم!

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ حضورؐ نے جو کنکریوں کی مٹھی کافروں کو ماری اور اس سے وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ خدا فرماتا ہے۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ؟ (پ۹ ع۱۶)

اور نہیں پھینکا تھا تو نے جبکہ پھینکا تھا۔ ولیکن اللہ نے پھینکا تھا"

یعنی اے پیغمبرؐ! جب تو نے کافروں کی طرف سنگریزوں کی مٹھی پھینکی تھی۔ جس سے کافروں کی آنکھوں میں خاک پڑی اور وہ شکست کھا گئے، یہ کوئی تیری قدرت اور طاقت سے نہیں ہوا تھا۔ بلکہ اللہ نے ایسا کیا تھا۔ موضح القرآن میں ہے۔ تیرا پھینکنا اس لائق نہ تھا۔ کہ تمام کافروں کی آنکھوں میں جاتا۔ ولیکن اللہ نے پھینکا تھا۔ کہ سب کافروں کی آنکھوں میں گئی۔ یعنی یہ تاثیر خدا نے پیدا کی۔ کہ مٹھی پھینکنے سے وہ بھاگ کھڑے ہوئے ایسے ہی خدا صحابہؓ کو بھی کہتا ہے:

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ص (پ۹ ع۱۶)

پس نہ مارا (اے صحابہؓ) تم نے ان (کافروں) کو (بدر میں)

Marfat.com

"لیکن اللہ نے ان کو مارا۔"

یعنی تم نے اپنے زور سے، ذاتی طاقت سے کافروں کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے کیا ہے۔ اللہ کی مدد سے ایسا ہوا ہے۔ گویا صحابہؓ اور حضورؐ کے فعل میں خدا نے تاثیر پیدا کی۔ اس کی مدد ہوئی۔ تو کامیابی اور فتح نے قدم چومے!

ابوجہل کا سر

ابوجہل کافروں کا سردار اور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن تھا۔ بڑا شرارتی اور شیطان خصلت آدمی تھا۔ خدا کی شان انصار کے دو نوجوانوں ـــ معاذ اور معوّذ نے اس پر ایسا حملہ کیا۔ کہ تہ تیغ کر دیا۔

صحیح بخاری میں ہے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دیکھو تو ابوجہل کیا ہوا۔ عبداللہ بن مسعودؓ حسب الحکم دیکھنے گئے۔ آپ نے دیکھا۔ کہ عفراء کے دونوں بیٹوں (معاذ اور معوّذ) نے اس کو مار کر ٹھنڈا کر دیا۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے ابوجہل کی داڑھی پکڑ کر کہا۔ کیا تو ابوجہل ہے؟ وہ بولا۔ جس (پایہ کے) شخص کو تم نے قتل کیا ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی ہے؟

ابھی ابوجہل میں زندگی کی کچھ رمق باقی تھی۔ وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا تھا۔ کہ حضرت عبداللہؓ نے اس کا سر کاٹ

کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کر دیا۔ آپ نے کہا۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ[1] ۔ پھر کہا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ[2] اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَ وَعْدَہٗ وَ نَصَرَ عَبْدَہٗ وَ ھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ ! پھر مردود کے سر کو دیکھ کر فرمایا۔ یہ دشمن خدا کا سر ہے !

بڑے بڑے سردار مارے گئے

حضور نے سچ فرمایا تھا۔ کہ (صحابہؓ) مکہ نے اپنے جگر پاروں کو تمہاری طرف ڈال دیا ہے ؟ بے شک یہ سب جگر پارے مارے گئے بہر غنے واصل جہنم ہو گئے ، امیہ بن خلف ، اس کا لڑکا علی بن امیہ ، نضر بن الحارث بن کلدہ ، عقبہ بن ابی معیط۔ وغیرہ بھی مارے گئے۔

کافروں کی نعشوں سے خطاب

حضرت ابوطلحہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بموجب بدر کے دن ایک گندے تعفن انگیز کنوئیں میں چوبیس سرداران قریش کو کھینچ کر ڈال دیا گیا۔ حضور کا دستور تھا کہ فتح یاب

---

[1] اللہ ہی ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں !

[2] اللہ بہت بڑا ہے۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ جس نے اپنا وعدہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے) سچا کیا۔ اور اپنے بندے کی مدد کی۔ اور دشمن کو اکیلے شکست دی !

ہونے کے بعد میدانِ جنگ میں تین روز ٹھہرتے تھے۔ (چنانچہ بدر میں بھی آپ تین روز ٹھہرے) جب تیسرا دن ہو گیا۔ تو سواری کی تیاری کا حکم دیا۔ حسب الحکم اونٹنی پر کجاوہ کس دیا گیا۔ لیکن آپ ایک طرف پیدل چل دیے۔ صحابہؓ بھی ہمراہ ہو گئے۔ اور یہ خیال کیا۔ کہ حضورؐ کسی کام کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپ چاہ بدرؓ کے کنارے کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔ اور مقتولین کے نام مع ولدیت کے لے کر پکارنا شروع کیا۔ اور فرمانے لگے۔ اے فلاں ابن فلاں! کیا اب بھی تم کو اس خوشی کا احساس ہوا۔ کہ کاش تم نے خدا اور رسولؐ کا کہنا مانا ہوتا۔ جو کچھ خدا نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ اس کو ہم ٹھیک ٹھیک پا چکے۔ تم سے جو تمہارے ربّ نے وعدہ کیا تھا۔ کیا تم کو وہ ٹھیک مل گیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! آپ بغیر روح کے لاشوں سے کلام کر رہے ہیں۔ فرمایا۔ قسم ہے اس خدا کی جس کے دستِ قدرت میں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے۔ جو کچھ میں ان سے کہہ رہا ہوں۔ تم اسکو ان سے زاید نہیں سن رہے ہو۔ حضرت قتادہؓ کہتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے ان کو ذلیل کرنے اور عذاب

دینے، افسوس اور پشیمانی کرنے کے لیئے (وقتی طور پر) لوازم حیات عطا کر دیئے تھے۔ اور ایسی قوت ان میں پیدا کر دی تھی۔ کہ وہ حضورؐ کا کلام سُن[1] رہے تھے۔ (بخاری شریف)

[1] اس سے یہ دلیل نہیں پکڑی جا سکتی۔ کہ مردے سنتے ہیں۔ حضورؐ کا کلام تو وقتی طور پر معجزانہ رنگ میں خدا نے مشرکوں کو سنوا دیا۔ تاکہ ان کے عذاب کی آگ کو حسرت اور افسوس اور زیادہ کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ مردے نہیں سنتے۔ مذکورہ واقع کی بابت صحیح بخاری میں ہے۔ کہ ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ حضورؐ نے چاہ بدر پر کھڑے ہو کر فرمایا تھا۔ کہ جو کچھ تمہارے ربّ نے (اے کافرو!) وعدہ کیا تھا۔ تم نے وہ ٹھیک ٹھیک پا لیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اس وقت جو کچھ میں کہہ رہا ہوں۔ یہ سن رہے ہیں۔ ابن عمرؓ کے اس قول کا حضرت عائشہؓ کے سامنے تذکرہ ہوا۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ (سنو) حضورؐ نے تو یہ فرمایا تھا۔ کہ یہ لوگ اسوقت جانتے ہیں۔ کہ جو کچھ میں ان سے کہتا تھا۔ وہی حق تھا۔ اسکے بعد حضرت عائشہؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ۔ تحقیق تو (اے پیغمبرؐ) نہیں سناتا مردوں کو۔ اور نہیں ہے تو سنانیوالا۔ ان شخصوں کو، کہ قبروں میں ہیں (بخاری شریف) پس حضرت عائشہؓ نے یہ آیت پڑھ کر ثابت کیا۔ کہ مردے نہیں سنتے۔ قبروں والے نہیں سنتے۔ منہ

بدر سے مراجعت

بدر میں تین روز قیام کرنے کے بعد حضور اموال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر مراجعت فرمائے مدینہ ہوئے۔ راستے میں مقام صفراء پر پہنچ کر مال غنیمت کو تقسیم کر دیا۔

حضرت رقیہ بنت رحمت عالم کا انتقال

حضرت رقیہؓ رحمت عالمؐ کی بیٹی تھیں — جو حضرت عثمانؓ کے ساتھ بیاہی ہوئی تھیں۔ جب حضورؐ بدر کو روانہ ہوئے۔ تو یہ سخت بیمار تھیں۔ آپ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ کو ان کی دیکھ بھال کے لئے مدینہ میں رہنے دیا۔ اس وجہ سے یہ دونوں حضرات غزوۂ بدر میں شامل نہ ہو سکے۔ جب فتح ہوئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہؓ کو فتح کی خوش خبری دیکر مدینہ منورہ بھیجا۔ جب زیدؓ مدینہ منورہ پہنچے۔ تو حضرت رقیہؓ کا انتقال ہو گیا تھا۔ اور لوگ ان کو دفن کرکے فارغ ہوئے تھے۔ پھر حضرت زیدؓ کو لوگوں نے گھیر لیا۔ کہ بدر کا حال سنائیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ ابوجہل، زمعہ بن الاسود، ابو البختری۔ عتبہ بن ربیعہ۔ شیبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف۔ بنیہ بن الحجاج۔ نضر بن الحارث۔ عقبہ بن ابی معیط وغیرہ سب سرداران قریش مارے گئے ہیں۔ اور

خدا نے فتح دی ہے۔ اسامہؓ نے (از راہ تعجب) پوچھا میرے والد! کیا واقعی یہ سردار مارے گئے ہیں۔ حضرت زیدؓ نے کہا بیٹا! ہاں۔ واقعی یہ سب سردار مارے گئے ہیں!

اسیرانِ بدر سے سلوک

رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم قیدیوں کے ساتھ ان کے حالات کے مطابق سلوک کرتے تھے۔ بعض سخت ترین دشمنانِ اسلام کو قتل کراتے۔ کہ ان کا قتل کرانا ہی عدل کے تقاضوں سے ہے۔ بعض کو فدیہ لے کر چھوڑ دیتے۔ بعض کو بغیر فدیہ چھوڑ دیا جاتا۔ بدر کے قیدیوں سے بھی ایسا ہی مختلف برتاؤ ہوا۔ عقبہ اور نضر۔ خدا کے بدترین دشمنوں کو قتل کیا گیا۔ اوروں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا۔ جن کے پاس مال نہ تھا۔ ان کو کہا گیا۔ کہ تم انصار کے بچوں کو لکھنا سکھا دو۔ یہی تمہارا فدیہ ہے۔ بعض کو بلا فدیہ چھوڑ دیا گیا۔

قیدیوں کے ساتھ حضورؐ نرمی کا برتاؤ ہی کرتے تھے۔ اسیرانِ بدر کو مسلمانوں نے سختی سے باندھا تھا۔ جس سے وہ بڑے مضطرب اور بے چین ہو کر چیختے تھے۔ اُن کے رونے کی آواز سن کر حضورؐ رات بھر نہ سوئے۔ صحابہؓ نے حضرت عباسؓ کی مشکیں نرم کر دیں۔ اس پر رحمتِ عالمؐ نے فرمایا۔ سب قیدیوں کی بندشیں ڈھیلی کر دو۔

Marfat.com

فدیہ لیکر چھوڑ دیا

بدر کی جنگ کے ستر قیدیوں کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صحابہؓ سے پوچھتے تھے:

یَآ اَیُّھَا النَّاسُ مَا تَقُوْلُوْنَ فِیْ ھٰذَا الْاُسَارٰی اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَمْکَنَکُمْ مِنْھُمْ وَ اِنَّمَا ھُمْ اِخْوَانُکُمْ بِالْاَمْسِ ط

لوگو! ان قیدیوں کے متعلق تم کیا مشورہ دیتے ہو. خدا تعالےٰ نے تم کو ان پر غلبہ دیا ہے. کل تک تو یہ تمہارے بھائی تھے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا. اے اللہ کے رسول! یہ ہمارے بھائی ہیں. ان سے کچھ لے کر چھوڑ دیں. ہو سکتا ہے. خدا تعالیٰ ان کو کل ہدایت عطا کر دے.

حضرت عمرؓ نے کہا. اے اللہ کے رسولؐ! یہ وہی لوگ ہیں. جنہوں نے آپ کی تکذیب کی. اور آپ کو بے وطن کر دیا. ان سب کو قتل کر دینا چاہیئے.

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے عرض کیا. اے اللہ کے رسولؐ! میری یہ گذارش ہے. کہ ان کو کسی خشک جنگل میں لے جاکر چاروں طرف سے آگ لگا دیجئے. کہ جل کر راکھ ہو جائیں. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب کی باتیں

Marfat.com

سن کر تشریف لے گئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے
اور ارشاد فرمایا۔

خدا تعالےٰ بعض کے دل نرم کر دیتا ہے۔ یہاں تک
کہ مثل دودھ کے بلکہ اس سے بھی نرم! اور بعض کے
دل سخت کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ مثل پتھر کے۔ بلکہ
اس سے بھی سخت! ابوبکرؓ! تمہاری مثال تو مانند مثال
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہے۔ کہ انہوں نے خدا کے
حضور عرض کی "خداوندا! جس نے میری تابعداری کی۔ وہ تو
ہوا ہی میرا! اور جس نے میری نافرمانی کی۔ تو (اس کیلئے)
تو بخشنے والا مہربان ہے"۔ بیشک اے ابوبکرؓ! تمہاری مثال
تو مانند مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہے۔ انہوں نے کہا
خداوندا! اگر تو انہیں عذاب کرے۔ تو بندے تیرے ہی ہیں
اور اگر تو اُن کو معاف کر دے۔ تو تو غالب حکمت والا ہے
اور اے عمرؓ! تیری مثال مانند مثال حضرت نوح علیہ السلام
ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ خداوندا! سطح زمین پر کسی کافر
کو بستا نہ رہنے دے۔ بیشک اے عمرؓ! تمہاری مثال مانند
مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہے۔ انہوں نے دعا کی۔
خداوندا! فرعونیوں کے دل سخت کر دے۔ یہ ایمان نہ
لائیں۔ یہاں تک کہ دیکھیں عذاب درد دینے والا!

Marfat.com

صحابہؓ سنو! میں چاہتا ہوں۔ کہ ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے۔ کہ تم کو مال کی ضرورت بھی ہے۔ ہاں اگر یہ فدیہ بھی نہ دیں۔ تو پھر انہیں قتل کر دیا جائے۔

(رواہ احمد)

چنانچہ فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا۔ الغرض خدا تعالٰے نے بدر میں اسلام کو عزت اور عروج بخشا۔ اور کفر کو ذلیل اور پست کیا۔ اور مسلمان کَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا کی تفسیر بن کر مدینہ منورہ کو لوٹے۔ سچ ہے ؎

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان
قدرت کے مقاصد کا عیار اسکے ارادے
دنیا میں بھی میزان، قیامت میں بھی میزان
جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان
فطرت کا سرودِ ازلی اسکے شب و روز
آہنگ میں یکتا صفتِ سورۂ رحمٰن (اقبال)

غزوہ بنی سلیم | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے

Marfat.com

معرکہ سے مظفر و منصور مراجعت فرمائے مدینہ ہوئے۔ تو سات روز کے بعد غزوہ بنی سلیم کو روانہ ہو گئے۔ کہ اطلاع ملی۔ کہ فسادی لوگ اکٹھے ہوئے ہیں۔ خواجہ بدر صلی اللہ علیہ وسلم ماء الکدر تک تشریف لے گئے۔ لیکن معاند تاب مقاومت نہ لا سکے۔ حضورؐ تین روز تک وہاں قیام فرما رہے۔ بالآخر واپس آگئے۔ مشرکین مکہ کی شرارتیں بدستور جاری ہیں۔

غزوۂ سویق غزوۂ بدر کے دو ماہ بعد غزوہ سویق وقوع پذیر ہوا۔ یہ اس طرح ہوا۔ کہ جب مشرکین بدر سے ذلیل و خوار اور برباد ہوکر مکہ لوٹے۔ تو ابوسفیان غصہ کھاکر دوسو سوار لے کر لڑائی کے ارادے سے مدینہ کو چلا۔ جب مدینہ کے قریب پہنچا۔ تو حضورؐ کو خبر ہو گئی۔ کہ ابوسفیان لڑنے کو آیا ہے۔ آپ مسلمانوں کی ایک جماعت لے کر اس کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ وہ مقام عریض سے مسلمانوں کے کچھ درخت کاٹ کر اور ایک بے خبر انصاری کو شہید کرکے بھاگ نکلا۔ حضورؐ نے اس کا، قرقرۃ الکدر تک پیچھا کیا۔ لیکن وہ نہ ملا۔ بھاگتے وقت ابوسفیان کے ساتھی بوجھ ہلکا کرنے کی خاطر بہت سے ستو، جو وہ ساتھ لائے تھے۔ پھینک گئے۔ جو صحابہؓ نے اٹھا لئے۔

Marfat.com

پس اس غزوہ کا نام غزوۂ سویق پڑ گیا۔ کہ سویق ستو کو کہتے ہیں۔

غزوہ بنی غطفان غزوۂ سویق کے بعد غزوہ بنی غطفان[1] واقع ہوا۔ غزوۂ سویق سے واپس آ کر ذی الحجہ کا پورا مہینہ حضورؐ مدینہ میں تشریف فرما رہے۔ پھر بنی غطفان کے مقابلہ کے لئے نجد کی طرف چل دیئے۔ صفر تک وہاں ہی قیام کیا۔ لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ بالآخر واپس آ گئے۔

غزوہ بُحران غزوۂ غطفان سے واپس آکر حضورؐ نے ربیع الاول کا سارا مہینہ مدینہ میں قیام کیا۔ پھر قریش کے مقابلہ کے لئے بُحران تک پہنچے۔ ربیع الآخر اور جمادی الاول تک وہاں ہی رہے۔ لڑائی نہ ہوئی۔ اور واپس لوٹ آئے!

---

[1] اس کو غزوہ ذی امر بھی کہتے ہیں۔ ذی امر نجد میں ایک مقام ہے۔ یہاں غطفان نے ایک زبردست فوج جمع کرکے مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کی۔ ان کی سرکوبی کے لئے حضورؐ مقابلہ کو نکلے۔ اللہ اکبر! دین اسلام کی حفاظت اور اشاعت کے لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسی کیسی تکلیفیں اٹھانا پڑیں۔ کاش ہم اس مفت کی نعمت کی قدر کریں!

غزوہ بنی قینقاع

بنی قینقاع یہود مدینہ سے تھے۔ انہوں نے جو عہد حضورؐ سے کیا تھا۔ توڑ ڈالا۔ آپ نے ان کا پندرہ روز تک محاصرہ کیا۔ بنی قینقاع نے مرعوب ہوکر بلا شرط، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر رضامندی ظاہر کی۔ یہ قبیلہ، قبیلہ خزرج کا حلیف تھا چنانچہ عبداللہ بن سلول کی سفارش پر حضورؐ نے انہیں چھوڑ دیا۔ بالآخر اس قبیلہ کو مدینہ اور اطراف مدینہ کو چھوڑ کر نکلنا پڑا۔

قبائل یہود

جب حضور ہجرت کرکے مدینہ منورہ آئے۔ تو مسلمان بہت بڑی تعداد میں نہ تھے۔ اور سارا عرب ان کا دشمن تھا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ اور اس کے اطراف میں بسنے والے قبائل سے معاہدے کیے۔ تاکہ حلیف بن کر احتیاط سے زندگی بسر کریں۔ حوالی مدینہ میں یہودیوں کے تین بڑے قبیلے آباد تھے۔ بنو قینقاع بنو نضیر۔ بنو قریظہ۔ ان سے بھی معاہدہ ہوا۔ لیکن انہوں نے یکے بعد دیگرے معاہدے توڑ دیے۔ جن کے سبب ان کو مدینہ چھوڑنا پڑا۔ اور بالآخر تباہ و برباد ہوگئے۔

کعب بن اشرف جہنم واصل

کعب بن اشرف یہودی بھی بنو نضیر میں سے تھا۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ایذا دیتا۔ آپ کی ہجو کرتا۔ اور صحابہؓ کی بیویوں کو شعروں میں بُرا بھلا کہتا تھا۔ غزوہ بدر کے بعد مکہ جاکر قریش کو شعر پڑھ پڑھ کر بھڑکاتا۔ اور مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے اکساتا تھا۔ بنو نضیر کی عہد شکنی میں یہ ایک فعّال کردار تھا۔ اس کی دشمنی اور شرارت سے مسلمان سخت تنگ آگئے تھے۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ محمد بن مسلمہؓ، عباد بن بشرؓ، حارث بن اوسؓ وغیرہ کے ہاتھوں اسلام کا یہ بدترین دشمن قتل کر دیا گیا۔ خدا کی ہزارہا مخلوق کو کشت و خون سے بچانے کے لئے یہ قتل بہ اذنِ وحی خفی ہوا!

ہجرت کا تیسرا سال

غزوہ احد

غزوہ بدر میں قریش کے بڑے بڑے سردار اور اشراف مارے گئے تھے۔ ان کا جانی اور مالی بہت نقصان ہوا تھا۔ یہ وہ صدمہ تھا۔ کہ قریش اس کو بھول نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ ایسا صدمہ انہوں نے پہلے کبھی نہیں اٹھایا تھا۔

ان کا اب سب سے بڑا سردار ابوسفیان تھا۔ اس

نے بدر کے بعد مدینہ پر حملہ کیا تھا۔ جس میں ذلیل ہو کر لوٹ گیا۔ اس کا حال آپ غزوہ سویق میں اوپر پڑھ آئے ہیں۔

بدر میں قریشی سرداروں کے مارے جانے کے سبب مکہ میں گھر گھر صفِ ماتم بچھی ہوئی تھی۔ اور تمام مکے کے لوگ انتقام کے لئے سخت بے چین تھے۔ ابوسفیان کو سب نے مجبور کیا۔ کہ پورے جوش و خروش کے ساتھ مدینہ پر زبردست حملہ کیا جائے۔ چنانچہ حملے کے لئے زبردست تیاریاں شروع ہو گئیں۔

عبداللہ بن ابی ربیعہ، صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابوجہل وغیرہ نے جنگ کے لئے بہت سامان جمع کیا۔ کاروانِ تجارت کا سارا نفع جنگی ضروریات کے لئے دے دیا گیا۔ غریبوں، حتےٰ کہ یتیموں اور بیواؤں نے بھی چندہ دیا۔ مالی اور جانی طاقت کو مضبوط تر بنانے کیلئے ہر ممکن کوشش کی گئی۔

کنانہ اور تہامہ کے قبائل بھی قریش سے مل گئے۔ ابو سفیان کی ان تھک مساعی سے قریش اور ان کے حلیف ملا کر تین ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ دو سو گھوڑے اور تین سو اونٹ اور دوسرا سامانِ حرب بھی کافی تھا۔

Marfat.com

عورتیں بھی قریش کیساتھ آئیں

قریش عورتوں کو بھی ساتھ لے آئے۔ تاکہ وہ مردوں کو غیرت دلاکر لڑنے پر آمادہ کریں۔ اور بھاگنے سے روکیں۔ چنانچہ ہند بنت عتبہ، ام حکیم بنت الحارث، فاطمہ بنت الولید، رقیہ بنت مسعود، ریطہ بنت منبہ۔ سلافہ بنت سعد، عمرہ بنت علقمہ، مصعب بن عمیرؓ کی والدہ۔ ابوسفیان پورے ساز و سامان کے ساتھ یہ جنگجو فوج لے کر جبل احد کے قریب مقام عینین پر آگیا۔

اسلامی لشکر

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ۳ھ، شوال کے مہینے، جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد ایک ہزار مسلمانوں کی معیت میں مدینہ سے نکلے۔ حضرت عبداللہ بن مکتوم حضورؐ کے بعد امامت کے فرائض انجام دیتے تھے: حضورؐ جب مقام شوط[1] میں پہنچے۔ تو عبداللہ بن ابیّ تین سو آدمیوں کو ساتھ لے کر علیحدہ ہو گیا۔ عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ نے اس کو بہتیرا سمجھایا۔ لیکن وہ نہ مانا۔ کہنے لگا۔ کہ جب تم لوگ میری رائے نہیں مانتے۔ تو ہم کیوں مرنے کے لئے تمہارے ساتھ چلیں۔ اب اسلامی لشکر بجائے ہزار کے سات سو رہ

---

[1] مدینہ اور احد کے درمیان ایک مقام ہے!

Marfat.com

گیا۔ حضورؐ ان کو لے کر احد پہنچے۔ اور اس میدان میں ایسی پوزیشن لی۔ کہ پہاڑ احد پشت کی جانب ہوا۔

حضورؐ نے عبداللہ بن جبیرؓ کو سردار بناکر پچاس آدمیوں کو حکم دیا۔ کہ تم اس مقام پر کھڑے رہنا۔ اور دشمن کو ادھر سے آنے سے روکنا۔ کیونکہ پشت کی جانب سے حملے کا خطرہ تھا۔ حضورؐ نے ان پچاس تیر اندازوں کو سخت تاکید کی۔ کہ ہماری جو حالت بھی ہو۔ تم یہ جگہ نہ چھوڑنا۔ ہرگز نہ چھوڑنا!

پھر حضورؐ نے کم عمر نوجوانوں کو لڑائی میں شامل ہونے سے روک دیا۔ سمرہؓ اور رافعؓ کی عمر پندرہ سال کی تھی۔ ان کو قتال کی اجازت مل گئی۔ کہ یہ اچھے تیر انداز تھے۔ اور لوگوں نے ان کی سفارش بھی کی!

صف بندی

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کی صف بندی کی۔ میمنہ اور میسرہ پر زبیر بن العوامؓ اور منذر بن عمروؓ کو متعین کیا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ کو لواء مرحمت فرمایا۔ اپنی تلوار حضرت ابی دجانہؓ کو دی۔ اور خود دو زرہیں پہنیں۔ اس روز شوال کی سات تاریخ تھی اور ۳ھ!

یہ تلوار کون لے گا؟ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی

Marfat.com

تلوار میان سے نکال کر فرمایا۔ مَنۡ یَّاۡخُذُ ھٰذَا السَّیۡفَ۔ اس تلوار کو کون لے گا؟ کئی ہاتھ بڑھے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ مَنۡ یَّاۡخُذُ ھٰذَا السَّیۡفَ بِحَقِّہٖ۔ اس تلوار کا حق ادا کرنے کی شرط پر اسے کون لے گا؟ اب سب ہاتھ خم کھا گئے۔ لیکن لشکر اسلام میں سے حضرت ابو دجانہ سماک بن خرشہؓ نے آگے بڑھ کر عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! اس شرط پر میں لیتا ہوں۔ پھر حضورؐ نے ان کو اپنی تلوار دیدی۔ حضرت ابو دجانہؓ اپنے خیمہ میں گئے۔ اور مجاہدانہ شان سے تلوار لٹکائے ہوئے باہر آئے۔ اور سینہ تان کر اکڑتے ہوئے دشمن کیطرف بڑھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھکر فرمایا۔

اِنَّھَا مِشۡیَۃٌ یُّبۡغِضُھَا اللّٰہُ اِلَّا فِیۡ ھٰذَا الۡمَوۡضِعِ۔ (مجمع الزوائد)

یقیناً یہ چال خدا کو نہایت ناپسند ہے۔ سوائے اِس جگہ کے۔"

یعنی میدانِ جنگ میں کافروں کے مقابلے میں (انہیں مرعوب کرنے کے لئے) یہ چال خدا کو خوش کرتی ہے۔ اس موقع کے سوا ایسی چال خدا کے غضب کا موجب ہے۔ صرف یہ ایک ہی جگہ ہے۔ ایسی چال کے لئے۔

اب حضرت ابو دجانہؓ شیر کی طرح گرجتے ہوئے کفار

Marfat.com

کے مجمع میں گھس گئے۔ جو سامنے آتا۔ اس کو تہ تیغ کرتے جاتے۔ حتیٰ کہ دشمنوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے دور عورتوں کے مجمع تک جا پہنچے۔ عورتوں کی سردار ہندہ تھی۔ یہ اور دوسری عورتیں مل کر اپنے مردوں کو لڑائی پر ابھار رہی تھیں۔ انہیں جوش دلانے کے لئے یہ گا رہی تھیں ؎

نَحْنُ بَنَاتُ طَارِقْ نَمْشِیْ عَلَی النَّمَارِقْ
مَشْیَ الْقَطَا الْبَوَارِقْ وَالْمِسْکُ فِی الْمَفَارِقْ
وَالدُّرُّ فِی الْمَخَانِقْ اِنْ تُقْبِلُوْا نُعَانِقْ
وَاِنْ تُدْبِرُوْا نُفَارِقْ فِرَاقَ غَیْرَ وَامِقْ

ہم نیک سیرت، نازک اندام اور حسین ترین عورتیں ہیں۔ جو ہمیشہ قالینوں اور ریشم پر چلنے والی ہیں۔ ہمارے ناز و انداز دلبرانہ ہیں۔ اور چال دل کو کھینچنے والی ہے۔ ہم موتیوں اور زیوروں سے بھری ہوئی ہیں۔ اور ہمارے جسموں کی مست خوشبو نظیر نہیں رکھتی۔ اے گروہ قریش! اگر تم نے ثابت قدمی سے مقابلہ کیا۔ اور فاتح بن کر لوٹے تو ہم تم کو سینے سے لگائیں گی۔ اور گلوں میں باہیں ڈالیں گی۔ اور اگر تم بزدل بن کر پیٹھ پھیر آئے تو خدا کی قسم! ہم تم سے نفرت کریں گی۔ پھر تم (یاد رکھنا) ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو جاؤ گے۔"

عورتوں کے مجمع میں پہنچ کر حضرت ابو دجانہؓ ہندہ کی گردن پر تلوار مارنے ہی لگے تھے۔ کہ معاً خیال آیا۔ کہ ایک عورت پر حملہ! فوراً تلوار روک لی۔ اور کفار کے مجمع کو چیرتے اور کاٹتے ہوئے واپس آگئے۔

داد شجاعت دینے والے مسلمان

قریش کے تین ہزار آدمی تھے۔ میدانِ جنگ میں ان کے میمنہ اور میسرہ پر خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابوجہل تھے۔ ابوعامر عبداللہ بن عمرو بن صیفی جو ابوعامر فاسق کے نام سے مشہور تھا۔ احد میں مسلمانوں سے خوب لڑا۔ اور دوسرے کافروں نے بدر کا بدلہ لینے کے لئے بہت کوشش کی۔ لیکن ان کافروں کے مقابلے میں ابودجانہ انصاریؓ، اسداللہ حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت انس بن نضرؓ، شیرخدا حضرت حمزہؓ، سعد بن الربیعؓ نے وہ جواں مردی دکھائی اور ایسا شدید قتال کیا۔ کہ دن کے پہلے حصے میں مسلمانوں کو فتح ہوگئی۔ کافر پسپا ہوکر اس جگہ تک چلے گئے۔ جہاں ان کی عورتوں کا کیمپ تھا۔

فتح شکست سے بدل گئی

مسلمان فتح کی خوشی میں کافروں کا مال لوٹنے میں مصروف ہو گئے۔ اور جن پچاس تیر اندازوں کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا۔ کہ تم پہاڑ کے اس مقام کو ہرگز ہرگز نہ چھوڑنا۔

Marfat.com

انہوں نے فتح کا منظر دیکھ کر الغنیمہ الغنیمہ کی صدائیں بلند کرتے ہوئے وہ مقام چھوڑ دیا۔ اور لوٹ میں مصروف ہو گئے۔ ہر چند اُن کے سردار عبداللہ بن جبیرؓ نے نبی رحمت کا ارشاد بار بار یاد دلایا اور روکا۔ مگر انہوں نے دھیان نہ دیا۔

رحمت عالمؐ کا دانت شہید ہوگیا

قریش نے جب وہ مقام تیراندازوں سے خالی پایا۔ تو وہ مسلمانوں کی پشت کی طرف سے ادھر سے آ نکلے۔ اور سخت حملہ کرکے مسلمانوں کو گھیرے میں لے لیا۔ حتےٰ کہ ستر مسلمان شہید ہوگئے۔ اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے نرغے میں آگئے۔ دشمن نے اس قدر پتھراؤ کیا۔ کہ حضورؐ کا چہرہ مبارک چوٹوں سے زخمی ہو گیا۔ اور ایک اگلا دانت بھی شہید ہو گیا۔ سر پر زخم آیا۔ اور خود ٹوٹ کر سر پر گر گیا۔ آپ کی پیشانی مبارک لہولہان ہوگئی۔ ایک کافر نے آپ پر تلوار کا وار کیا۔ لیکن عبداللہ کے بیٹے طلحہؓ نے اپنا ہاتھ آگے کر دیا۔ حضورؐ بچ گئے۔ اور طلحہؓ کی انگلیاں اُڑ گئیں۔ پتھراؤ سے حضورؐ کے پہلوئے اقدس پر بہت چوٹیں آئیں۔ اور جناب سیدالمومنینؐ (ارواحنا له الفداء) ایک گڑھے میں گر گئے۔ شیطانوں نے شور مچا دیا۔ مَاتَ مُحَمَّدٌ۔ قُتِلَ مُحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت علیؓ بن ابی طالب نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو گڑھے سے نکالا۔ حضرت طلحہؓ نے سنبھالا۔ اور خود کا حلقہ جو سردار دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کے جبڑوں میں گڑ گیا تھا۔ اس کو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے دانتوں سے پکڑ کر زور سے کھینچ کر باہر نکالا۔ جس سے ابو عبیدہؓ کے دو دانت گر گئے۔ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو دجانہؓ کی وفاداری

کافروں نے یورش کی۔ کہ وہ مسلمانوں کو درمیان سے ہٹا کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچیں۔ لیکن مسلمان درمیان میں برابر حائل رہے۔ اور دس صحابہؓ شہید ہو گئے۔ حضرت ابو دجانہؓ ان تیروں کو اپنی پیٹھ کی ڈھال پر روک رہے تھے۔ جو حضورؐ پر برسائے جاتے تھے۔ تیر برس رہے ہیں۔ پیٹھ چھلنی ہو گئی ہے۔ لیکن ابو دجانہؓ اپنی جگہ سے ہلتے

لے حضرت سہل بن سعد کہتے ہیں۔ کہ حضورؐ کی بیٹی فاطمہؓ آپ کا زخم دھو رہی تھیں اور حضرت علی پانی ڈال رہے تھے۔ جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا۔ کہ پانی ڈالنے سے خون بڑھتا ہی جاتا ہے۔ تو چٹائی کا ایک ٹکڑا لے کر اس کو جلا کر زخم میں بھر دیا۔ جس سے خون تھم گیا۔ اس روز حضور کا ایک اگلا دانت شہید ہو گیا تھا۔ اور چہرۂ مبارک پر زخم آیا تھا۔ اور خود ٹوٹ کر سر میں گھس گیا تھا۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

نہیں ہیں۔ رضی اللہ عنہ!

مصعب بن عمیرؓ کی شہادت

حضرت مصعب بن عمیرؓ کفار کے ساتھ سخت لڑے۔ اور آخر شہید ہو گئے۔ اسلام کے حق میں ان کی خدمات لاانتہا تھیں۔ قبل ہجرت مدینہ منورہ میں انہوں نے ہی اسلام کی اشاعت کی۔ ایمان لانے کے وقت سے لے کر تادمِ واپسیں ان کی زندگی اعلائے کلمۃ الحق کے لئے وقف رہی۔ خدا کی رحمتیں ہوں ان کی روح پر!

"حضرت خبابؓ کہتے ہیں۔ ہم نے محض خوشنودی خدا حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ لہذا ہمارا ثواب خدا کے ذمہ ہو گیا۔ اب ہم میں سے بعض آدمی تو بغیر (دنیا کا) ثمرہ کھائے چلے گئے۔ جن میں سے ایک مصعب بن عمیرؓ بھی تھے۔ مصعبؓ احد کے دن شہید ہو گئے۔ اور صرف ایک کملی اتنی ترکہ میں چھوڑی۔ کہ اس سے ان کا سر ڈھانکتے تھے۔ تو پاؤں کھل جاتے تھے۔ اور پاؤں چھپاتے تھے۔ تو سر کھل جاتا تھا۔ بالآخر حضورؐ نے فرمایا۔ کہ سر ڈھانک دو اور پاؤں پر اذخر گھاس رکھ دو۔

(بخاری شریف)

انس بن نضرؓ کی شہادت

حضرت انس بن نضر تلوار لیکر

Marfat.com

کفار کی طرف نکلے۔ آگے حضرت سعد بن معاذؓ ملے۔ ان سے کہا۔ کہ مجھے احد کے پاس سے جنت کی خوشبو آرہی ہے۔ پھر کفار سے سخت مقابلہ کیا۔ اور شہید ہوگئے۔ آپ کے جسم اطہر پر تیروں، تلواروں اور نیزوں کے کچھ اوپر اسّی زخم لگے تھے۔ جن کی وجہ سے کوئی ان کو پہچان نہ سکتا تھا۔ صرف بہن نے انگلیوں کے پورے دیکھ کر پہچانا تھا۔ (بخاری شریف)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں۔ کہ جنگ احد کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ترکش میرے سامنے ڈال کر فرمایا۔ مار (تیر کافروں کو) تجھ پر میرے ماں باپ نثار! (بخاری شریف)

حضرت قیس کہتے ہیں۔ میں نے دیکھا۔ کہ طلحہؓ نے جس ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت جنگ احد کے دن کی۔ ان کا وہ ہاتھ بے کار ہو گیا تھا۔ (بخاری شریف)

ابوطلحہؓ کی محبت رسول

حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ کہ جنگ احد کے دن ـــ ابوطلحہؓ اپنی ڈھال سے حضورؐ کا بچاؤ کئے ہوئے آپ کے آگے کھڑے تھے۔ ابوطلحہؓ زبردست تیرانداز اور کمان دار شخص تھے۔ انہوں نے اس روز دو تین کمانیں توڑی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو شخص اس روز ترکش لے کر نکلتا

Marfat.com

تھا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ ان تیروں کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے سامنے بکھیر دو۔ اور خود گردن اٹھا کر کافروں کو دیکھتے تھے ۔ تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ [1] کہتے :۔ میرے ماں باپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار ہوں۔ کہیں کافروں کا کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے۔ میرا سینہ آپ کے سینہ کے لئے سپر ہے۔ (آپ جھانک کر نہ دیکھیں)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اس روز میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا۔ کہ پائنچے اٹھائے ہوئے [2] (جس کی وجہ سے ان کی پازیبیں دکھائی دیتی تھیں) مشکیں بھر بھر کر اپنی کمر پر لاد کر زخمی آدمیوں کے منہ میں ڈالتی تھیں اور پھر دوبارہ جاکر بھر کے لاد کر لوگوں کو پلاتی تھیں۔ (بخاری شریف)

مرحبا فخریہ! کہاں ان عورتوں کا جوش ایمان، کہ تیروں کی بارش اور تلواروں کی جھنکاروں میں پانی کی مشکیں پیٹھ پر لاد کر لانا۔ اور موت کا خطرہ مول لے

---

[1] ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جان نثار کرنے والے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ پر ہمارے ماں باپ قربان! رضی اللہ عنہ!

[2] اسلام کی خاطر جنگوں میں تکلیفیں اٹھانے والی پاک باز خاتون پر خداوندا بیشمار رحمتیں نازل کر۔ اور ان کے درجے اور بلند کر۔ اور ہم تن آسانوں کو اسلام پر عمل کی توفیق عطا فرما۔ جو اسلام کے شیدائیوں، صحابہ رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہن نے اپنی جان کی پونجی خرچ کرکے ہم تک پہنچایا ہے۔

کر زخمیوں کو پلانا ــــ اور ہماری اور ہماری عورتوں کی سردیٔ سوزِ دروں ــــ کہ نماز کے لئے وضو کرنا بارِ خاطر ہے ــــ اور نماز پڑھنا دشوار! ع

شرم ہم کو مگر نہیں آتی!

ہم تن آسان اور بے عمل مسلمانوں کو سوچنا چاہیئے۔ کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم جو دین کا ترکہ اور ورثہ ہم کو دے گئے ہیں۔ ہم نے اس کی کہاں تک حفاظت کی ہے؟ اور کتنی اشاعت کی ہے؟ اس کو سنوارا ہے یا بگاڑا ہے؟ نکھارا ہے یا مسخ کیا ہے؟ اس "کندن" کو چمکایا ہے۔ یا "گرد و غبار" سے اٹایا ہے۔ "سیاروں" کی کمائی گنوانے والے "ثوابت" گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں ــ کل قیامت کے روز وہ اللہ کو کون سا منہ دکھائیں گے۔ ؎

میا را بزم بر ساحل کہ آنجا
نوائے زندگانی نرم خیز است
بدریا غلط و با موجش در آویز
حیاتِ جاوداں اندر ستیز است

Marfat.com

حضرت حمزہؓ کی شہادت

ہماری جانیں قربان ۔ حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب میدانِ احد میں آتے ہیں ۔! اور اللہ کا کلمہ بلند کرنے کی نیت سے رسولؐ رحمت کا ساتھ دیتے ہیں۔ حزب الشیطان کی طرف سے طعیمہ بن عدی شرک کا حامی مقابلہ کے لئے نکلتا ہے۔ حضرت حمزہؓ اس کو قتل کر دیتے ہیں ۔ ارطاۃ اور عثمان کو بھی موت کے گھاٹ اتارتے ہیں۔ پھر کفر کے ٹڈی دل میں جا گھستے ہیں۔ جدھر رُخ کرتے ہیں۔ صفیں کی صفیں الٹ دیتے ہیں۔ ایسے جوش ایمانی سے مقابلہ کرتے ہیں ۔ کہ اکیلے تیس کافروں کو مار ڈالتے ہیں۔ پھر آپ کے سامنے للکار کا سباع بن عبدالعزیٰ آتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ اے عورتوں کا ختنہ کرنے والی کے بیٹے کیا تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتا ہے۔ یہ کہہ کر اس پر تلوار کا ایسا وار کرتے ہیں۔ کہ اس کی گردن اڑ جاتی ہے۔

اس دوران میں جبیر بن مطعم کا حبشی غلام وحشی ایک پتھر کی آڑ میں چھپ کر بیٹھا ہوا تھا۔ جب حضرت حمزہؓ شیر خدا رضی اللہ عنہ اس کے قریب سے گزرے ۔ تو بزدل وحشی نے برچھی ماری۔ جو خصیوں کے مقام پر لگ کر سرین کے پیچھے پار ہوگئی۔ اور اس طرح آپ شہید ہو گئے۔

Marfat.com

آپ کی شہادت پر کافروں کی عورتوں نے خوشی کے گیت گائے۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ بنت عتبہ نے سیدنا حضرت حمزہؓ کے ناک کان وغیرہ کاٹ کر ہار بنا کر گلے میں پہنا۔ پیٹ چاک کر کے جگر نکالا اور چبا کر تھوکا۔

جنگ ختم ہونے کے بعد جناب سیدالکونینؐ اپنے پیارے چچا کی لاش پر تشریف لائے۔ آپ کی شکل مثلہ کر کے ہندہ نے مردناک بنا دی تھی۔ حضورؐ نے جب یہ منظر دیکھا۔ تو آپ کا دل بھر آیا۔ اور بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ پھر فرمایا۔

عمِ محترم! خدا کی تم پر رحمت ہو۔ تم رشتہ داروں کا سب سے زیادہ خیال رکھتے تھے۔ نیک کاموں میں ہمیشہ آگے آگے رہتے تھے۔ خدا کی قسم مجھ پر تمہارا انتقام واجب ہے۔ میں تمہارے بدلے ستر کافروں کو مثلہ کر کے چھوڑوں گا۔"

اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد وحی نازل ہو گئی۔ جس میں اس انتقام کی ممانعت آگئی۔ پھر حضورؐ نے قسم کا کفارہ دے کر صبر اختیار فرمایا۔

حضرت صفیہؓ حضرت حمزہؓ کی سگی بہن تھیں۔ بھائیؓ کی شہادت کے متعلق سنا۔ تو آنسو بہاتی ہوئی جنازہ کے قریب

Marfat.com

آئیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشفی اور تسلی دے کر واپس کر دیا۔

سیدالشہداء حضرت حمزہؓ کو کفن دینے لگے۔ تو چادر اوپر کرتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے۔ اور پاؤں ڈھانپتے۔ تو سر کھل جاتا۔ پھر حضورؐ نے فرمایا۔ کہ چادر سے سر چھپاؤ اور پاؤں پر گھاس اور پتے ڈال دو۔ اس لرزہ خیز اور درد انگیز منظر سے سیدالشہداءؓ کا جنازہ تیار ہوا۔ اور بہ ہزار اندوہ و غم اس شیر خدا کو (لاکھوں رحمتیں ہوں ان پر) غازیان دین نے میدانِ احد میں دفن کیا۔ رضی اللہ عنہ!

حضرت حنظلہؓ کی شہادت

حضرت حنظلہؓ احد میں ابو سفیان سے نبرد آزما تھے۔ ابو سفیان پر غالب آکر اسے قتل کرنے کے قریب تھے۔ کہ شداد بن الاسود ابو سفیان کی مدد کو دوڑا۔ اور حضرت حنظلہ کو شہید کر دیا۔ رحمت عالم نے فرمایا۔ کہ حنظلہؓ کو فرشتوں نے غسل دیا۔

اے مسلمان بھائیو۔ غور کرو۔ کہ حضرت حنظلہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان جہاد سن کر اتنی جلدی تعمیل کی۔ کہ غسل جنابت بھی نہ کیا۔ اور میدان جنگ میں حضورؐ کے ساتھ شریک ہو کر شہید ہو گئے اور ــــ آہ! ہمارا یہ حال ہے۔ کہ ہم حضورؐ کے سینکڑوں فرامین پڑھ سن کر عمل نہیں کرتے۔ دانستہ سنتوں اور حدیثوں سے اعراض کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت انورؐ کی یہ سنتیں۔ حدیثیں اور فرامین جنگی نہیں ہیں۔ بلکہ عقائد و اعمال کی اصلاحی دعوتیں ہیں۔ انہیں اپنی غفلت اور تن آسانی پر رونا چاہیے۔

Marfat.com

ہے۔ اس خصوصی سلوک کی وجہ دریافت کی۔ تو پتہ چلا۔ کہ وہ اعلانِ جہاد کے وقت جنبی تھے۔ اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے میں جلدی کی۔ اس لئے غسل نہ کیا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان کو فرشتوں نے غسل دیا ہے۔ آپ غسیل ملائکہ ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔

ابوسفیان نے ہبل کا نعرہ مارا

ابوسفیان نے جنگ کے بعد پہاڑ پر چڑھ کر کہا۔ (مسلمانو!) آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے۔ پھر کہا۔ اُعْلُ ھُبَلْ ہبل اونچا ہے۔ حضورؐ نے (یہ سن کر صحابہؓ کو) فرمایا۔ اس کا جواب دو۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ کیا جواب دیں۔ آپ نے فرمایا کہو۔ اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ۔ خدا تعالےٰ سب سے بزرگ و برتر ہے۔ ابوسفیان نے کہا۔ اِنَّ لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ۔ ہماری مددگار عزّیٰ دیوی ہے۔ اور تمہاری مددگار کوئی عزّیٰ دیوی نہیں ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ جواب دو۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ کیا جواب دیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہو۔ اَللّٰہُ مَوْلٰنَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ۔ اللہ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا نہیں ہے۔ (بخاری شریف)

لہ مسلمان بھائیوں کو یہاں سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ کہ مصائب و حوائج میں صرف اللہ ہی کو پکارا کریں۔ صرف اللہ ہی کا نعرہ لگایا کریں۔ مافوق الاسباب طور پر غیر اللہ کا نعرہ لگانا اور غیر اللہ کو پکارنا مصیبتوں اور حاجتوں میں منع ہے!

رسالتمآبؐ کے فرمان سے لغزش کا نتیجہ

آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس تیراندازوں کو پہاڑ کے دامن میں کھڑا کر کے تاکید کی تھی۔ کہ تم اس مقام کو نہ چھوڑنا۔ خواہ ہمارا کچھ حال ہو۔ جنگ شروع ہوئی۔ اور ابتداء میں مسلمانوں کو خدا نے فتح دی۔ کافر شکست کھا گئے۔ یہ دیکھ کر پہاڑ کے دامن میں کھڑے تیراندازوں نے وہ مقام چھوڑ دیا۔ اور مال غنیمت اکٹھا کرنے لگے۔ دشمن نے عقب سے ایسا شدید حملہ کیا۔ کہ مسلمانوں کی فتح شکست سے بدل گئی۔ ستر شہید ہو گئے۔ اور باقی بہت سے زخمی۔ اس شکست کا سبب اللہ بیان کرتا ہے۔

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ (پ۴ ع۷)

(ترجمہ) اور جب تم سرپٹ آگے بڑھے جاتے تھے اور پیچھے مڑ کر کسی کو نہ دیکھتے تھے۔ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہاری پچھاڑی میں کھڑے تم کو پکارتے تھے۔ پس تم کو غم بالائے غم دیا۔ (اور یہ صرف نصیحت کرنے کے لئے تھا) تاکہ تم نہ تو اس چیز پر غم کھاؤ۔ جو تمہارے ہاتھ سے نکل گئی۔ (یعنی مال غنیمت وغیرہ) اور نہ اس کا غم کھاؤ۔ جو تمہیں درپیش

آئی۔ (یعنی صحابہؓ کی شہادت اور تمہارا زخمی ہونا) اور اللہ کو تمہارے اعمال کی خوب خبر ہے۔"

مطلب یہ کہ فتح کی خوشی پر مسلمان لوٹ پر دوڑے اور دشمن پہاڑ کے درّے سے حملہ آور ہوا۔ حضورؐ آوازیں دیتے تھے۔ لیکن غازیوں سے غفلت ہوگئی۔ انہوں نے مڑ کر نہ دیکھا۔ پس حضورؐ کے امر سے تساہل برتنے کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ فتح نے شکست کی صورت اختیار کر لی۔ چنانچہ خدا نے فرمایا۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (پ۴ ع۷)

(ترجمہ) اور البتہ تحقیق سچا کر چکا خدا تعالیٰ تم سے وعدہ اپنا جب کہ تم کاٹتے تھے ان کو اس کے حکم سے۔ یہاں تک کہ نامردی کی تم نے اور جھگڑا کیا تم نے کام میں۔ اور نافرمانی کی تم نے (کہ درّہ چھوڑ دیا) پیچھے اس کے کہ دکھایا تم کو (خدا نے فتح اور غنیمت) جو چاہتے تھے تم۔ تم میں سے کوئی چاہتا تھا دنیا (مال لوٹ کا) اور کوئی تم میں سے چاہتا تھا آخرت (ثواب شہادت)۔ پھر تم کو پھیر دیا اُن (کافروں کے قتل کرنے) سے (جو بعد فتح کے شکست ہوئی) تو کہ آزمائے تم کو اور بے شک

معاف کیا (خدا تعالےٰ نے) تم کو۔ اور ایمان والوں پر خدا کا (بڑا) فضل ہے۔
یعنی خدا نے بتا دیا ہے۔ کہ مسلمانوں سے ارشاد نبوی کی تعمیل
میں لغزش ہو گئی۔ کہ انہوں نے درہ چھوڑ دیا۔ اس لئے شکست
ہو گئی۔ ورنہ خدا اپنا وعدہ فتح پورا کر چکا تھا۔ کہ دن کے پہلے
حصے میں مسلمانوں کو فتح ہو چکی تھی۔ فرمایا۔ عَصَیْتُمْ۔ تم سے
رسول پاک کی بے حکمی ہوئی۔ تو نتیجہ شکست نکلا۔ پھر خدا تعالےٰ
نے فرمایا۔ کہ ہم نے تم کو معاف کر دیا۔ کہ خدا تعالےٰ بڑا
صاحب فضل ہے۔ اور آئندہ احتیاط رکھنا۔ کہ حضورؐ کے فرمان
کی تعمیل میں کوتاہی نہ ہو۔

مسلمانوں کو لرزا دینے والا انتباہ

مسلمان بھائیو اور بہنو! غور کرو۔ کہ حضورؐ نے صحابہؓ
کو پہاڑ کے درہ پر کھڑا رہنے کا حکم دیا تھا۔ اور کسی صورت بھی
وہ مقام چھوڑنے کی اجازت نہ دی تھی۔ لیکن جب مسلمانوں
کو فتح ہوئی۔ تو یہ درہ والے قیاس کرنے لگے۔ کہ غرض تو
جہاد میں آنے کی فتح ہی تھی۔ سو ہو چکی۔ اب ہم کو بھی مال
غنیمت کے لئے چلنا چاہیئے۔ عبد اللہ بن جبیرؓ اور ان کے دس
ساتھی بار بار یہ کہتے تھے۔ کہ حضورؐ کا ارشاد (حدیث) یہ
ہے۔ کہ اس مقام کو کسی صورت بھی نہ چھوڑنا۔ لیکن دوسرے
رائے اور قیاس دوڑاتے اور کہتے۔ کہ اب فتح ہو گئی ہے۔ اب

Marfat.com

دشمن بھاگ گیا ہے۔ کوئی خطرہ نہیں رہا۔ مقصود فتح تھی۔ وہ نظر آ گئی۔ یہ قیاس کرکے جگہ چھوڑ دی۔ نتیجہ کیا نکلا۔؟ ستر صحابہؓ شہید ہو گئے۔ اور باقی زخمی ہو کر لوٹے۔

یہ عبرتناک سبق ہے۔ امت کے لئے۔ قیامت تک کے مسلمانوں کو لرزا دینے والا انتباہ ہے۔ کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں کوئی دخل نہ دیں۔ بستانِ ارشاد ختمی مرتبت کے مقابلہ میں رائے کے ریگ زار میں قدم نہ رکھیں۔ زرِ حدیث کو تاویل کے بوتہ میں چرخ دے کر قیاس کا زیور نہ ڈھالیں۔ بلکہ وحیِ غیر متلو۔ ارشادِ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے بلا چون و چرا سرِ تسلیم خم کر دیں ؎

مانندِ سحر صحنِ گلستاں میں قدم رکھ
آئے تہِ پا گوہرِ شبنم تو نہ ٹوٹے
ہو کوہ و بیاباں سے ہم آغوش ولیکن
ہاتھوں سے ترے دامنِ افلاک نہ چھوٹے (اقبال)

شہداءِ احد کی تدفین

جنگ کے خاتمے پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شہداء کی تدفین فرمائی۔

Marfat.com

اور ان کے مقتل (میدانِ اُحد) میں ہی سب کو دفن کیا۔ دو دو تین تین شہیدوں کو ایک قبر میں سلایا۔ عبداللہ بن جحش جو حضرت حمزہؓ کے بھانجے اور رحمت عالمؐ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ کافروں نے اُن کا بھی مثلہ کر دیا تھا۔ پیٹ چاک بھی کیا تھا۔ حضورؐ نے ان کو بھی حضرت حمزہؓ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن فرمایا۔ ان طیبّ و طاہر ماموں، اور بھانجے پر خدا کی لاکھوں رحمتیں ہوں۔

حضرت عمرو بن الجموح اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام دونوں بڑے گہرے دوست تھے۔ ان دونوں دوستوں کو بھی حضورؐ نے ایک ہی قبر میں دفن فرمایا۔

خداوندا! تمام شہداء اُحد پر اپنی رحمتوں کی برکھا برسا۔ کہ تیری توحید بلند کرنے کے لئے انہوں نے جانیں دیں۔

شہداء اُحد کا بہشت سے پیغام

حضرت ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا۔ جب تمہارے بھائی ـــ ستّر صحابہؓ اُحد کے دن شہید کیئے گئے۔ تو خدا تعالےٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پیٹ میں رکھ دیا۔

Marfat.com

(خاص انعام کیا) کہ آتے ہیں بہشت کی نہروں پر اور کھاتے ہیں اس کے میوے سے۔ اور سونے کی قندیلوں کی طرف ٹھکانا پکڑتے ہیں۔ جو سایۂ عرش میں لٹکتی ہیں۔ جب شہیدوں نے اپنے کھانے، اپنے پینے اور اپنی خواب گاہ کی (انتہائی) خوشی کو پایا۔ تو کہا۔ کون ہمارے بھائیوں کو (جو دنیا میں ہیں، اور قیامت تک ہوں گے۔) ہماری طرف سے یہ خبر پہنچائے۔ کہ ہم بہشت میں (خدا کی سرمدی نعمتوں کے ساتھ) زندہ ہیں۔ تاکہ (ہمارے بھائی جہاد و شہادت کے ذریعہ) بہشت کے حاصل کرنے میں بے رغبتی نہ کریں۔ اور نہ لڑائی (جہاد) کے وقت سستی کریں۔ تو خدا نے فرمایا۔ کہ میں پہنچاؤں گا ان کو خبر (پیغام) تمہاری طرف سے، پھر نازل ہوئی (وہ خبر یعنی شہداء کا پیغام) یہ آیت:۔

لہ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۘ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (مشکوٰۃ باب الجہاد)

لہ (پ۴ ع۸)

Marfat.com

آیت کا ترجمہ

اور جو لوگ اللہ کے رستے میں مارے گئے ہیں۔ان کو مرا ہوا خیال نہ کرو۔ بلکہ (وہ) اپنے پروردگار کے پاس جیتے ہیں۔ (اس کے خوانِ کرم سے) ان کو روزی ملتی ہے۔ (اور) جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے ان کو دے رکھا ہے۔ اس میں خوش ہیں۔ اور جو لوگ (ان کے بعد زندہ رہے اور) ابھی ان میں آکر شامل نہیں ہوئے۔ اُن کی نسبت (یہ خیال کرکے)، خوشیاں مناتے ہیں۔کہ (وہ بھی شہید ہوں تو ہماری طرح) ان پر (بھی) نہ (کسی قسم کا) خوف (طاری) ہو۔ اور نہ یہ (کسی طرح) آزردہ خاطر ہیں ہ اللہ کی نعمتوں کی اور (اس کے) فضل کی خوشیاں منا رہے ہیں اور (نیز) اس کی کہ اللہ ایمان والوں کے ثواب کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔ ہ

پس حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ شہدائے احد (اور ان کے سوا سب خلوصِ نیت سے اللہ کی راہ میں مرے ہوئے) خدا کے نزدیک جیتے جاگتے ہیں۔ عرش کے سایہ میں معلق قندیلوں میں رہتے ہیں۔ بہشت کی نہروں سے پیتے اور اس کے میووں سے کھاتے ہیں۔ اور بعد

Marfat.com

خوش ہیں۔ اور آرزو کرتے ہیں۔ کہ دنیا میں رہنے والے ان کے بھائی بھی ان کی طرح شہید ہوکر ان ہی جیسے مرتبے پائیں۔ اور سرمدی خوشیاں منائیں۔

نوٹ:۔ حضورؐ نے شہداء کے بڑے مرتبے بیان فرمائے ہیں۔ اور خدا نے ان کی سرمدی زندگی اور خوشی کی خبر قرآن میں بتائی ہے۔ بہتر ہے کہ جہاد اور شہادت کے فضائل بھی لکھ دیئے جائیں۔ تاکہ مسلمانوں میں جذبۂ جہاد پیدا ہو کہ اسی جذبہ سے قوم کی زندگی ہے!

جہاد کے فضائل

اپنی ہستی نذر دے ملت کی قرباں گاہ کو
زندہ کر دنیا میں آئینِ خلیل اللہ کو

اسلام اور کفر دو متضاد طاقتیں قدیم سے متصادم چلی آ رہی ہیں۔ اطاعت و انقیاد اور بغاوت و طغیان دیر سے برسرِ پیکار ہیں۔ آب و گل سے امتزاج پائے ہوئے پیکرِ خاکی کو جب خالقِ لایزال نے خلعتِ حیات و شرافت

سے سرفراز فرمایا۔ تو ایک آتشی مزاج اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ کی تلوار سونت کر سامنے کھڑا ہوگیا۔ حق اور باطل اسی روز سے دو متحارب طاقتیں رونما ہیں۔ جن کی نبرد آزمائی آج تک جاری ہے۔ اور شیطانی نظام خدائی نظام کیساتھ تا یومِ یُبْعَثُوْنَ زور آزما رہے گا۔

جو طاقتیں ناموافق احوال اور نامساعد ظروف کا مقابلہ نہیں کرتیں۔ وہ نہ صرف بقا و ارتقاء کی دولت سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں۔ بلکہ بلکہ ان کی زندگی جرم ضعیفی کی پاداش میں موت سے دو چار ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت اقبال فرماتے ہیں:-

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

حیاتِ انسان ایک جوئے رواں ہے۔ اسکی راہ میں اگر اتار چڑھاؤ کی رکاوٹیں اور نشیب و فراز کی مزاحمتیں نہ آئیں۔ تو رفتہ رفتہ یہ جوئے رواں جمود و تعطل کا جوہڑ بن جائے۔ یاد رکھیں۔ کہ جب تک آئینہ شمشیر کو سنگ فساں پر جلا نہ دی جائے۔ اس میں چمک پیدا نہیں ہوتی۔

Marfat.com

چقماق کا جوہر تاباں پتھر کی رگڑ کے بغیر نہیں کھلتا۔ آغوش بربابط میں سونے والے نغموں کو مضراب ہی بیدار کرتی ہے۔ اور نبضِ کائنات کی حرارت و حرکت آویزش حیات سے ہی قائم ہے۔ پس جو طاقت عالم کون و فساد میں اپنی حفاظت اور بقا چاہتی ہے۔ اس کے لئے جہاد و قتال کی تیاری ناگزیر ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مردی قانون کے سب سے بڑے علمبردار حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے تحفظ و بقا کے لئے امت کو فرمایا۔ جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ۔ (ترجمہ) جہاد کرو تم مشرکوں سے اپنے مالوں، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ساتھ۔ (مشکوٰۃ)

یعنی کفر جب اسلام کے خلاف صف آرا ہو کر جبارحانہ قدم اٹھائے۔ تو علم بردارانِ توحید جہاد کا ہلاکت آفرین سیلاب بن کر باطل کے خس و خاشاک کو بہا لے جائیں۔ پھر جو لوگ اسلام کی سربلندی کے لئے شمشیرِ ایمان کو غیرت کی سان چڑھا کر اس کے جوہر سے کفر کا استیصال کرتے ہیں۔ قوم و ملت کے ہوشربا ہبوط و زوال کو صعود عروج سے بدلتے ہیں۔ فرامینِ غزا کی رضوانی پرکھا، اور نوامیس جہاد کی نورانی بارشیں ان مجاہدین کی کشتِ عمل کو بلاتخمین سیراب کرتی ہیں۔ چنانچہ خواجہ بدر و حنین صلے

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

رِبَاطُ یَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَ مَا عَلَیْھَا (بخاری۔ مسلم)

ایک دن کی چوکیداری اللہ کی راہ میں بہتر ہے دنیا سے اور جو کچھ دنیا پر ہے"

بہشت تلواروں کے سایہ میں ہے!

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّۃِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابی موسیٰؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک دروازے بہشت کے تلواروں کے سائے تلے ہیں۔

مجاہدین پر دوزخ کی آگ حرام

وَعَنْ اَبِیْ عَبْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَمَسَّہُ النَّارُ (بخاری شریف)

حضرت ابی عبسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کے دونوں، قدم خدا کی راہ (جہاد) میں غبار آلود ہوئے۔ تو اس کو دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی"

ہر مسلمان جہاد کی نیت رکھے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰی شُعْبَةٍ مِّنْ نِّفَاقٍ ۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص (ایسی موت) مرگیا۔ کہ نہ (تو) جہاد کیا۔ اور نہ اس کے دل میں جہاد کا خیال (تک) گزرا۔ تو وہ نفاق کی ایک قسم پر مرا"

ملاحظہ:۔ منافق جہاد سے ڈرتے تھے۔ تخلف اور تقاعد کرتے تھے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نفاق کے علی الرغم فرمایا۔ کہ جس شخص کے دل میں تازیست اتنا خیال بھی نہ گزرے۔ کہ کاش میں غازی ہوتا۔ یا کہیں جہاد میں شامل ہوتا۔ تو ایسا خیال نہ کرنے سے وہ منافق سے مشابہ ہوا۔ پس مسلمانوں کو دل میں نیت رکھنی چاہیئے۔ کہ خدا جہاد میں شامل ہونے کا کبھی موقع لائے۔ اِس

Marfat.com

طرح قصدِ جہاد سے قوم ایک نفاق ناآشنا زندہ قوم بنی رہتی ہے۔

میدانِ جہاد کی ایک صبح یا شام

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ط (بخاری۔ مسلم)

حضرت انس رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا تعالےٰ کی راہ (جہاد) میں ایک صبح کو جانا یا ایک شام کو جانا بہتر ہے۔ دنیا سے اور اس چیز سے کہ دنیا میں ہے۔

یعنی میدان جنگ کی ایک صبح یا شام اتنی بڑی نعمت ہے۔ کہ دنیا کی تمام نعمتیں اس کے آگے ہیچ ہیں اور یہ مطلب بھی ہے۔ کہ میدانِ جہاد میں خلوص نیت سے ایک صبح یا ایک شام گزارنا ثواب میں تمام دنیا و مافیہا کے خیرات کرنے کے ثواب سے بڑھ کر ہے۔

میدانِ جہاد بہشت کے حکم میں

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْہِ وَسَلَّمَ وَ اَصْحَابُہٗ حَتّٰی سَبَقُوا الْمُشْرِکِیْنَ اِلٰی بَدْرٍ وَجَاءَ الْمُشْرِکُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰی جَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۔ (صحیح مسلم)

حضرت انسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب غزوۂ بدر کے لئے نکلے ۔ حتیٰ کہ حضورؐ نے بدر کی طرف پہنچنے میں مشرکوں پر سبقت فرمائی ۔ اور مشرک بعد میں پہنچے ۔ (جب لڑائی شروع ہوئی تو) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اے مسلمانو! کھڑے ہو جاؤ طرف بہشت کے ، جو آسمانوں اور زمین کے برابر فراخ ہے ۔"

مُلاحظہ :۔ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم بدر کے میدانِ جنگ میں مسلمانوں کو کھڑا کرتے وقت بہشت میں کھڑے ہونے کی بشارت دیتے ہیں ۔ گویا جہاد کا میدان ـــــ عملِ جہاد کی وجہ سے بہشت کے حکم میں ہے ۔ پس اے مجاہد! ؎

جہاں تیرا نقشِ قدم دیکھتے ہیں ۔

خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں!

جہاد کی ایک رات سے بہشت

ابن عائذؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ جب جنازہ رکھا گیا۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا۔ اے اللہ کے رسولؐ! آپ اس پر نماز جنازہ نہ پڑھیں کیونکہ یہ شخص فاسق تھا۔ حضورؐ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا۔ کیا تم میں سے کسی نے اس کو اسلام کا کام کرتے دیکھا تھا، تو ایک شخص بولا۔ ہاں! اے خدا کے رسولؐ! حَرَسَ لَیْلَۃً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ اس نے ایک رات راہ خدا (جہاد) میں نگہبانی کی تھی۔ (یعنی ایک رات اسلام کی خاطر اس نے میدانِ جنگ میں یا سرحد پر گزاری تھی) پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ اور فرمایا۔ اَصْحَابُکَ یَظُنُّوْنَ اَنَّکَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ۔ یار تیرے گمان کرتے ہیں۔ کہ تو دوزخیوں سے ہے۔ وَ اَنَا اَشْھَدُ اَنَّکَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ — اور میں (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) گواہی دیتا ہوں۔ کہ بیشک تو بہشتیوں سے ہے۔"

(رَوَاہُ الْبَیْھَقِیْ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

Marfat.com

ہزار دن کی عبادت سے بہتر

وَعَنْ عُثْمَانَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ رِبَاطُ یَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ یَوْمٍ — (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ)

حضرت عثمانؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چوکیداری کرنی سرحد کفر پر ایک دن راہ خدا (جہاد) میں ہزار دن کی عبادت سے بہتر ہے۔

ملاحظہ:۔ اسلام اور مسلمانوں کے تحفظ کے لئے سرحد (BORDER) پر پہرہ دینا جہاد ہے۔ اور اس جہاد کی پہرے داری میں ایک دن بسر کرنا ہزار روز کی نافلہ عبادت سے ثواب میں زیادہ ہے۔

سلطنت پاکستان کی سرحدوں پر پکٹوں (PICKETS) کی چوکیداری اور چھاؤنیوں میں فوجی ملازمت متذکرۃ الصدر حدیث کی رو سے بھی نافلہ عبادت اور جہاد کے حکم میں ہے۔

شہادت کے نشہ میں کھجوریں پھینک دیں

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ جنگ احد

Marfat.com

کسی روز ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ حضورؐ! بھلا مجھے یہ تو بتائیں۔ کہ اگر میں (جنگ میں) مارا جاؤں۔ تو کہاں ہوں گا؟ آپ نے فرمایا۔ بہشت میں پس (شوقِ شہادت میں) اس نے اپنے ہاتھ سے کھجوریں پھینک دیں۔ اور لڑا حتیٰ کہ شہید ہوگیا۔ (بخاری مسلم)

عورتوں کا جہاد میں مرہم پٹی کرنا

حضرت انسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد کرتے تو اپنے ہمراہ ام سلیم، اور انصار میں سے کتنی عورتیں لے جاتے تھے۔ یہ عورتیں (غازیوں کو) پانی پلاتیں۔ اور زخمیوں کی دوا (مرہم پٹی) کرتی تھیں۔ (صحیح مسلم)

ام عطیہؓ سات غزووں میں

ام عطیہؓ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہوئی کہتی ہیں۔ کہ مجھے سات غزووں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی کا شرف حاصل ہوا۔ میں ان (غازیوں) کے ڈیروں (CAMPS) میں پیچھے رہتی۔ ان کے لئے کھانا پکاتی تھی۔ زخمیوں کی دوا (مرہم پٹی) اور بیماروں کی خبرگیری کرتی تھی۔

(صحیح مسلم)

دو آنکھوں پر دوزخ حرام

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں — کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو آنکھیں (ایسی) ہیں۔ کہ نہیں لگے گی ان کو آگ۔ ایک وہ آنکھ کہ روئی ہو خوف خدا سے۔ اور دوسری وہ آنکھ کہ رات گزارے نگہبانی کرتے ہوئے راہ خدا (جہاد) میں۔!!

شہید پھر شہادت کی تمنا کرتا ہے۔

عبدالرحمن بن ابی عمیرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں ہے کوئی مسلمان (ایسا) کہ اس کی روح اس کا پروردگار قبض کرے۔ (پھر) وہ چاہے کہ پھر آئے تمہاری طرف (دنیا میں) اور ہووے اس کے لئے دنیا و مافیہا۔ سوائے شہید کے۔ (یعنی شہید چاہتا ہے۔ کہ وہ پھر آئے دنیا میں اور مارا جائے راہ خدا

Marfat.com

ہیں پہلی طرح کہ اس نے بہشت کی نعمتیں اور لامثال درجے پائے ہیں) ابن عمیرؓ نے کہا۔ پھر فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے :۔

لَاَنْ اُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ لِیْ اَھْلَ الْوَبَرِ وَالْمَدَرِ ط

(رواہ النسائی)

بخدا مارا جانا میرا راہِ خدا میں بہت محبوب ہے مجھ کو اس سے کہ ہوں محکوم میرے خیمہ والے (گنوار، دیہاتی لوگ) اور حویلیوں کے رہنے والے (یعنی شہری لوگ) ؎

فرمانِ مصطفویؐ کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر تمام دنیا و مافیہا میری محکوم ہو جائے۔ تو میں اتنی حکومت اور سرداری کے ملنے سے خدا کی راہ میں مارا جانا زیادہ دوست رکھتا ہوں (صلے اللہ علیہ وسلم)

ساٹھ برس کی نماز سے بہتر

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَغَدْوَۃٌ اَوْ رَوْحَۃٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَافِیْھَا وَلَمَقَامُ اَحَدِکُمْ فِی الصَّفِّ خَیْرٌ مِّنْ صَلٰوتِہٖ سِتِّیْنَ سَنَۃً ط (رواہ احمد)

خواجہ دوسرا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے۔ البتہ جانا اللہ کی راہ (جہاد) میں اول روز یا آخر روز، بہتر ہے دنیا و مافیہا سے۔ اور البتہ کھڑا ہونا ایک تمہارے کا صف (قتال) میں بہتر ہے اس کی ساٹھ برس کی نماز نافلہ سے"

سیّد الکونینؐ کا شوقِ شہادت

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوَدِدْتُ اَنْ اُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلَ (بخاری، مسلم)

رحمت عالم خواجہ بدر و حنین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ البتہ دوست رکھتا ہوں میں کہ مارا جاؤں۔ اللہ کی راہ (جہاد) میں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر مارا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر مارا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر مارا جاؤں"

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

Marfat.com

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے فضائل اور درجات اس لئے بیان فرمائے ہیں۔ کہ مسلمان جہاد و غزاء کے جذبہ سے سرشار رہیں۔ اگر ضرورت پڑ جائے۔ تو خدا کی رضا کے لئے اسلام پر مرمٹیں۔ شمع شہادت پر پروانہ وار نثار ہوں۔ ؎

برون از ورطۂ بود و عدم شو
فزون تر زین جہانِ کیف و کم شو
خودی تعمیر کن در پیکرِ خویش
چون ابراہیمؑ معمارِ حرم شو
(اقبالؒ)

غزوۂ حمراء الاسد

غزوۂ احد کے بعد جب قریش مکہ کو لوٹے۔ تو راستے میں پھر مدینہ کی طرف عود کرنے کا قصد کیا۔ یہ خبر جب حضورؐ نے سنی تو آپ نے صبح منادی کرا دی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے تعاقب کے لئے چلے ہیں۔ جو صحابہؓ احد میں شریک ہوئے تھے۔ حضورؐ کے ساتھ روانہ ہوں۔ یہ اعلان سن کر مجاہدین مسجد میں جمع ہو گئے۔ حضورؐ نے ان کو ساتھ لیا۔ اور مقام حمراء الاسدؔ تک تشریف لے گئے

جب اسلامی لشکر یہاں پہنچا۔ تو کفار بھاگ چکے تھے۔ حضور
پانچ چھ روز کے بعد واپس تشریف لے آئے۔

سریہ ابو سلمہ رض

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم احد سے واپس آکر بقیہ شوال ذیقعدہ اور ذی الحجہ مدینہ منورہ میں جلوہ فرما رہے۔ محرم کے شروع میں حضور کو اطلاع ملی۔ کہ سلمہ بن خویلد اور طلحہ بن خویلد مع اپنی قوم کے نکل کر بنی اسدبن خزیمہ کو اسلام کے خلاف ابھار رہے ہیں۔ حضرت انور نے ڈیڑھ سو مجاہدین کو ان کی طرف روانہ کر دیا۔ جن کے

اسلے حاشیہ ص ۳۶۸) حمراء الاسد ینبوع اور مدینہ کے وسط میں واقع ہے۔ اسلئے اسکو واسط بھی کہتے ہیں۔ اور یہاں کی زمین سرخ اور ریتلی ہے۔ اس لئے حمراء الاسد بھی بولتے ہیں۔ غزوہ احد سے واپس آکر دوسرے ہی روز حضور عازم واسط ہو گئے۔ اللہ اکبر! کیا حوصلہ تھا جناب ختم نبیاں کا۔ اور ان کی تعلیم و صحبت سے صحابہ کس عزم کے مالک ہو گئے تھے۔ کہ ابھی ستر شہداء کے کفن دفن سے فارغ ہی ہوئے ہیں۔ اور آپ سالے زخمی ہیں۔ سید الکونین کے سر کا زخم بھی تازہ ہے۔ لیکن جنگ سے دوسرے ہی روز پھر ہشیار ہو کر دشمن کے تعاقب کو چل نکلے ہیں سبحان اللہ! دین کی خاطر انہوں نے کیا نہ کیا؟ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین! ــــ''

Marfat.com

سردار حضرت ابوسلمہ رضؓ مقرر کئے۔ جب یہ لوگ مقام فتنہ پر پہنچے۔ تو دشمن مفرور ہو گیا۔ ان کی بہت سی بکریاں اور اونٹ میدان میں رہ گئے۔ جنہیں مجاہدین لے کر واپس آ گئے۔

سریہ عبد اللہ بن انیس رضؓ

محرم ہی کا واقعہ ہے۔ کہ خالد بن سفیان الہذلی نے حضورؐ سے مقابلہ کے لئے فوج اکٹھی کی۔ سرور رسولاں صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن انیس رضؓ کو غنیم کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ انہوں نے خالد بن سفیان دشمن اسلام کا سر کاٹ کر سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کر دیا۔ شافع محشرؐ نے ان کو اپنا عصا مبارک عنایت فرمایا۔

سریہ رجیع

ماہ صفر کی ابتداء کا واقعہ ہے۔ کہ قبیلہ عضل و قارہ کے کچھ لوگ فریب کی غرض سے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بظاہر مسلمان ہو گئے۔ اور عرض کیا۔ کہ اپنے کچھ آدمی دین سکھانے کے لئے ہمارے ساتھ بھیج دیجئے۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل صحابہ رضؓ

ان کے ساتھ تبلیغ دین کی غرض سے روانہ کر دیئے۔

حضرت مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضؓ۔ حضرت خالد بن بکیر اللیثی رضؓ۔ حضرت عاصم بن ثابت بن ابی الافلح رضؓ۔ حضرت خبیب بن عدی رضؓ حضرت زید بن الدثنہ بن معاویہ رضؓ۔ حضرت عبداللہ بن طارق وغیرہم۔

پیارے صحابہ رضؓ کو شہید کر دیا

جب یہ پاکباز صحابہ رضؓ مقام رجیع پر پہنچے۔ جو قبیلہ ہذیل کا ایک تالاب ہے۔ تو ظالم فریب دہندوں نے بنی ہذیل کو بلا لیا وہ تلواریں سونت کر آ گئے۔ اور صحابہ رضؓ سے لڑے۔ حضرت مرثد رضؓ، حضرت خالد رضؓ اور حضرت عاصم رضؓ[۲] شہید ہو گئے۔ اور خبیب رضؓ، زید رضؓ اور عبد اللہ بن طارق کو پکڑ کر لے گئے۔ راستے میں مقام ظہران

---

[۱] اگر حضور پُر نور صلے اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم ہوتا۔ کہ جن صحابہ رضؓ کو میں لے قبیلہ عضل وقارہ کے فریبی آدمیوں کے ہمراہ بھیجا ہے۔ یہ ان کو لے جا کر بے رحمانہ قتل کرا دینگے اور واقعہ بیر معونہ (جس کا ذکر آگے آتا ہے) میں ستر صحابہ رضؓ کو ظالم شہید کر دیں گے۔ تو حضورؐ اپنی ان لاڈلی اور پیاری اولاد کو ہرگز نہ بھیجتے۔ سچ فرمایا خدا نے۔ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ۔ کہہ دے (اے پیغمبر!) آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔ ہاں خدا تعالےٰ نبیوں کو جب چاہے اور جتنا چاہے غیب بتاتا ہے انبیاء از خود نہیں جانتے۔ [۲] حضرت عاصم رضؓ نے بدر میں کفار کے ایک بڑے سردار کو مارا تھا۔ اس لئے انہوں نے کسی شخص کو عاصم رضؓ کی نعش کا کوئی ٹکڑا لانے (باقی ص ۳۷۲ پر)

Marfat.com

پر عبداللہ بن طارق کو شہید کر دیا۔ خبیبؓ اور زیدؓ کو مکہ لے گئے۔ قریش کے پاس قبیلہ ہذیل کے دو قیدی تھے۔ ان کے بدلے ان کو دے دیا۔ عقبہ بن حارث کو بدر میں حضرت خبیبؓ نے قتل کیا تھا۔ اس کے انتقام کے لئے خبیبؓ کو حجیر ابن اہاب تمیمی نے لے لیا۔ اور صفوان بن امیہ نے حضرت زید کو لیا۔ تاکہ اپنے باپ امیہ بن خلف کے بدلے قتل کرے۔

زیدؓ بن دثنہ کی شہادت

پھر صفوان نے اپنے غلام نسطاس کو حکم دیا۔ کہ زیدؓ کو حرم سے باہر تنعیم میں لے جاکر قتل کر دو۔ اس قتل کا منظر دیکھنے کے لئے اور بھی لوگ وہاں چلے گئے۔ جن میں ابوسفیان بھی تھا۔ اس نے حضرت زیدؓ کو پوچھا۔ کہ اگر تم کو تمہارے اہل وعیال میں خوشی سے رہنے کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ اور تمہاری جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا

(بقیہ صفحہ ۳۷۱) کے لئے بھیجا۔ تاکہ لوگوں کو یقین آجائے کہ عاصمؓ فی الواقع مارا گیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے عاصمؓ کی نعش مبارک کی حفاظت کے لئے بیشمار شہد کی مکھیاں بھیج دیں جنہوں نے نعش پاک کو ہزار جان سے ڈھانپ لیا۔ وہ کافر کسی عضو کے کاٹنے پر قادر نہ ہو سکے۔ پھر بارش ہوئی اور پانی کا ایک ریلا آیا۔ جو ان کی نعش کو بہا کر (جنت میں) لے گیا۔ رضی اللہ عنہ۔

جائے۔ تو کیا تمہیں یہ بات منظور ہے؟ حضرت زیدؓ نے جواب دیا۔ کہ ہمیں تو اتنا بھی پسند نہیں۔ کہ ہم اپنے اہل و عیال میں خوش ہوں۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جہاں ہیں۔ ان کو ایک کانٹا بھی چبھے۔ اس پر ابوسفیان بولا۔ میں نے کسی کو اتنی محبت کرنے والا نہیں پایا۔ جتنی محبت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کرتے ہیں۔ پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ کو نسطاس غلام نے شہید کر دیا۔ (اللہ! تیری مرضی!)

خبیبؓ کو سولی دیدیا

حضرت خبیبؓ کو حجیر بن اہاب نے قید میں ڈال دیا۔ اور بہت تکلیفیں دینا شروع کر دیں۔ حجیر کی لونڈی ماویہ[1] کا بیان ہے کہ خبیبؓ جب ہمارے پاس قید تھے۔ تو ہم نے ایک روز دیکھا۔ کہ وہ انگور[2] کا ایک بڑا خوشہ پکڑے ہوئے کھا رہے ہیں۔

---

[1] یہ بعد میں مسلمان ہو گئی تھی۔ [2] یہ ان کی کرامت تھی۔ جیسا کہ حضرت مریمؑ کے پاس بھی بے موسم پھل ہوتے تھے۔ اور حضرت ذکریاؑ جن کی کفالت میں مریمؑ تھی۔ یہ رزق اس کے پاس دیکھ کر حیران ہو گئے۔ اور پوچھا۔ مریمؑ! یہ رزق (اثمار اور فواکہ) تمہارے پاس کہاں سے آیا ہے۔ مریم نے کہا۔ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔ وہ اللہ کے پاس سے ملا ہے۔ پس ایسے ہی حضرت خبیبؓ کے پاس انگور خدا کی طرف سے آیا۔ (صادق)

Marfat.com

حالانکہ مکہ میں انگور نہیں ہوتا۔

حضرت خبیبؓ کو سولی دینے کے لئے حرم سے باہر تنعیم میں لے گئے۔ آپ نے دو رکعت نماز کے لئے اجازت مانگی۔ انہوں نے دے دی۔ بڑی عاجزی سے آپ نے نماز ادا کی۔ اور فرمایا۔ کہ میں نے نماز مختصر پڑھی ہے۔ تاکہ تم یہ نہ سمجھو۔ کہ موت سے ڈرتے ہوئے نماز میں دیر کر رہا ہے۔ پھر خبیبؓ نے کہا۔

ولست ابالی حین اقتل مسلما ۞ علی ای شق کان فی اللہ مضجعی

وذلک فی ذات الالہ وان یشا ۞ یبارک علی اوصال شلو ممزع

اور مجھے کچھ پروا نہیں جب کہ میں مسلمان شہید کیا جاتا ہوں۔ جس کروٹ پر بھی اللہ کی راہ میں پچھاڑا جاؤں! اور یہ قتل تو اللہ کی راہ میں ہے۔ وہ اگر چاہے۔ تو ہر عضو کے بند بند میں برکت عطا فرمائے گا۔

بعد ازاں کفار نے ان کو سولی پر چڑھا دیا۔ اور وہ اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے۔

رضی اللہ عنہ!

واقعہ بیر معونہ

آپ نے ابھی لرزہ خیز واقعہ رجیع پڑھا ہے۔ اب

Marfat.com

قیامت خیز واقعہ بیر معونہ ملاحظہ فرمائیں۔ اس کا حال یوں ہے۔ کہ قبیلہ نجد کا ایک عالی مرتبہ سردار ابوبراء عامر بن مالک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؐ نے اس کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے نہ تو اسلام کو قبول کیا۔ اور نہ نفرت کا اظہار کیا۔ بلکہ کہنے لگا۔ میں آپ کی نبوت کی عزت کرتا ہوں۔ اگر حضورؐ اپنے اصحاب کو میرے ساتھ نجد روانہ کر دیں۔ اور وہ وہاں آپ کے دین کی تبلیغ کریں۔ تو امید ہے کہ وہ لوگ مسلمان ہو جائیں گے۔ اور پھر میرا کھٹکا جاتا رہے گا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ مجھے اہل نجد سے اندیشہ ہے۔ عامر نے کہا۔ اہل نجد میں سے کوئی شخص آپ کے اصحاب کی طرف آنکھ بھر کر نہیں دیکھ سکتا۔ میں ہر طرح ذمہ لیتا ہوں۔ پھر اس نے قسم کھائی۔ آپ راضی ہو گئے۔ اور اپنے ستر صحابہؓ کو جو قراء کہلاتے تھے۔ اس کے ساتھ تبلیغ دین کے لئے بھیج دیا۔

ستر صحابہؓ کی شہادت

چار روز کے سفر کے بعد صحابہؓ بیر معونہ پر پہنچے۔ جو ارض بنی عامر اور بنی سلیم کے درمیان واقع ہے۔ یہاں پہنچ کر صحابہؓ نے حرامؓ بن ملحان (حضرت انسؓ کے ماموں) کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خط دے کر عامر بن طفیل کے پاس

بھیجا۔ اس نے ان کو شہیدؔ کر دیا۔ اور پھر قبائلِ بنی سلیم — رعل ، ذکوان ، عصیہ اور بنی لحیان کو ساتھ ملا کر ستر قراء پر حملہ کیا۔ صحابہؓ نے بہتیرا کہا۔ کہ ہم تم لوگوں سے لڑنے کے لئے نہیں آئے ہیں۔ بلکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک اور کام کے لئے مامور فرمایا ہے۔ عامر نے ان کی ایک نہ مانی اور سب کو شہیدؔ کر دیا۔

اس درد ناک اور بے رحمانہ قتل کی لرزہ خیز خبر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ تو آپ کو بجید صدمہ ہوا۔ ستر صحابہ کے بے دریغ اور ناحق مارے جانے سے مدینہ منورہ میں قیامت آگئی۔ خواجہ بدر و حنین صلی اللہ علیہ و سلم ایک مہینہ تک فجر کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت پڑھتے رہے۔ جس میں بغض للہ کے ماتحت قاتلین کے علی الرغم

۱؎ حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں۔ کہ جب میرے ماموں حرامؓ بن ملحان کے چاہ معونہ کے دن نیزہ لگا۔ (اور شہید ہوئے) تو انہوں نے خون لے کر اپنے سر اور چہرے پر ملا اور فرمایا۔ ربّ کعبہ کی قسم! میں اپنی مراد کو پہنچا۔ (بخاری شریف)

۲؎ صرف کعب بن زید بن النجار مقتولوں کے درمیان سے بچ گئے۔ اور بہت زخمی ہو گئے تھے۔ بالآخر غزوہ خندق میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ!

Marfat.com

غم و غصّہ کا اظہار فرماتے رہے تھے۔

حضرت قتادہ بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ ■ سلم نے ایک مہینہ تک دعائے قنوت[1] (فجر میں) رکوع کے بعد پڑھی تھی۔ جس میں قبائل عرب (لحیان۔ رعل۔ ذکوان۔ عصیّہ) کے لئے بددعا کرتے تھے

(بخاری شریف)

ملاحظہ: بیر معونہ کے واقعہ میں عمرو بن امیّہ ضمری اسیر ہو گئے۔ عامر بن طفیل کی ماں کے ذمہ ایک غلام آزاد کرنا تھا۔ عامر نے عمرو بن امیّہ کی پیشانی کے بال کاٹ کر انہیں چھوڑ دیا۔ گویا ماں کی طرف سے غلام آزاد کر دیا۔ حضرت عمرو بن امیّہ وہاں سے واپس ہوئے۔ تو راستے میں دو آدمی بنی کلاب کے پائے۔ ان کو دشمن کے آدمی سمجھ کر قتل کر دیا۔ لیکن یہ

---

[1] صحابہ رضی اللہ عنہم بھی کفار سے جنگ کے وقت، اور مصائب و نوازل میں قنوت پڑھتے تھے۔ پس قنوت بعند النازلہ مشروع ہوا۔ اب بھی (خدانخواستہ) اگر مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہو۔ تو امام قنوت پڑھے۔ خاص طور پر فجر کی نماز میں بعد رکوع ـــــ اور یہ (قنوت پڑھنا نمازوں میں) حنفیوں کے نزدیک بھی جائز ہے۔ وقت اترنے حادثہ کے "

(مظاہر حق باب القنوت)

دونوں شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاہد تھے۔ جب عمرو بن امیہ نے مدینہ پہنچکر ان کے قتل کی خبر دی۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ کہ ان معاہدوں کی ہمیں دیت دینی ہوگی۔ بنو نضیر اور بنو کلاب باہم حلیف تھے۔ اس لئے حضورؐ بنی نضیر کے ہاں دیت کے بارے میں گفتگو کرنے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ بنو نضیر حضورؐ کو ایک دیوار کے نیچے بٹھا کر باہم مشورہ کرنے لگے۔ یہ کہ دیوار پر سے ایک بہت بڑا پتھر گرا کر حضورؐ کو شہید کر دیں۔ آپ کو بذریعہ وحی اس سازش کی خبر مل گئی۔ اور آپ وہاں (بنو نضیر کے محلہ) سے اٹھ کر مدینہ آگئے۔ اور بنو نضیر کو حکم دے دیا۔ کہ دس دن کے اندر مدینہ سے نکل جاؤ۔ اس پر لڑائی ہوئی۔ اور بنو نضیر کو مدینہ چھوڑ کر خیبر اور شام میں نکل جانا پڑا۔ یہ ہے غزوہ بنی نضیر جس کا حال آپ پہلے پڑھ آئے ہیں۔

ہجرت کا چوتھا سال

غزوہ ذات الرقاع

جمادی الاول ۴ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

بنی غطفان کے قبائل بنی ثعلبہ اور بنی محارب کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ حضورؐ کے ہمراہ چار صد آدمی تھے۔ بنی غطفان کی بھاری جمعیت لڑنے کے لئے نکلی۔ مگر جنگ نہ ہوئی۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں۔ کہ جنگ ذات الرقاع واقع مقام نخل کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے۔ اور قبیلہ غطفان کی ایک جماعت سے مقابلہ ہوا۔ لیکن جنگ نہ ہوئی۔ ہر فریق دوسرے سے خوف زدہ تھا۔ اس لئے حضورؐ نے صلوٰۃ الخوف کی دو رکعتیں پڑھائیں۔ (بخاری شریف)

حضرت ابو موسیٰؓ کہتے ہیں۔ کہ ایک جنگ (ذات الرقاع) کے لئے ہم حضورؐ کے ہم رکاب نکلے۔ ہم چھ آدمی تھے۔ اور اونٹ ایک تھا۔ باری باری سے اس پر سوار ہوتے جاتے تھے۔ ہمارے پاؤں پھٹ گئے۔ اور میرے تو ناخن بھی گر گئے۔ اس لئے ہم پاؤں پر دھجیاں لپیٹ لیتے تھے۔ اسی لئے اس جنگ کا نام ذات الرقاع رکھا گیا۔ (یعنی کپڑوں کی دھجیوں والی لڑائی) کیونکہ راستہ میں ہم پاؤں پر دھجیاں لپیٹ لیتے تھے۔ (بخاری شریف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر واپس مدینہ منورہ آ گئے۔ حضورؐ کی غیرحاضری میں حضرت ابوذر غفاریؓ امامت

کے فرائض انجام دیتے تھے۔ حضورؐ ان کو نائب مقرر کر گئے تھے۔

غزوۂ بدر ثانی جنگِ اُحد سے واپس جاتے وقت ابوسفیان نے کہا تھا۔ کہ وہ آئندہ سال بدر میں لڑنے کے لئے آئے گا۔ حضورؐ دوسرے سال ۴ھ ماہ شعبان میں ایک ہزار پانچسو آدمی اور دس گھوڑے لے کر عازم بدر ہوگئے۔ مدینہ میں حضرت عبداللہ بن رواحہ کو خلیفہ بنایا اور لشکر کا علم حضرت علیؓ کو عطا ہوا۔ حضورؐ بدر تک تشریف لے گئے۔ اور آٹھ روز تک قریش کا انتظار کیا۔ ادھر مکہ سے دو ہزار آدمی اور پچاس گھوڑے لیکر ابوسفیان بھی چلا۔ جب ظہران یا عسفان تک پہنچا۔ تو یہ کہہ کر واپس ہو گیا کہ یہ سال اچھا نہیں ہے۔ اور اس سال مکہ میں قحط پڑا ہوا تھا

ہجرت کا پانچواں سال

غزوۂ دومۃ الجندل دومۃ الجندل دمشق سے پانچ منزل پر ایک مقام ہے۔ پیغمبر کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے سنا۔ کہ وہاں کفار جمع ہوئے ہیں۔ اور مدینہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضورؐ نے ۵ھ

Marfat.com

ربیع الاول میں ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ دومۃ الجندل کا رخ فرمایا۔ حضورؐ کی آمد کی خبر سن کر کافر منتشر ہو گئے۔ اور وہاں چند روز ٹھہر کر آپ واپس آ گئے۔

غزوہ بنی مصطلق

بنی خزاعہ کے ایک آدمی جذیمہ بن سعد کا لقب مصطلق تھا۔ اور بنی خزاعہ کا ایک کنواں تھا۔ جس کو مریسیع کہتے تھے حضور انورؐ جب کفار کے مقابلہ کے لئے نکلے تھے۔ تو اسی کنوئیں پر ٹھہرے تھے۔ اس لئے یہ غزوہ ــــ غزوہ بنی مصطلق یا غزوۂ مریسیع کہلایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو خبر ملی کہ بنی مصطلق کا سردار حارث بن ابی ضرار اپنی قوم اور دوسرے قبائل کو لے کر مسلمانوں سے لڑنے کو نکلا ہے۔ حضورؐ صحابہ کی جماعت کے ساتھ شعبان کی دوسری تاریخ پیر کے دن مدینہ سے چل پڑے۔ اور ۵ھ تھا۔ اس غزوہ میں حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ بھی ہمراہ تھیں۔ راستے میں کفار کا ایک جاسوس ملا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو گرفتار کر لیا۔ اور حضورؐ کی اجازت سے قتل کر دیا۔ جب کفار کو پیغمبر بحر و برؐ کی آمد کی خبر ملی۔ اور یہ بھی پتہ چلا۔ کہ ان کا

Marfat.com

جاسوس قتل کر دیا گیا ہے۔ تو ان پر ایسا رعب چھایا۔ کہ سب قبائل منتشر ہو گئے۔ حضور انورؐ سیدھے ان کے کنوئیں مریسیع پر جا پہنچے۔ اور ایسا حملہ کیا۔ کہ حارث اور اس کے قبیلہ کے لوگ بھاگ گئے۔ مرد اور عورتیں تمام گرفتار کر لی گئیں۔ اور سب مویشی اور جانور پکڑ لئے۔ خدا نے بڑی شاندار فتح دی۔ اور کوئی مسلمان نہ مارا گیا۔

ام المومنین حضرت جویریہؓ

جب اموال غنیمت کی تقسیم ہو چکی تو حضرت جویریہؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! میں مسلمان ہو کر حاضر ہوئی ہوں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اِنَّكَ رَسُوْلُهٗ۔ میں قبیلہ بنی مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی لڑکی ہوں۔ آپ کے لشکر نے مجھے قید کر لیا ہے۔ اور تقسیم میں ثابت بن قیسؓ کے حصہ میں آئی ہوں۔ ثابت نے مجھے مکاتب بنا دیا ہے۔ میں مال نہیں رکھتی۔ کہ دے کر آزاد ہو جاؤں۔ خدمت اقدس میں یہ امید لے کر آئی ہوں۔ کہ آپ میری مدد فرمائیں۔ رحمت للعالمین نے فرمایا۔ کہ میں تم سے اس سے بہتر سلوک کرتا ہوں۔ کہ مکاتبت کی رقم ادا کر کے تجھ سے نکاح کر لونگا۔ وہ بڑی خوش ہوئیں۔ اور ہزار جان سے اس بات پر آمادگی کا

Marfat.com

اظہار کیا۔ حضورؐ نے ثابت بن قیسؓ کو مال مکاتبت دے کر انہیں آزاد کر دیا۔ پھر ان سے نکاح کر لیا۔

صحابہؓ کو جب معلوم ہوا۔ کہ جویریہؓ ام المومنین ہو گئی ہیں۔ تو سب نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ بنی مصطلق کے قیدی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصہار ہو کر اقربا بن گئے۔ صحابہؓ نے باہمی مشاورت سے ان کو آزاد کر دیا۔ جو ایک ہزار تھے۔ اس رشتہ سے اسلام کو سطوت اور عروج حاصل ہوا۔

منافقوں کی شرارت

صحابہؓ ابھی اسی مقام مریسیع پر ہی تھے۔ کہ کنوئیں سے پانی بھرنے کے ڈول کے متعلق دو آدمیوں میں تکرار ہو گئی۔ ایک حضرت عمرؓ کے اجیر بنی غفار سے جہجاہ ابن مسعودؓ تھے۔ اور دوسرے سنان بن وبر جہنیؓ تھے۔ جہجاہؓ نے سنانؓ کو ایک تھپڑ مار دیا۔ سنانؓ نے انصار کو آواز دی اور جہجاہ نے مہاجرین کو بلایا۔ دونوں گروہ جمع ہو گئے۔ غلطی اور زیادتی جہجاہ کی تھی۔ مہاجرین نے دور اندیشی اور خدا خوفی سے کام لے کر سنانؓ کو راضی کر لیا۔ اور بات ختم ہو گئی۔

اس سفر میں عبد اللہ بن ابی منافق بھی تھا۔ اس کو اس جھگڑے کا پتہ چلا۔ تو بہت سیخ پا ہوا۔ اور کہنے لگا۔ "تو وہی مثل ہوئی نا۔ کہ سمن کلبک یا کلک انا و اللہ لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الا عز منھا الا ذل۔ کتے کو موٹا کرو۔ کہ تمہیں ہی کھا لے۔ بخدا ہم مدینہ واپس گئے۔ تو عزت والا ذلیل کو شہر سے باہر نکال دے گا۔" گویا ملعون نے اپنے آپ کو اَعَزّ اور رحمت عالم ؐ کو اَذَلّ کہا اور یہ بکواس کر کے لوگوں کو حضور ؐ کے خلاف بھڑکانا چاہا۔ اس کی یہ بکواس حضرت زید بن ارقم ؓ نے سن لی۔ اور سرور کونین صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع کر دی۔ حضرت عمر ؓ نے یہ سن کر حضور ؐ سے عرض کیا۔ کہ مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ لیکن آپ نے اجازت نہ دی۔ مہاجرین اور انصار میں اس بات کا عام چرچا ہونے لگا۔ اور طرفین میں غم و غصہ کے آثار دکھائی دینے لگے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوپہر کے وقت سخت دھوپ میں کوچ کا حکم دے دیا۔ حالانکہ آپ ایسے وقت میں سفر نہیں کیا کرتے تھے۔ سرور رسولاں صلی اللہ علیہ وسلم تمام دن چلتے رہے۔ کہ شام ہو گئی۔ پھر ساری رات بادیہ پیما رہے۔ کہ صبح ہو گئی۔ حضور ؐ نے

یہ سفر لگاتار اس لئے فرمایا۔ کہ اس منافق کی شرارت دونوں گروہوں میں فساد کا موجب نہ بنے۔ اور بات بڑھ نہ جائے۔

آخر جب انصار نے عبداللہ بن ابیؔ سے دریافت کیا۔ کہ تم نے یہ بکواس کیوں کی ہے؟ تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسم کھا کر مُکر گیا۔ کہ اس نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔ پھر لوگوں نے خیال کیا۔ کہ زید بن ارقمؓ سے غلطی ہوئی ہے کہ اس نے ایک عزت والے سردار پر بہتان باندھا ہے۔ حضرت زید بن ارقمؓ اس الزام سے بہت پریشان ہوئے اور خدا سے دعا کی۔ کہ اللہ! تو ہی سچا فیصلہ صادر فرما! پھر خدا تعالےٰ نے آیۂ ذیل نازل فرما کر زید بن ارقمؓ کی بات کی تصدیق کر دی۔

يَقُولُونَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ط وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (پ۲۸ ع ۱۳)

کہتے ہیں منافق کہ اگر (اس سفر سے) پھر جائیں ہم مدینے کو تو ضرور عزت والا ذلیل کو وہاں سے نکال باہر کرے گا۔ حالانکہ (اصلی) عزت اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی اور مسلمانوں کی ہے۔ مگر منافق (اس بات کو) نہیں جانتے۔

Marfat.com

اس آیت نے ثابت کر دیا۔ کہ واقعی عبد اللہ بن ابی نے وہ الفاظ کہے تھے۔ اور زید بن ارقمؓ نے سچ کہا تھا۔

رحمتِ عالمؐ ہی عزت والے نکلے

غزوۂ بنی مصطلق سے لوٹ کر جب رحمتِ عالمؐ مدینے کے قریب پہنچے۔ تو عبد اللہ بن ابی کے لڑکے نے جو مخلص مسلمان تھا۔ اپنے باپ کے اونٹ کو بٹھا کر اونٹ کے ہاتھ پر کھڑا ہو گیا۔ اور باپ کو کہنے لگا۔ میں تمہیں مدینے میں نہیں جانے دوں گا۔ جب تک حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دیں۔ تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ اَذَلّ یعنی سب سے زیادہ ذلیل و خوار تو ہی ہے۔ اور اعزّ یعنی سب سے زیادہ عزت والے جناب سرور کائنات ہیں! جب خواجۂ دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری آئی۔ اور حضورؐ نے دیکھا۔ کہ بیٹا باپ کو شہر میں نہیں جانے دیتا۔ تو فرمایا۔ عبداللہؓ! اپنے باپ کو شہر میں جانے دے۔ پھر حضورؐ اَعَزّ کی اجازت سے اَذَلّ شہر میں داخل ہوا۔

سانحہ افک

رحمتِ عالمؐ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ بنی مصطلق

Marfat.com

سے واپس ہوئے۔ تو مدینہ کے قریب ایک منزل پر ٹھہرے۔ حضرت عائشہؓ بھی اس سفر میں شریک تھیں۔ جناب صدیقہؓ طاہرہ رضی اللہ عنہا رفع حاجت کے لئے میدان میں گئیں جب فارغ ہوکر اپنے ہودج کے پاس آئیں۔ تو معلوم ہوا۔ کہ بلوری موتیوں کا ہار گلے میں نہیں ہے۔ کہیں ٹوٹ کر گر گیا ہے۔ آپ ہار کی تلاش میں واپس گئیں۔ وہاں ہار کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے دیر ہوگئی۔ جب آپ واپس آئیں۔ تو قافلہ کوچ کرچکا تھا۔ ہودج اٹھانے والوں نے یہ سمجھا۔ کہ حضرت ام المومنین اندر ہی ہیں۔ کسی کو ہودج کے خالی ہونے کا شک تک نہ ہوا۔ کیونکہ حضرت عائشہ کم عمر اور دبلی پتلی تھیں۔

آپ اسی جگہ چادر لپیٹ کر لیٹ رہیں۔ اور خیال کیا کہ جب لوگ مجھے منزل پر نہ پائیں گے۔ تو آخر میری تلاش میں واپس آئیں گے۔ کچھ رات باقی تھی۔ آپ کو نیند آ گئی۔

ایک صحابی صفوان بن معطل فوج کے پیچھے تھے۔ (ان کی یہ ڈیوٹی تھی۔ کہ لشکر کے پیچھے رہیں۔ اور گری پڑی چیز یا بھولا بچھڑا آدمی ساتھ لیتے آئیں۔) جب ان کی نظر صدیقہ طاہرہؓ پر پڑی۔ تو انہوں نے کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ــــ کہ یہ تو حرمِ رسولؐ ہیں۔ کیونکہ آیۂ حجاب

Marfat.com

کے نزول سے قبل انہوں نے حضرت صدیقہؓ کو دیکھا ہوا تھا استرجاع کی آواز سے ام المومنین کی آنکھ کھل گئی۔ صفوانؓ نے اونٹ قریب کیا۔ اور پیچھے ہٹ کر کہا۔ اونٹ پر سوار ہو جائیے۔ حضرت عائشہؓ سوار ہو گئیں۔ اور صفوانؓ اونٹ کی مہار تھامے ہوئے تیز چلے حتیٰ کہ قافلہ سے منزل پر آ ملے۔ اُس وقت دوپہر کا وقت تھا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ اسکے بعد ہلاک ہونیوالے مجھ پر افترا بندی کر کے ہلاک ہوگئے۔ اور منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابیؓ اس طوفان کا بانی مبانی تھا۔ (بخاری شریف)

صدیقہ طاہرہؓ کی بیماری

عفت جوان دامن میں ہمو نے والی صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ مدینہ میں پہنچ کر میں مہینہ بھر بیمار رہی۔ لوگ افترا بندی کی باتوں کا چرچا کرتے تھے۔ لیکن مجھے (ابھی تک) اس طوفان انگیزی کا علم نہ تھا۔ البتہ بیماری کی حالت میں مجھے شک ضرور گزرتا تھا۔ کیونکہ جو لطف و کرم میں نے گذشتہ بیماریوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا تھا۔ وہ اس بیماری میں نظر نہیں آتا تھا۔ آپؐ تشریف لاتے۔ اور صرف سلام کے بعد اتنا پوچھتے کہ تمہاری طبیعت کیسی ہے۔ یہ پوچھ کر واپس چلے جاتے۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

ایک رات میں ام مسطح کے ساتھ رفع حاجت کیلئے خالی میدان میں گئی۔ کیونکہ ان دنوں گھروں میں بیت الخلاء نہ تھے۔ جب ہم دونوں رفع حاجت سے فارغ ہوکر اپنے مکان کے قریب آئیں ۔ تو اس کی زبان سے نکلا۔ مسطح ہلاک ہو۔ میں نے کہا۔ تم ایسے آدمی کو برا کہتی ہو۔ جو بدر میں شامل تھا۔ اس نے کہا۔ بھولی بیٹی ! کیا تو نے نہیں سنا۔ کہ وہ کیا کہتا ہے ؟ میں نے پوچھا۔ کیا کہتا ہے؟ پھر اس نے مجھ پر بہتان باندھے جانے کا سارا قصہ کہہ سنایا۔ یہ سن کر میری بیماری پر ایک اور بیماری کا کا اضافہ ہو گیا۔

عائشہ صدیقہ رض والدین کے گھر میں گھر آئی۔ تو حضورؐ تشریف لائے۔ آپؐ نے سلام کیا۔ اور حال پوچھا۔ میں نے درخواست کی۔ کہ اگر اجازت ہو تو اپنے والدین کے گھر چلی جاؤں ــــ حضورؐ نے اجازت دے دی۔ اور میں والدین کے گھر آ گئی۔

میں نے اپنی والدہ (امّ رومان) کو پوچھا۔ یہ کیا قصہ ہے ؟ والدہ نے کہا۔ پیاری بیٹی ! تمہیں گھبرانا نہیں چاہیئے۔ خدا کی قسم ! اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ جو عورت خوب صورت اور اپنے خاوند کی چہیتی ہو۔ اور اس کی سوتیں بھی

ہوں۔ تو اس کے پیچھے ایسی باتیں لگا ہی کرتی ہیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ پھر تو میں بے اختیار رونے لگی۔ میرے آنسو نہ تھمتے تھے۔ ساری رات میں نے روتے گزاری۔ نہ آنکھوں میں نیند نہ دل کو چین۔ صبح ہوئی ــــ تو وہی اشکوں کی برکھا۔

عائشہ صدیقہؓ پر غم کے پہاڑ

صبح ہوئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ اور حضرت اسامہؓ کو بلایا۔ کیونکہ وحی کے آنے میں توقف ہو گیا تھا۔ آپؐ نے دونوں حضرات سے میرے متعلق پوچھ گچھ کی۔ وَیَسْتَشِیْرُہُمَا فِیْ فِرَاقِ اَھْلِہٖ ــــ اور ان دونوں سے مجھے طلاق دینے کے متعلق مشورہ کیا۔

حضرت اسامہؓ نے میری پاک دامنی بیان کی۔ حضرت علیؓ نے کہا۔ اے اللہ کے رسولؐ! خدا نے آپ کے لئے کوئی تنگی نہیں رکھی ہے۔ عورتیں اور بہت ہیں۔ مزید تحقیق گھر کی ملازمہ بریرہ سے کر لیجئے۔

بریرہؓ سے پوچھا۔ تو اس نے کہا۔ خدا کی قسم جس نے آپؐ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے آج تک عائشہؓ میں کوئی بات اس قسم کی نہیں دیکھی۔ (وہ پاک طینت اور طاہرہ ہے۔)

Marfat.com

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ میں (مارے غم کے) روتی رہی نہ تو مجھے نیند آتی اور نہ ہی آنسو رکتے تھے۔ ایسے ہی دو راتیں اور ایک دن بغیر سوئے گزر گیا۔ میں سمجھ چکی تھی ــ کہ رونے سے میرا جگر پھٹ جائے گا۔

اسی اثناء میں (کہ میں زارو قطار رو رہی تھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لے آئے۔ آپؐ سلام کرکے میرے پاس بیٹھ گئے۔ حضورؐ کو ایک مہینہ تک میرے متعلق کوئی وحی نہ ہوئی تھی۔ آپ نے کلمہ شہادت پڑھا۔ اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا:۔

عائشہؓ! میں نے تیرے متعلق ایسی ایسی باتیں سنی ہیں۔ اگر تو گناہ سے پاک ہے۔ تو عنقریب خدا تیری پاک دامنی بیان کر دے گا۔ اور اگر تو گناہ سے آلودہ ہو چکی ہے۔ تو اللہ سے استغفار کر اور اس سے معافی مانگ! (سنو!) جب بندہ اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے۔ پھر اس کی طرف جھکتا ہے۔ تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ عائشہؓ! اللہ سے ڈر! تو بھی آخر آدم کی بیٹیوں سے ہے۔ اگر تجھ سے کوئی خطا ہوگئی ہے۔ تو توبہ کرلے ــــ اور بھی آپ نے لمبا وعظ فرمایا۔ (بخاری شریف)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ میں نے اپنے والد کو کہا۔

Marfat.com

آپ حضورؐ کو جواب دیجئے۔ وہ کہنے لگے۔ خدا کی قسم! میں نہیں جانتا۔ کہ حضورؐ کو کیا جواب دوں۔ پھر میں نے والدہ کو کہا۔ وہ بھی کہنے لگیں۔ بخدا کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ کیا جواب دوں؟ پھر میں نے کہا۔ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ط وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُونَ ○ ۔ میرے لئے صبر بہتر ہے۔ اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو۔ اُس میں خدا تعالےٰ سے مدد کی طلب گار ہوں"۔

یہ کہہ کر میں اپنے بستر پر جاکر لیٹ گئی۔ بخدا مجھے اپنی برأت کا تو یقین تھا۔ اور یہ بھی یقین تھا کہ خدا تعالےٰ مجھے اس الزام سے بری فرمائے گا۔ لیکن اس بات کا مجھے خواب و خیال نہ تھا۔ کہ خدا تعالیٰ میرے حق میں قرآن میں آیتیں نازل کرے گا۔ جو (قیامت تک) نمازوں میں پڑھی جائیں گی۔ خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی وہیں بیٹھے تھے۔ کہ حضورؐ پر وحی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اور چہرہ مبارک سے موتیوں کی طرح پسینہ ٹپکنے لگا۔ حالانکہ دن سخت سردی کے تھے۔

جب وحی کی کیفیت ختم ہو گئی۔ تو آپ نے ہنستے ہوئے سب سے پہلے یہ فرمایا۔ عائشہؓ! خدا نے تیری پاک

---

[1] پس صبر اچھا ہے اور جو حال تم بیان کرتے ہو۔ اللہ ہی مدد کرے۔ (پ۱۲ ع۱۲)

دامنی بیان کر دی ہے۔ (اللہ نے تیری عصمت کی گواہی دے دی ہے)

پھر حضورؐ مسجد میں تشریف لے گئے۔ منبر پر چڑھے۔ لوگوں کو خطبہ سنایا۔ اور ان آیتوں کی تلاوت فرمائی۔

حضرت عائشہؓ کی برأت میں دس آیتیں

(۱) اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ عُصْبَۃٌ مِّنْکُمْ ط لَا تَحْسَبُوْہُ شَرًّا لَّکُمْ ط بَلْ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ط لِکُلِّ امْرِیءٍ مِّنْھُمْ مَّا اکْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ج وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ مِنْھُمْ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝

جن لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی نسبت) بہتان کو اٹھایا ہے، وہ تم میں ہی کا ایک گروہ ہے۔ تم اِس (طوفان) کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو۔ بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ (کہ سچے مسلمان اور منافق پہچانے گئے ہیں) ان بہتان بازوں میں سے ہر ایک اتنا ہی گنہگار ہے۔ جتنا کسی نے اس میں حصہ لیا ہے۔ اور جس نے ان میں سے طوفان کا جتنا بڑا حصہ لیا ہے اس کو اتنی ہی سزا ہوگی۔

Marfat.com

(۲) لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّ قَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۝

(مسلمانو!) جب تم نے یہ (طوفان کی) خبر سنی۔ تو تم نے اپنوں پر نیک ظن رکھتے ہوئے کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ صریح جھوٹ ہے!

(۳) لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝

(یہ بہتان باز اگر سچے تھے) تو اپنے بیان (کے ثبوت) پر چار گواہ کیوں نہ لائے۔ جب گواہ نہ لا سکے۔ تو خدا کے نزدیک وہ یقیناً جھوٹے ہیں!

(۴) وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

(مسلمانو!) اگر دنیا و آخرت میں تم پر خدا کا فضل وکرم نہ ہوتا۔ تو جس بہتان میں تم اوندھے منہ گرے تھے۔ اس پر تمہیں بڑی سزا ملتی تھی!

(۵) اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝

Marfat.com

تم اپنی زبانوں سے (حضرت عائشہؓ کے) بہتان کو بیان کر رہے تھے۔ اور وہ بات کہہ رہے تھے۔ جس کی تمہیں مطلق خبر نہ تھی۔ تم تو اسے ہلکی بات سمجھ رہے تھے۔ لیکن خدا کے نزدیک بہت بڑی بات تھی۔"

(۶) وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ○

اور جب تم نے (حضرت عائشہؓ پر تہمت کی) بات سنی تھی۔ (تو سنتے ہی) کیوں نہ بول اٹھے۔ کہ ہم کو ایسی بات منہ سے نکالنی زیب نہیں دیتی۔ حاشاء وکلا یہ تو بڑا بھاری بہتان ہے۔"

(۷) يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

خدا تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ اگر سچے ایماندار ہو، تو پھر یہ حرکت کبھی نہ کرنا۔"

(۸) وَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

اور اللہ تعالیٰ (اپنے) احکام (بطور قانون) بیان کرتا ہے اور اللہ (پورے) علم اور (کامل) حکمت والا ہے۔"

Marfat.com

(۹) اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

سن رکھو۔ جو لوگ یہ چاہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں میں (ان کی) بدنامی (اور تہمت) کے چرچے ہوں۔ ان کے لئے دنیا میں سزا ہے دردناک (حد قذف) اور آخرت میں (عذاب) ہے اور اللہ جانتا ہے (کہ تہمت کی برائی کتنی سخت ہے۔) اور تم نہیں جانتے۔

(۱۰) وَ لَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝

اور اگر (درگزر اور بخشش کے ساتھ) تم پر اللہ کا فضل وکرم نہ ہوتا۔ (تو تم حضرت عائشہ رض پر بہتان جوڑنے کے سبب ہلاک ہوگئے ہوتے) اور اللہ بڑی شفقت والا مہربان ہے۔

(پ۱۸ ع۸۔ سورۃ النور)

مسطح رض حسان رض اور حمنہ رض پر حد

رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے مذکورہ آیتیں پڑھیں۔ حضرت عائشہ رض کی پاکدامنی خدا کی زبانی بیان کی۔ پھر مسطح رض بن اثاثہ۔ حسان رض بن ثابت۔ اور حمنہ رض بنت جحش کو حد ماری گئی۔ یعنی اسی اسی درّے!

(ابن ہشام)

Marfat.com

غزوۂ خندق

اس غزوہ میں صحابہؓ نے شہر کی حفاظت کیلئے خندق کھودی تھی۔ اس لئے اس کو غزوۂ خندق کہتے ہیں۔ اور مسلمانوں سے لڑنے کے لئے بہت سے قبیلے اور گروہ اکٹھے ہوکر آئے تھے۔ اس لئے یہ غزوہ — غزوۂ احزاب بھی کہلاتا ہے۔

یہود قریش کو اکسا لائے

پیچھے آپ پڑھ آئے ہیں کہ حضورؐ نے بدعہدی کے سبب یہود بنی نضیر کو مدینہ سے نکال دیا تھا۔ ان کی ایک جماعت خیبر میں جا بسی تھی۔ یہود بھی حضورؐ سے دشمنی رکھتے تھے۔ ان میں حی بن اخطب، سلام بن ابی الحقیق، کنانہ بن الربیع سلام بن مشکم وغیرہ یہود کے سردار اور بنی وائل کے سردار سب مل کر مکہ گئے۔ اور قریش کو حضورؐ کے خلاف لڑنے کی ترغیب دی۔ کہ آؤ سب مل کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتمہ کر دیں۔

قریش نے یہود کو کہا۔ کہ تم اہل کتاب ہو۔ علم والے ہو۔ بتاؤ ہم حق پر ہیں یا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) حق پر

Marfat.com

ہیں؟ جب کہ ہم بیت اللہ کے خادم ہیں۔ حاجیوں کو کھانا کھلاتے اور دودھ پلاتے ہیں۔ اور اپنے (بزرگوں کے) بتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ برخلاف ہمارے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نیا دین نکالا ہے۔

یہود نے از راہِ حسد فتویٰ دیا۔ کہ اے قریش! تمہارا دین — دینِ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سے اچھا اور بہتر ہے۔ اس بے ایمانی پر خدا نے فیصلہ دیا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝ (پ۵ع۶)

(اے پیغمبرؐ!) کیا تم نے ان لوگوں (کے حال پر) نظر نہیں کی۔ جن کو کتاب (تورات) سے حصہ دیا گیا۔ وہ لگے بتوں اور شیطان کو ماننے، اور کافروں کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں سے تو یہی لوگ زیادہ راہ پائے ہوئے ہیں۔ (اے پیغمبرؐ) یہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے پھٹکارا دیا ہے۔ اور جن کو اللہ پھٹکارے پھر نہ پائے گا تو اس کے لئے (عذاب سے چھڑانے

والا) مددگار ○

مکے کے کافر یہود کے اس فتویٰ سے خوش ہوکر رحمتِ عالمؐ کے ساتھ لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ پھر یہود اور قبائل کے پاس بھی گئے۔ اور انہیں آمادہ جنگ کیا۔ چنانچہ ابوسفیان چار ہزار قریش کو لے کر نکلا۔ تین سو گھوڑے اور ایک ہزار اونٹ ان کے ساتھ تھے۔ جب یہ مرّالظہران پر پہنچے۔ تو بنی سلیم بھی ان سے مل گئے۔ بنو مرّہ، اشجع، بنی اسد، فزارہ سب جنگ کے لئے چل پڑے۔ بنی غطفان مع اپنے سردار عیینہ بن حصن بھی آملے۔ سرورِ کائناتؐ کے مقابلہ میں سب کی مجموعی تعداد دس ہزار ہو گئی۔ سچ ہے۔ الکفر ملۃ واحدۃ!

خندق کھودی گئی

جب حضورؐ کو پتہ چلا۔ کہ کفار کی کثیر تعداد مدینہ پر حملہ کرنے آرہی ہے۔ تو آپؐ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت **سلمان فارسیؓ** نے رائے دی۔ کہ شہر کی حفاظت کی خاطر خندق کھودی جائے۔ آپؐ نے اس رائے کو منظور فرما کر خندق کھودنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ مدینہ سے مشرق کی طرف جبل سلع سے آگے خندق کھودی گئی۔ تاکہ مسلمان خندق اور جبل سلع کے درمیان کھڑے ہوکر کفار کا مقابلہ کریں۔ پہاڑ پشت کی طرف ہو اور خندق سامنے!

Marfat.com

خندق بڑی تکلیف اور مشکل سے کھودی گئی۔ مہاجرین اور انصار مل کر کام کرتے تھے۔ خود سرورِ کائنات مٹی کھودتے تھے۔ موسم سخت جاڑے کا تھا۔ ساری فوج بھوکی تھی اور لباس بدن پر ناکافی تھا۔ تین تین روز فاقہ سے گزر جاتا تھا۔ کہ کوئی کھانے کی چیز میسر نہ تھی۔ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے تھے۔

حضورؐ کی صحابہؓ کو دعا

حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خندق کی طرف تشریف لے گئے۔ تو آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ کہ مہاجرین اور انصار سردی میں صبح کے وقت خندق کھود رہے تھے۔ اور ان کے غلام بھی نہیں تھے۔ جو یہ کام سرانجام دیتے۔ جب حضورؐ نے ان کی اس تکلیف اور بھوک کو ملاحظہ فرمایا۔ تو کہا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَهْ
فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَ الْمُهَاجِرَهْ

اے اللہ زندگی تو حقیقت میں آخرت کی زندگی ہے۔
پس تو انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔

تازیست لڑنے کی بیعت

صحابہؓ نے حضورؐ کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

Marfat.com

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَی الْجِهَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

"ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے تابقائے حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ کی راہ میں لڑنے کے لئے بیعت کی ہے"

کلماتِ برزبان رسالت مآب ﷺ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ خندق کھودنے کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مٹی اٹھا کر نکال رہے تھے۔ یہاں تک کہ شکم مبارک غبار آلود ہو گیا تھا۔ اور فرما رہے تھے۔

وَاللّٰہِ لَوْ لَا اللّٰہُ مَا اھْتَدَیْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

خدا کی قسم اگر خدا کی طرف سے ہدایت نہ ہوتی تو نہ ہم راہ راست پر آتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے[1]

فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا

الٰہی! ہم پر سکونِ خاطر نازل فرما۔ اور دشمن کے مقابلہ کے وقت ہمیں ثابت قدم رکھ۔"

---

[1] یہ اشعار عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ہیں۔

Marfat.com

اِنَّ الْاُولٰی قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا!
اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَۃً اَبَیْنَا! (بخاری شریف)

کیونکہ انہی لوگوں نے ہم پر زیادتی کی ہے۔ یہ لوگ فساد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور ہم انکار کرتے ہیں!

پتھر ریت ہو گیا

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ خندق کے دن جب ہم کھائی کھودنے میں مشغول تھے۔ تو ایک سخت پتھر سامنے آیا۔ (جس کو صحابہؓ نہ کھود سکے۔) حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ خندق کے اندر ایک سخت پتھر نکل آیا ہے۔ (جس پر کدال اثر نہیں کرتا) آپ نے فرمایا میں خندق میں اترتا ہوں۔ یہ فرما کر آپ کھڑے ہو گئے۔ اس وقت شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا۔ وجہ یہ تھی۔ کہ تین روز سے ہم نے کوئی چیز نہیں چکھی تھی۔ خیر آپؐ نے کدال ہاتھ میں لے کر (پتھر پر) ماری۔ جس سے پتھر ریت کی طرح ہو گیا۔ (بخاری شریف)

حضورؐ کا معجزہ

اسی خندق کا واقعہ ہے۔ حضورؐ کا معجزہ ہے۔ کہ حضرت جابرؓ نے آپ کو بھوکا دیکھ کر کچھ کھانے کا بندوبست کیا۔ ایک بکری ذبح کی۔ اور تین سیر جو تھے۔ دونوں چیزوں کو اپنی بیوی سے پکوایا اور حضورؐ سے درخواست کی کہ دو تین آدمیوں کے ساتھ

کھانے کو تشریف لے چلیں. لیکن آپ نے تمام خندق والوں کو (بحکم الٰہی) شریک ضیافت کر دیا. جو ایک ہزار تھے. سب نے سیر ہوکر کھایا.

کلیجے مونہوں کو آگئے

غزوۂ خندق میں مسلمانوں پر مصائب کے پہاڑ آگرے تھے. سارے عرب کے کافروں نے اکٹھے ہوکر حملہ کر دیا تھا. وہ مدینے کی اینٹ سے اینٹ بجانا چاہتے تھے. بخاری شریف میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں. کہ یہ آیت خندق میں کفار کے متعلق نازل ہوئی ہے:

إِذْ جَاءُوكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ
وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ
الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا ۝ هُنَالِكَ
ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ۝

(پ ۲۱ ع ۱۸)

(ترجمہ) جب آئے (کفار کے لشکر) تم پر تمہارے اوپر کی طرف سے اور تمہارے نیچے کی طرف سے. اور (مارے خوف کے) جب پھری آنکھیں (تمہاری) اور کلیجے مونہوں کو آ گئے تھے. اور خدا کی نسبت تم (طرح طرح کے) گمان کرتے تھے. اس موقعہ پر مسلمانوں (کے استقلال) کی آزمائش

Marfat.com

کی گئی۔ اور بہت ہی سخت لرزائے گئے۔

مطلب یہ کہ کفار کی کثیر تعداد نے مسلمانوں کو ہر طرف سے گھیر لیا۔ اور مسلمانوں پر سخت خوف و ہراس چھا گیا۔

جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے

تین ہزار اسلامی لشکر نے پندرہ روز میں خندق تیار کر دی۔ جب کفار آئے۔ تو خندق دیکھ کر حیران ہو گئے۔ کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ کیونکہ انہوں نے اس سے پہلے کبھی خندق نہیں دیکھی تھی۔

بنو قریظہ نے عہد توڑ دیا

حی ابن اخطب ابو سفیان کی صلاح سے بنو قریظہ کے سردار کعب کے پاس گیا۔ اس نے پہلے تو دروازہ نہ کھولا۔ جب اصرار پر کھولا۔ تو کہا۔ کہ ہم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے حلیف ہیں۔ ان کے خلاف نہیں لڑ سکتے۔ مگر بعد ازاں اس نے عہد توڑ دیا۔ اور جملہ آوروں کے ساتھ مل گیا۔ اس سے کفار کو بڑی خوشی ہوئی۔ اور مسلمانوں پر غم کا ایک اور پہاڑ آ گرا۔ کہ بنو قریظہ دشمن سے جا ملے ہیں۔ کمزور مسلمانوں کی آنکھیں خوف سے پتھرا گئیں۔ اور دل اڑ گئے۔ کہ کیا ہوگا؟

حضور نے اس خبر کی تصدیق کے لیے چند صحابہ کو

Marfat.com

بنو قریظہ کے پاس بھیجا۔ انہوں نے علانیہ کہہ دیا۔ رسول کون ہے؛ اور معاہدہ کیسا؟ ہمارا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سے کوئی عہد نہیں! جاؤ! حضورؐ نے یہ سن کر فرمایا۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْل ــــ

کفار نے ایک ماہ کے قریب مدینے کو گھیرے رکھا۔ خندق کی وجہ سے مقابلتًا جنگ نہ ہو سکی۔ ہاں تیرؔ[1] ضرور چلتے تھے۔ کافر سوچتے تھے۔ کہ کس طرح خندق کو عبور کریں ــــ بالآخر ایک دن کافروں کا مشہور شہ سوار عمرو بن عبد ودّ ــــ اور عکرمہ بن ابوجہل، اور ہبیرہ بن ابی وہب وغیرہ ایک تنگ جگہ دیکھ کر خندق کے پار ہوگئے۔ اور انہوں نے جبل سلع اور خندق کے درمیانی میدان میں کھڑے ہوکر مسلمانوں کو للکارا۔ حضرت علیؓ اور چند مسلمان آگے بڑھے۔ حضرت علیؓ نے عمرو بن عبد ودّ کو قتل کر دیا۔ اس کے ساتھی بھاگ گئے۔

---

[1] غزوہ خندق کا ایک سانحہ یہ ہے۔ کہ حبان بن قیس بن العرقہ نے ایک تیر مارا جو حضرت سعد بن معاذؓ کے ہاتھ میں لگا۔ اس سے اکحل کٹ گئی۔ اور بے حد خون بہ نکلا یہ زخم مندمل نہ ہوا۔ آخر اسی زخم سے بنی قریظہ کا فیصلہ کرنے کے بعد حضرت معاذؓ وفات پاگئے۔ رضی اللہ عنہ! رحمت عالمؐ نے فرمایا "سعد بن معاذ کی وفات سے اللہ کا عرش لرز گیا" (بخاری شریف)

لطائف غیبی سے امداد

محاصرے کی طوالت سے مسلمان سخت گھبرا گئے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے ایک غیبی مدد فرمائی۔ کہ قبیلہ غطفان سے ایک شخص نعیم رضؓ بن مسعود مسلمان ہوا۔ اس نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میرے مسلمان ہونے کی کفار کو ابھی خبر نہیں ہے۔ اس لئے میں کافروں اور یہودیوں میں جاکر تفرقہ ڈال دیتا ہوں۔ میں جو بات ان سے کہوں گا۔ میرا وہ اعتبار کریں گے ۔۔۔ اَلْحَرْبُ خُدْعَۃٌ ۔۔۔ کے رو سے اس کو اجازت مل گئی۔

نعیم بن مسعودؓ پہلے بنو قریظہ کے پاس گئے۔ اور کہا۔ کہ تم نے جو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سے عہد توڑ کر قریش اور غطفان کا ساتھ دیا ہے۔ اگر یہ لوگ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ تو پھر تم اکیلے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا مقابلہ ہرگز نہیں کر سکوگے۔ یہود نے کہا۔ پھر اب کیا کرنا چاہیئے؟ نعیمؓ نے کہا۔ کہ تم ان کو کہو۔ کہ اپنے چند سردار بطورِ رہن ہم کو دے دو۔ تاکہ اگر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہم پر حملہ کر دیں۔ تو تم اپنے سرداروں کی حمایت اور حفاظت کی خاطر ہماری مدد کو ضرور پہنچو گے ۔۔۔ اگر انہوں نے تمہارا یہ مطالبہ

Marfat.com

مان لیا۔ تو ان کی نیت نیک سمجھی جائے گی۔ اور اگر نہ مانا۔ تو جان لو۔ کہ وہ دل سے تمہارے ساتھ نہیں ہیں۔

پھر نعیمؓ قریش کے پاس گئے۔ اور ان سے کہا۔ کہ بنو قریظہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سے مل گئے ہیں اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے ان کو کہا ہے۔ کہ اب تم پر اس صورت میں اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ کہ قریش کے چند سردار ہمارے ہاتھ قید کراؤ۔ چنانچہ یہود نے اس بات کا وعدہ کر دیا ہے۔ پس تم اپنے سردار ہرگز یہود کو نہ دینا۔ یہی باتیں نعیمؓ نے غطفان سے بھی کہیں۔

پھر قریش نے بنی قریظہ کو کہلا بھیجا۔ کہ محاصرے کو بہت عرصہ ہو گیا ہے۔ تم لوگ بھی باہر نکلو۔ تاکہ متحدہ طور پر زبردست حملہ کیا جائے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہم تمہارے ساتھ مل کر اس وقت جنگ کریں گے۔ جب ہم کو اس بات کا یقین ہو جائے۔ کہ تم ہمیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابلہ میں اکیلے نہ چھوڑو گے۔ ہمیں اطمینان اس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ قریش اور غطفان اپنے سردار ہمارے پاس بطور رہن رکھیں۔

اِس جواب سے قریش اور غطفان نے نعیمؓ کو سچا سمجھا۔ اور یہود کو کہلا بھیجا۔ کہ ہم اپنے سردار رہن نہیں رکھ سکتے تم یونہی لڑنے کو آؤ۔ یہود نے یہ جواب سن کر یقین کر لیا۔ کہ نعیمؓ نے سچ کہا ہے۔ پھر ان کا آپس میں سخت اختلاف ہو گیا۔ اور ان میں پھوٹ پڑ گئی۔

ایک اور غیبی مدد

قریش اور یہود میں جب مخالفت ہو گئی۔ تو اسی رات سخت طوفان آیا۔ قریش کے ڈیرے خیمے اکھڑ گئے۔ گھوڑے بھاگ گئے۔ چولھے بجھ گئے۔ اور برتنوں اور کپڑوں کو ہوا اڑا کر لے گئی۔ موسم سخت جاڑے کا تھا۔ تمام قوم سردی کے مارے کانپنے لگی۔ سب کا بُرا حال ہو گیا۔ ابوسفیان نے اعلان کر دیا۔ کہ اب ٹھہرنا مناسب نہیں۔ جلد کوچ کرو۔ قریش کے بھاگنے پر بنی غطفان بھی چل دیئے۔ خدا تعالےٰ نے ان تمام قبائل کو خائب و خاسر لوٹا دیا۔ جو اسلام کو مٹانے کے لئے آئے تھے۔ یہ غزوہ شوال ۵ھ کو واقع ہوا۔

غزوہ بنی قریظہ

جنگِ خندق سے کامیاب و کامران ہو کر حضورؐ گھر تشریف

لائے۔ اور غسل کر رہے تھے۔ کہ حضرت جبرئیلؑ نے آکر کہا۔ کہ خدا کا حکم ہے۔ کہ فوراً بنی قریظہ (بد عہدوں) پر چڑھائی کیجئے۔ آپ نے فوراً لشکر روانہ کیا۔ اور اس نے بنی قریظہ کو محاصرے میں لے لیا۔ یہود نے گھبرا کر درخواست کی۔ کہ ہمارے حق میں سعدؓ بن معاذ جو حکم دیں۔ ہم قبول کر لیں گے۔ حضرت سعدؓ قبیلہ **اوس** سے تھے۔ جو بنی قریظہ کا حلیف تھا۔ یہود نے سوچا کہ حلیف ہونے کے سبب سعدؓ رعایت کریں گے۔ (اور یہ نہ سوچا، کہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عہد شکنی کر چکے ہیں)

حضرت سعدؓ نے حکم دیا۔ کہ ان کے لڑنے والے مردوں کو قتل کیا جائے۔ عورتیں اور بچے لونڈی غلام بنائے جائیں۔ اور تمام مال اور جائیداد ضبط ہو۔ چنانچہ اسی حکم پر عمل در آمد ہوا۔

ابورافع ایک بڑا فتنہ انگیز اور مفسد یہودی تھا۔ خیبر کے قریب رہتا تھا۔ بڑا مال دار اور رئیس تھا۔ جنگ خندق میں احزاب کو ترغیب دینے میں اس نے بڑا حصہ لیا۔ یہ بھی قتل کر دیا گیا۔

قابلِ غور:- دنیا میں جنگیں ہوتی ہیں سرداری کے لئے، بادشاہی کے لئے، ملک گیری کے لئے، لیکن حضرت محمد رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کی جنگیں ہوئیں ۔ خدا کا کلمہ بلند کرنے کے لئے، ایک اللہ کی پرستش کے لئے۔ دنیا میں حق اور انصاف پھیلانے ، باطل اور ظلم کچلنے کے لیئے سے

ترا جوہر ہے نوری پاک ہے تو
فروغِ دیدۂ افلاک ہے تو
ترے صیدِ زبوں افرشتہ وحور
کہ شاہینِ شہِ لولاکؐ ہے تو (اقبال)

سریّہ خبط یا سیف البحر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ جہینہ کے مقابلہ کیلئے تین سو مہاجرین کو بھیجا ۔ اور ان کا سردار حضرت ابوعبیدہؓ کو مقرر کیا۔ جہینہ کا مقام ساحل بحر کے قریب مدینہ منورہ سے پانچ روز کی راہ ہے۔ اس سفر میں صحابہؓ نے مارے بھوک کے درختوں کے پتے جھاڑ جھاڑ کر کھائے تھے۔ اس لئے اس سریہ کا نام سریہ خبط ہوا۔ خبط جھڑے ہوئے پتوں کو کہتے ہیں۔ اسی سفر میں سمندر کی موج کے ساتھ عنبر ماہی کنارے پر آئی تھی۔ جو بہت بڑی تھی ۔ صحابہؓ کے پاس کوئی چیز کھانے کو نہ تھی، انہوں نے اس مچھلی میں سے اٹھارہ روز تک کھایا۔ روزانہ ایک بیل

Marfat.com

کے برابر ٹکڑا اس سے کاٹ لیتے تھے۔ اور اس کی چربی جلاتے تھے مدینہ منورہ واپس آئے۔ تو حضورؐ سے اس مچھلی کا ذکر کیا، آپؐ نے فرمایا۔ خدا نے تمہارے لئے رزق بھیجا تھا۔ اگر اس کا گوشت ہے تو لاؤ۔ صحابہؓ نے دیا اور حضورؐ نے کھایا۔

ہجرت کا چھٹا سال

غزوہ بنی لحیان غزوہ بنی قریظہ کے چھ ماہ بعد حضرت انورؐ صلے اللہ علیہ وسلم دو سو مہاجرین و انصار کو ساتھ لے کر بنی لحیان کی طرف نکلے۔ تاکہ ان کو اصحاب رجیع کے قتل کی سزا دی جائے۔ مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے آپ وادی غزان میں پہنچے۔ جو امج اور عسفان کے درمیان ہے۔ یہیں بنی لحیان کے منازل ہیں۔ اور اسی جگہ اصحاب رحمت عالمؐ قتل کئے گئے تھے۔ حضورؐ نے ان کے لئے یہاں دعائے مغفرت فرمائی۔

بنی لحیان کو جب حضورؐ کی آمد کی خبر ملی۔ تو وہ مرعوب ہوکر پہاڑوں اور گھاٹیوں میں جا چھپے۔ دو روز تک آپ وہاں ٹھہرے رہے۔ اِدھر اُدھر سرایا بھیجے۔ لیکن کوئی پتہ نہ چلا۔ پھر واپس ہوئے۔ راستے میں

Marfat.com

حضرت سعد بن عبادہؓ کو دس آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ وہ کراع الغمیم تک گئے۔ پھر بھی کسی سے مقابلہ نہ ہوا۔ حضور کے اس غزوہ میں جانے اور اطراف و کناف میں سرایا بھیجنے سے کفار پر رعب طاری ہوگیا۔ آخر حضورؐ واپس مدینہ منورہ آ گئے۔ چودہ روز سفر میں لگے۔

سریّہ نجد

رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر نجد کی طرف بھیجا۔ یہ لوگ بنی حنیفہ کے ایک سردار ثمامہ بن اثال کو پکڑ کر آپؐ کے پاس لے آئے۔ حضورؐ نے اس کو مسجد کے ایک ستون سے بندھوایا۔ جب آپؐ اس کے پاس گئے۔ اور پوچھا۔ ثمامہ کیا حال ہے؟ اس نے کہا۔ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اگر مجھے قتل کردو۔ تو مستحق قتل ہوں۔ اگر چھوڑ دو۔ تو شکر گزار ہوں گا۔ اور اگر فدیہ چاہو۔ تو دے دوں گا۔ آپؐ واپس آ گئے۔ دوسرے روز بھی یہی گفتگو ہوئی۔ تیسرے روز بھی یہی سوال جواب ہوئے۔ آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔ ثمامہ نے ایک درخت کے پاس جاکر غسل کیا۔ اور سرورؐ دو جہاں کی خدمت میں حاضر

Marfat.com

ہوکر کلمہ پڑھ لیا۔ اور مسلمان ہو گیا۔

پھر کہنے لگا۔ خدا کی قسم! جس قدر مجھے آپؐ کے چہرے سے نفرت تھی۔ اتنی کسی کے چہرے سے نہ تھی۔ اور اب جس قدر محبت مجھے آپ کے رُخِ انور سے ہے۔ اتنی کسی کے رُخ سے نہیں ہے۔ اور کوئی دین میرے نزدیک اتنا برا نہ تھا۔ جتنا آپ کا۔ اور آج کوئی دین مجھے اتنا پیارا نہیں ہے۔ جتنا آپ کا پیارا ہے۔

پھر عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! میں عمرہ کرنے جا رہا تھا۔ کہ گرفتار ہو گیا۔ کیا اب عمرہ کی اجازت ہے؟ حضورؐ نے اجازت دے دی۔ ثمامہؓ جب مکہ گئے۔ تو قریش نے کہا۔ کیا تم صابی (بے دین) ہو گئے ہو؟ انہوں نے کہا۔ نہیں! میں تو مسلمان ہوا ہوں۔ اور اے مکہ والو! سنو! اب تم کو یمامہ سے ایک دانہ گندم نہیں ملے گا۔ جب تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دیں۔

پھر جب ثمامہؓ نجد پہنچے۔ تو غلہ رکوا دیا۔ مکے کے لوگ تلملا اٹھے۔ اور سخت پریشان ہوئے۔ بالآخر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے قرابت کا واسطہ دے کر سفارش کرائی۔ تو غلہ بدستور پہنچنے لگا۔

چند سرایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی خدا کی رضا کی خاطر — کلمۃ اللہ — کی بلندی کے لئے — مصائب میں گھری ہوئی نظر آتی ہے، جنگوں اور جہادوں میں مصروف دکھائی دیتی ہے۔ آپ کے جن ساتھیوں نے (خدا کی ان پر بے شمار رحمتیں ہوں) توحید و رسالت کا اقرار کیا۔ وہ بھی قبولِ حق کی پاداش میں مصائب سے دو چار رہے۔ ایمان کی حفاظت کے لئے زندگی بھر تیر و سنان ان کا مشغلہ رہا۔ سچ ہے۔ وہ آخرت کے لئے پیدا ہوئے تھے۔ عقبےٰ ان کی منزل تھی، دنیا گرد راہ تھی۔

اصحاب سیر نے حدیبیہ سے قبل چند سرایا کا ذکر کیا ہے۔ اللہ کی خوشی کی خاطر پاک باز صحابہؓ کی جانبازی کا مختصر حال ملاحظہ فرمائیں۔

سریۂ غمر رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عُکاشہؓ بن مِحصَن کو چالیس آدمیوں کا سردار بناکر بنی اسد کے مقابلہ کے لئے غمر بھیجا، جب یہ اللہ والے ان لوگوں کے نزدیک

Marfat.com

پہنچے۔ تو ▪ مکانوں کو خالی کرکے پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے۔ جب کوئی مقابلہ کے لئے نہ نکلا۔ تو مجاہدین واپس آگئے اور دو سو اونٹ لے آئے۔

سریہ ذی القصّہ

رحمت عالم نے محمد بن مسلمہؓ کو دس آدمیوں کے ہمراہ بنی ثعلبہ کی طرف بھیجا۔ یہ موضع ذی القصّہ تک گئے۔ لیکن مقابلہ نہ ہوا۔ کہ وہ لوگ کمین گاہوں میں چھپ گئے۔ جب صحابہؓ رات کو آرام سے سو گئے۔ تو انہوں نے اچانک حملہ کرکے سب کو شہید کر دیا — صرف محمد بن مسلمہؓ بچے۔ جو مجروح ہوکر مدینہ منورہ پہنچے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی عبیدہؓ بن الجراح کو چالیس مجاہدوں کے ساتھ ذی القصّہ بھیجا۔ محمد بن مسلمہؓ کے واقع کے بعد یہ صحابہؓ راتوں رات ذی القصّہ پہنچے۔ اور ان پر حملہ کیا۔ وہ مقابلہ نہ کر سکے۔ اور پہاڑوں میں بھاگ گئے۔ صحابہؓ واپس آ گئے۔

سریہ بنی سلیم

حضرت انورؐ نے مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ زید بن حارثہؓ کو بنی سلیم

کی طرف جموم بھیجا۔ یہ مقام مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ جب زید وہاں پہنچے، تو ان کو ایک عورت حلیمہؓ نام ملی۔ اس کے پتہ دینے سے یہ ایک ایسے مقام پر گئے۔ جہاں بنی سلیم کے اونٹ، بکریاں اور قیدی تھے۔ ان قیدیوں میں حلیمہ کا خاوند بھی تھا۔ صحابہؓ ان سب کو مدینہ لے آئے۔ حضرت انورؐ نے حلیمہ اور اس کے خاوند کو آزاد کر دیا۔

سریہ طرق

طرق بنی ثعلبہ کا ایک چشمہ ہے مدینہ سے چھتیس کوس پر۔ حضورؐ نے زید بن حارثہؓ کو طرق کی طرف روانہ کیا۔ کفار بھاگ گئے۔ اور یہ ان کے بیس اونٹ لے کر واپس آگئے۔

سریہ عیص

عیص مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے۔ حضورؐ نے زید بن حارثہؓ کو ستر آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ عیص روانہ کیا۔ یہاں ایک حربی قافلہ آنے والا تھا۔ زیدؓ نے قافلہ کو روکا۔ آدمیوں کو گرفتار کیا۔ اور ان کے اسباب پر قبضہ کر لیا۔

سریہ فدک

حضورؐ کو پتہ چلا۔ کہ فدک کا قبیلہ بنی سعد فوج جمع کر رہا ہے۔ تاکہ خیبر کے یہود

Marfat.com

کو مدد دے۔ آپ نے حضرت علیؓ کو دو سو آدمیوں کے ساتھ فدک روانہ کیا۔ حضرت علیؓ دن کو چھپ رہتے۔ اور رات کو سفر کرتے تھے۔ صحابہؓ نے دشمن پر یکایک حملہ کر دیا۔ بنی سعد بھاگ گئے۔ اور مسلمان پانچسوؓ اونٹ اور دوہزار بکریاں غنیمت لے کر واپس مدینہ آگئے۔

سریہ وادی القریٰ

زید بن حارثہؓ تجارت کے لئے شام گئے تھے۔ جب واپس آئے۔ تو بنی فزارہ کی ایک جماعت بنی بدر نے وادی القریٰ میں ان کے قافلے کو لوٹ لیا۔ اور قافلہ والوں کو بہت مارا۔ جب زیدؓ مدینہ آئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صحابہؓ کی ایک جماعت کے ساتھ بنی بدر کی سرکوبی کے لئے روانہ کر دیا۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر دشمن کو تہ تیغ کیا۔ جو بچے وہ بھاگ گئے۔ زیدؓ انکی عورتوں کو گرفتار کرکے مدینہ لے آئے۔

عُکل و عُرینہ کے ظالم لوگ

عُکل و عُرینہ دو قبیلے تھے۔ عکل عدنانی اور عُرینہ قحطانی تھے۔ ان کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئی۔ یہ لوگ کچھ بیمار تھے۔

Marfat.com

کہنے لگے۔ حضورؐ! ہم میدانوں میں جانور چرانے والے ہیں۔ آبادیوں میں رہنے کے عادی نہیں۔ حضرت انورؐ نے اُن کو کچھ اونٹ دلوا کر فرمایا۔ کہ ان کو باہر چرایا کرو۔ اور وہیں رہو۔ جب یہ لوگ اچھے ہوگئے۔ تو انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے راعی کو قتل کر دیا۔ اونٹ لے کر بھاگ گئے اور مرتد ہو گئے۔ انہوں نے راعی کی آنکھ میں سلائی بھی پھیر دی۔

حضور انورؐ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ تو آپؐ نے زیدؓ بن خالد الفہری کی سرداری میں بیس سوار روانہ کئے۔ اور دعا بھی کی۔ کہ اے اللہ! ان (مرتدوں) پر راستہ تنگ کر دے۔ واقعی ان پر راستہ تنگ ہوگیا۔ وہ راہ بھول گئے۔ اور صحابہؓ ان کو پکڑ کر لے آئے۔ حضورؐ نے اُن کی آنکھوں میں سلائی پھیرنے کا حکم دیا۔ پھر آپ کے حکم سے ان کے ہاتھوں اور پیروں کو کاٹ کر ریگستان میں پھینک دیا گیا۔ اور وہ وہیں تڑپ تڑپ کر مر گئے۔

وہ لوگ مرتد تھے۔ حربی کافر تھے۔ چور تھے۔ راعی کی آنکھ میں سلائی پھیرنے والے تھے۔ اتنے کبیرہ گناہوں کو اکٹھا کرنے کے سبب ان کو سخت سزا دی گئی۔

Marfat.com

صلح حدیبیہ

بخاری شریف میں حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے تھے۔ جو سب ماہ ذیقعدہ میں کئے تھے۔ ہاں وہ عمرہ ذیقعدہ میں نہ کیا تھا۔ جو حج کے ساتھ کیا تھا۔ (چاروں کی تفصیل یہ ہے) ایک عمرہ حدیبیہ میں کیا۔ دوسرا .... اس سے آئندہ سال، تیسرا عمرہ جعرانہ، جس میں جنگ حنین کا مال تقسیم کیا۔ اور چوتھا عمرہ حج کے ساتھ کیا۔

واقعہ حدیبیہ کی تفصیل

واقعہ حدیبیہ کی تفصیل یہ ہے۔ کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا۔ کہ آپ مکہ تشریف لے گئے ہیں۔ اور عمرہ ادا کیا ہے۔ یہ خواب حضورؐ نے صحابہؓ سے بیان کیا۔ وہ آگے ہی مکہ کے شوق میں بے تاب تھے۔ سب نے چلنے کی تیاری کرلی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعدہ کے مہینے، ۶ھ میں چودہ سو صحابہؓ کے ساتھ عمرہ کی نیت سے رختِ سفر باندھا!

ذی الحلیفہ پہنچے۔ تو احرام باندھ لیا۔ اور عصر کی نماز

قصر سے پڑھی۔ یہ مقام مدینے سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے۔ پھر آپ نے ہدی کے جانوروں کی اشعار اور تقلید کی۔ کوہان کو دونوں جانب سے زخمی کر دیتے ہیں۔ تاکہ خون رسنے لگے۔ یہ اشعار ہے۔ اور تقلید یہ ہے۔ کہ جوتیوں وغیرہ کو باندھ کر قلادہ بناکر ہدی کے گلے میں ڈالتے ہیں اور یہ دونوں کام اس لئے کئے جاتے ہیں۔ کہ لوگ پہچان لیں۔ کہ یہ قربانی کے جانور ہیں۔ اور کوئی انہیں نقصان نہ پہنچائے۔ ایسے ستر اونٹ قربانی کے آپ کے ساتھ تھے۔ حضورؐ کی قربانی میں ابوجہل کا ایک اونٹ بھی تھا۔ جو غزوہ بدر میں آپ کو ہاتھ لگا تھا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مکہ کے قریب پہنچے۔ تو کفار کو آپ کی آمد کا پتہ چلا۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہم ہرگز مسلمانوں کو مکہ کے اندر داخل نہیں ہونے دینگے۔ حضورؐ نے حدیبیہ پر مقام کر لیا۔ یہاں ایک قلیب (پرانا کنواں) تھا۔ ریت سے اٹا ہوا۔ سب مسلمان مارے پیاس کے العطش العطش پکار رہے تھے۔ حضورؐ نے اپنے تیردان سے ایک تیر نکالا۔ اور کنوئیں میں پھینکا۔ پھینکتے ہی اتنا پانی نکلا کہ سب نے سیر ہوکر پی لیا۔ اس معجزے کے علاوہ اسی سفر میں ایک اور معجزہ بھی ظہور پذیر ہوا۔ کہ

آپ نے ایک پیالے میں ہاتھ مبارک رکھ دیا۔ تو آپ کی انگلیوں سے مثل چشمہ کے پانی نے جوش مارا۔ کہ سارا لشکر سیراب ہوگیا۔

مقام حدیبیہ سے حضورؐ نے حضرت عثمانؓ کو مکہ کے اندر بھیجا۔ کہ تم جاکر لوگوں کو سمجھاؤ۔ کہ ہم لڑنے کے لئے نہیں آئے ہیں۔ بلکہ صرف عمرے کے لئے آئے ہیں۔ بیت اللہ کا طواف کرکے واپس چلے جائیں گے۔

بیعۃ الرضوان

رحمت عالمؐ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ کسی نے خبر دی کہ حضرت عثمانؓ کو قریش نے قتل کر دیا ہے۔ پھر حضورؐ نے سب صحابہؓ سے بیعت لی۔ کہ اگر لڑائی شروع ہو جائے۔ تو کوئی شخص بھاگے نہیں۔ بلکہ اللہ کی راہ میں جان قربان کر دے۔

سب سے پہلے ابوسنان الاسدی نے خدا کی راہ میں کٹ مرنے کی بیعت کی۔ اور سلمہ بن الاکوع نے تین بار بیعت کی۔ شروع۔ وسط اور اخیر میں۔ حتےٰ کہ چودہ سو صحابہؓ نے سیدالکونینؐ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ کہ اگر جنگ شروع ہوئی۔ تو وہ راہ خدا میں جان قربان کر دیں گے۔

حضرت عثمانؓ یہاں موجود نہ تھے۔ اس لئے حضورؐ نے اپنے ایک ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ کہہ کر اس پر اپنا دوسرا ہاتھ رکھ کر عثمانؓ کی بیعت لے لی۔

حضرت عثمانؓ آگئے

جب بیعت ختم ہوگئی۔ تو حضرت عثمانؓ آگئے۔ صحابہؓ نے کہا۔ اے۔ عثمانؓ! کیا بیعت اللہ کا طواف کر آئے ہو؟ انہوں نے کہا۔ تمہیں ایسا بدگمانی کا خیال کیوں گزرا؟ خدا کی قسم! اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک سال تک حدیبیہ میں رُکے رہتے اور میں مکہ کے اندر — تو بغیر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طواف نہ کرتا۔ قریش نے مجھے طواف کے لئے کہا تھا۔ لیکن میں نے نہیں کیا۔

صلح کی گفتگو

رحمت عالمؐ سے گفتگو کرنے کے لئے کفار کی طرف سے متعدد آدمی آئے۔ پہلے بدیل بن ورقاء خزاعی آیا۔ آپ نے فرمایا۔ ہم جنگ کے ارادے سے نہیں آئے ہیں۔ صرف طواف کرنا ہے۔ طواف کرکے چلے جائیں گے۔ قریش لڑنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ ان کے لئے یقیناً مضر ہے۔ اگر وہ چاہیں۔ تو صلح کرکے ایک مدت تک جنگ روک سکتے ہیں۔ اور ہمیں دوسرے مشرک عربوں کے مقابلہ میں چھوڑ دیں — اگر

Marfat.com

ہم ان سے شکست کھا گئے۔ تو قریش کا مقصد حاصل ہو جائے گا۔ اور اگر ہم ان پر غالب آ گئے۔ تو ان کے لئے دوسروں کی طرح اسلام کا دروازہ کھلا ہوگا۔ اور اگر قریش سوائے جنگ کے اور کچھ نہیں چاہتے۔ تو خدا کی قسم! دین اسلام کے لئے میں ان سے اس وقت تک مقابلہ کروں گا: کہ یا تو میری گردن۔ نہ رہے گی۔ یا خدا کا حکم جاری ہوکر رہے گا۔

بدیل واپس گیا۔ اور ساری بات قریش کو سنا دی۔ اسکے بعد عروہ[1] ابن مسعود ثقفی قریش کی طرف سے حضورؐ کے پاس آیا۔ آپ نے جو کچھ بدیل کو کہا تھا۔ وہی اس کو کہا عروہ نے کہا۔ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تم نے اپنی قوم کو تباہ کرکے کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ ہم تمہارے پاس کوئی شریف آدمی نہیں دیکھتے۔ جو لوگ اطراف سے تمہارے پاس جمع ہوگئے ہیں۔ عنقریب یہ تم کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جائیں گے۔ عروہ کی یہ بات حضرت صدیقؓ کو سخت بری لگی۔ اور انہوں نے غصے میں آکر کہا۔

امصص بظر اللات الفرعنہ وندعیہ۔ عروہ! تو جا اپنے لات کی پیشاب گاہ چاٹ۔ تم کیا جانو، ہم کو

---

[1] عروہ بعد میں مسلمان ہوگئے تھے۔ اور شہید ہوکر بڑا مرتبہ پایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر محبت ہے؟ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھاگ جائینگے۔ اور انہیں چھوڑ دیں گے!! یہ خیال خام دل سے نکال دو۔ ہم اپنی جانوں اور اپنے اہل و عیال کو حضورؐ کے اشارہ ابرو پر تازیست قربان کرنے کو تیار ہیں)

عروہ حضورؐ سے باتیں کرتا تھا۔ اور عربوں کے دستور کے مطابق حضورؐ کی داڑھی مبارک پر ہاتھ لے جاتا تھا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ خود پہنے تلوار ہاتھ میں لئے پاس کھڑے تھے۔ وہ تلوار کا دستہ عروہ کے ہاتھ پر مار کر کہتا۔ حضورؐ کی داڑھی سے ہاتھ الگ رکھ!

الحاصل عروہ واپس گیا۔ اور قریش کو کہا کہ میں نے قیصر، کسریٰ اور نجاشی کو بھی دیکھا ہے۔ اور اُن کے آداب بھی ملاحظہ کئے ہیں۔ لیکن خدا کی قسم۔ کسی بادشاہ کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم و تکریم نہیں کرتے جتنی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب، محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی کرتے ہیں۔ میں نے اس سے کافی باتیں کی ہیں۔ اس نے کوئی نامناسب بات نہیں کی۔ میرے خیال میں جو وہ کہتے ہیں۔ ہمیں مان لینا چاہیے۔

پھر بنی کنانہ کا ایک شخص حلیس خدمتِ اقدس میں

آیا۔ حضورؐ سے گفتگو کرکے آب دیدہ ہوکر لوٹ گیا اور قریش کو کہا۔ کہ تم (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کو موقع دو۔ کہ وہ جو کرنا چاہیں کر لیں۔

صلح کی شرطیں

پھر مکرز بن حفص آیا۔ اس کے بعد سہیل بن عمرو آیا۔ اور صلح کی گفتگو شروع ہوئی سہیل نے کہا۔ کہ سارا عرب کہے گا۔ کہ ہم نے مرعوب ہوکر عمرہ کی اجازت دی ہے۔ اس لئے اب عمرہ نہ کریں۔ آئندہ سال تشریف لائیں۔ اور طواف کر لیں۔ تین دن تک مکہ میں رہیں۔ حضورؐ نے یہ بات مان لی۔ طے پایا۔ کہ دس برس تک لڑائی موقوف رہے گی۔ اور قریش کے حلیفوں سے مسلمان نہ لڑیں۔ اور مسلمانوں کے حلیفوں سے قریش نہ لڑیں۔

پھر یہ شرط پیش ہوئی۔ کہ قریش کا کوئی آدمی بغیر اپنے ولی کی اجازت کے آپ کے پاس جائے۔ تو آپ اُسے واپس کر دیں۔ خواہ وہ مسلمان ہی ہوگیا ہو۔ اور آپ کا کوئی شخص قریش کے پاس آئے۔ تو وہ واپس نہیں کریں گے۔ صحابہؓ یہ شرط سن کر حیران ہو گئے۔ لیکن حضورؐ نے یہ شرط بھی قبول کر لی۔ زبانی طے ہو چکنے کے بعد پھر یہ شرطیں لکھ لی گئیں۔

ان شرطوں پر تمام صحابہؓ بہت مغموم، پریشان اور حیران

Marfat.com

ہوئے۔ خاص طور پہ حضرت عمرؓ پر بہت گہرا اثر ہوا۔ کہ بادی النظر میں یہ شرطیں مسلمانوں کی ذلت۔ کمزوری اور پستی پر دلالت کرتی ہیں۔ لیکن انہیں کیا خبر تھی۔ کہ خدا کے نزدیک یہ شرائط فتح مبین کا پیش خیمہ ہیں۔

فتح مبین صحابہؓ مغموم اور شکستہ دل ہوکر حدیبیہ سے لوٹے تو راستے[1] میں ہی انہیں بشارت ذیل مل گئی۔

ارشادِ خداوندی ہوا:۔

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝ وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ۝ (پ۲۶ ع۹ سورۃ الفتح)

بے شک ہم نے تجھے فتح مبین عطا کی۔ تاکہ خدا تمہارے

---

[1] حضرت مجمع بن حارثہؓ کہتے ہیں ۔۔۔ کہ ہم حدیبیہ سے لوٹ رہے تھے۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ لوگ سواریوں کو تیز دوڑاتے ہوئے ایک سمت جا رہے ہیں پھر ایک دوسرے سے پوچھنے لگے۔ کہ کیا بات ہے ؟ معلوم ہوا۔ کہ حضورؐ پر کلام خدا نازل ہوا ہے۔ لوگ سننے کیلئے جمع ہو گئے۔ ہم بھی گئے۔ دیکھا تو حضورؐ کراع غنیم کے پاس اپنی اونٹنی روکے کھڑے ہیں۔ جب ہم سب جمع ہو گئے۔ تو آپ نے ہم کو سورۃ فتح سنائی۔ ایک شخص نے سوال کیا۔ کیا اس صلح (صلح حدیبیہ) کا نام فتح ہے ؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں فتح ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے۔ (ابن کثیر)

اگلے پچھلے گناہوں کو معاف کردے۔ اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے۔ اور تم کو سیدھی راہ دکھائے۔ اور خدا تمہاری زبردست مدد کرے۔"

گویا حدیبیہ کی صلح کو خدا نے فتح مبین سے تعبیر کیا: تاکہ مسلمان مغموم اور دل برداشتہ نہ ہوں۔ اور خدائے قدیر پر بھروسہ رکھیں، کہ غالب حکمت والا کس طرح شبِ تاریک سے "سپیدۂ سحر" نمودار فرماتا ہے۔

حضورؐ کا خواب سچا تھا

حضورؐ نے خواب دیکھا تھا۔ کہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ سال کی تعین نہیں بتائی گئی تھی۔ چنانچہ آپ کا خواب حق نکلا۔ کہ بجائے ۶ھ کے ۷ھ کو حضورؐ نے دو ہزار صحابہؓ کے ساتھ عمرہ ادا فرمایا۔

حدیبیہ کی ایک شرط کا اعجاز

صلح کے شرائط نامہ میں ایک شرط یہ تھی۔ کہ قریش کا جو آدمی (مسلمان) مدینہ آ جائے۔ حضورؐ کو اسے واپس مکہ بھیجنا ہوگا۔ یہ شرط صحابہؓ کے نزدیک بڑی ذلت آمیز تھی۔ خدا کی شان اور قدرت پر قربان جایئے۔ کہ یہی کفار کے لئے ذلت اور شکست کا سبب ہوئی!

نحر[لہ] اور حلق کے بعد احرام ختم کرکے حضورؐ مدینہ آگئے

(لہ صفحہ ۴۲۸ پر)

Marfat.com

تو ایک شخص ابو بصیر عتبہ بن اسید مسلمان ہوکر مکہ سے بھاگ کر حضورؐ کی خدمت میں آیا۔ قریش کو پتہ چلا۔ تو انہوں نے بنی عامر کے ایک شخص کو خط دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا۔ کہ حدیبیہ کی شرط کے مطابق ابو بصیر واپس کر دیں۔ حضورؐ نے ابو بصیر کو فرمایا۔ دینِ اسلام میں غدر جائز نہیں۔ میں عہد شکنی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالےٰ تمہارے لئے اور مستضعفین کے لئے جلد ہی کوئی بہتر سامان بنا دے گا۔ گھبراؤ نہیں۔ اور ابھی تم اپنی قوم کی طرف لوٹ جاؤ۔ ابو بصیر نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! میں دشمنوں کے پاس چلا جاؤں؟ حضورؐ نے فرمایا۔ جاؤ! اللہ تمہاری حفاظت کرے گا۔ اور بہتر سامان بنائے گا۔ میں قریش سے عہد کر چکا ہوں۔

ابو بصیر اور عامری شخص اور اس کا غلام تینوں حضورؐ سے رخصت ہوکر مکہ کو چلے۔ جب ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے، تو کھانے کے لئے بیٹھ گئے۔ باتیں کرتے کرتے ابو بصیر نے عامری کو کہا۔ کہ تمہاری یہ تلوار کتنی اچھی ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں! بہت اچھی ہے۔ اور دیکھنے کے لئے دے دی۔

(سلہ حاشیہ صفحہ ۴۲۷) حدیبیہ میں ستر اونٹ آپؐ نے ذبح کئے اور حجامت کرا کر احرام کھول دیا۔ سب صحابہؓ نے بھی احرام کھول دیا۔

Marfat.com

ابوبصیر نے اسی تلوار سے عامر کو قتل کر دیا۔ اس کا غلام بھاگ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگیا۔ پیچھے ابو بصیر بھی مع تلوار حاضر ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ حضورؐ نے اپنا عہد پورا کیا۔ اور مجھے دشمن کے حوالے کر دیا۔ لیکن خدا نے مجھے بچا لیا۔ رحمتِ عالمؐ نے فرمایا۔ یہ شخص تو جنگ کو بھڑکا دے اگر اس کے ساتھ آدمی ہوں۔

ابوبصیر نے خیال کیا۔ کہ حضورؐ اب بھی مجھے مدینہ میں رکھنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور دشمنوں کی طرف لوٹانا چاہتے ہیں۔ پھر وہ مدینہ سے چل دیا۔ مکہ نہیں گیا۔ بلکہ سیف البحر میں مقام عیص کے قریب جاکر ڈیرا ڈال لیا مکہ کا ایک اور مظلوم و محبوس مسلمان ابوجندل بن سہیل بھی بھاگ کر یہاں (عیص) آگیا۔ جب مستضعفین مکہ کو علم ہوا۔ تو رفتہ رفتہ وہ بھی بھاگ کر یہاں ابو بصیر کے پاس جمع ہونا شروع ہو گئے۔ یہاں تک کہ ان کی تعداد ستّر کے قریب پہنچ گئی۔ اب اس جماعت نے قریش کا ناک میں دم کر دیا۔ یہ لوگ آزاد تھے۔ نہ مکہ والوں کے ماتحت تھے، نہ مدینہ والوں کی سرپرستی میں ـــ قریش کے قافلے اسی راہ سے گزرتے تھے۔ اور ان لوگوں سے قافلہ والوں کی جانیں اور مال

Marfat.com

محفوظ[1] نہ تھے۔ بالآخر قریش نے تنگ آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی۔ کہ ہم اس شرط کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ مہربانی کرکے ان لوگوں کو اپنے پاس مدینہ بلوا لیں۔ اور جو آدمی مکہ سے بھاگ کر مدینہ آئے۔ اس کو وہیں رکھیئے گا۔ واپس نہ بھیجئے گا۔! سبحان ما اعظم شانہ!

غزوہ ذی قرد یا غابہ

مدینہ منورہ سے ایک منزل پر بلاد بنی غطفان کے پاس ذی قرد ایک چشمہ ہے۔ اور غابہ ایک میدان ہے مدینہ کے قریب۔ یہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ

[1] اس لئے محفوظ نہ تھے۔ کہ وہ لوگ حربی کافر تھے۔ یعنی قریش ان مظلوم مسلمانوں کی جان اور مال کے دشمن تھے۔ ہر حال میں ان کے قتل کے درپے تھے۔ پس ایسے لڑنے والے دشمنوں کو مارنا اور ان کے اموال لے لینا ہر مذہب اور دنیا کے ہر قانون میں روا ہے۔ اس لئے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ قافلہ والوں کو مارنا اور لوٹنا راہ زنی ہے۔ ہرگز نہیں۔ حربی کافروں سے مقاتلہ تمام دنیا کی متمدن اقوام کے نزدیک جائز اور ضروری ہے۔

وسلم کے اونٹ چرا کرتے تھے۔ ایک شخص عبد الرحمٰن فزاری نے راعی کو قتل کر دیا۔ اور اونٹ ہانک کر لے گیا۔ سلمہ بن الاکوع کو خبر ہوئی۔ تو انہوں نے سلع کے دامن میں زور سے آواز دی۔ یا صباحاہ ۔! تاکہ خطرہ کی اطلاع مدینہ میں ہو جائے۔ پھر وہ اکیلے ہی دشمن کے پیچھے چلے گئے۔ اور ان کے قریب پہنچ کر تیر مارنے شروع کر دیئے۔ ہر تیر میں ایک آدمی کو زخمی کر دیتے۔ کبھی پہاڑیوں کے اوپر چڑھ جاتے کبھی ان کی نظر سے اوجھل ہو جاتے۔ کبھی درخت کی آڑ لے لیتے۔ اور تیر اندازی کرتے۔ یہاں تک، کہ دشمن کو حواس باختہ کرکے ذی قرد تک پہنچا دیا اور اونٹ واپس لے لئے۔ اور انہیں مدینہ کی طرف ہنکا دیا۔

صحیح بخاری کتاب المغازی میں۔ یہ غزوہ یوں بیان ہوا ہے۔ کہ حضرت سلمہ بن الاکوع رض کہتے ہیں۔ کہ ایک روز صبح کی اذان سے پہلے میں مدینہ سے غابہ کی طرف نکلا۔ اس زمانہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دودھیاری اونٹنیاں مقام ذی قرد میں چرا کرتی تھیں۔ تھوڑی دیر کے بعد عبدالرحمٰن بن عوف کا

غلام مجھے ملا۔ اور کہنے لگا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کی اُونٹنیاں پکڑ لی گئیں۔ میں نے کہا۔ کس نے پکڑی ہیں؟ بولا ــــ! قبیلہ غطفان نے! میں نے فوراً چیخ کر تین بار کہا۔ یَاصَبَاحَاہُ! اُس سے غرض یہ تھی کہ مدینہ کے دونوں پتھریلے کناروں کے درمیان میری آواز پہنچ جائے۔ اس کے بعد میرا جدھر منہ تھا۔ اس طرف چل دیا۔ اور اہل غطفان تک جا پہنچا۔ وہ اُونٹنیاں پکڑ کر لئے جا رہے تھے۔ اور پانی پلانا چاہتے تھے۔ چونکہ میں تیر انداز تھا۔ اس لئے ان کو تیر مارنے لگا۔ اور رجز کے طور پر یہ شعر پڑھنے لگا ؎

انا ابن الاکوع ✣ والیوم یوم الرضع

میں ابن الاکوع ہوں۔ آج کمینوں کی تباہی کا دن ہے۔

باالآخر میں ان سے اونٹنیاں چھڑا لایا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے صحابہؓ بھی آ گئے۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! وہ لوگ پیاسے تھے۔ میں نے ان کو پانی نہ پینے دیا۔ آپ ان کے پیچھے آدمی روانہ کیجئے۔ فرمایا۔ ابن اکوع! تو قابو پا چکا۔ اب نرمی کر۔ اس کے بعد ہم واپس مدینہ آ گئے۔ اور حضورؐ نے مجھے اپنی اونٹنی پر پیچھے سوار کر لیا۔

Marfat.com

غزوۂ خیبر

یہود کے آٹھ قلعوں کی تسخیر

رحمت عالمؐ جب حدیبیہ سے مراجعت فرمائے مدینہ ہوئے تو راستے ہیں ہی سورۂ فتح میں آیات ذیل نازل ہوئیں۔

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَةَ عَلَیْھِمْ وَ اَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ۙ وَّ مَغَانِمَ کَثِیْرَةً یَّاْخُذُوْنَھَا ط وَ کَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ۝ (پ۲۶ ع سورۃ الفتح)

ترجمہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ ضرور راضی ہوا مسلمانوں سے جب وہ درخت کے نیچے (راہ خدا میں جان دینے کی) تم سے بیعت کرتے تھے۔ پھر جانا خدا تعالےٰ نے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے، (محبت اسلام کی)۔ پھر ان پر سکون نازل فرمایا۔ اور ان کو فتح عطا کی، جو جلد حاصل ہوگی۔ اور بہت سی غنیمتیں بخششیں جن پر قبضہ کریں گے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

Marfat.com

گویا قرآن مجید کا یہ زندہ معجزہ ہے۔ کہ حدیبیہ سے لوٹتے ہی خیبر کی عظیم الشان فتح کی خوش خبری دے دی۔ جس کو فتح قریب فرمایا۔ اور مغانم کثیرہ سے خیبر کی دولت کا مژدہ سنایا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ حدیبیہ سے مدینہ آکر حضورؐ نے بیس روز کے بعد خیبر پر چڑھائی کر دی۔ فتح قریب۔ اور مغانم کثیرہ نے آپ کے قدم چوم لئے! صَدَقَ اللّٰہ!

ہجرت کا ساتواں سال

سرورِ کائناتؐ کی خیبر کو روانگی

خیبر[1] تمام بڑے بڑے اعدائے اسلام کا مرکز بن چکا تھا۔ اطراف و اکناف کے سب یہودی یہاں جمع تھے۔ جو اسلام کے خلاف شب و روز سازشیں کرتے؛ اور رسول رب العالمین کو قتل کرنے کے منصوبے باندھتے تھے۔ سرور کائناتؐ نے محرم ۷ھ کو خیبر پر چڑھائی کی۔

خیبر کے آٹھ قلعے

خیبر آٹھ قلعوں پر مشتمل تھا۔

[1] خیبر مدینہ سے سو میل کے قریب ہے۔

Marfat.com

(۱) النطاق ۔ (۲) الشق ۔ (۳) الناعم ۔ (۴) الکتیبہ ۔
(۵) الوطیح ۔ (۶) السلالم ۔ (۷) القموص ۔ (۸) صعب ۔

پہلے تین قلعے ایک جانب تھے ۔ دوسرے تین دوسری طرف تھے ۔ اور سب سے مضبوط اور مستحکم قلعہ القموص تھا ۔ جس کا مالک ابی الحقیق تھا ۔

سب سے پہلے النطاق اور الشق پر قبضہ ہوا ۔ پھر رحمتِ عالم کی دعا سے القموص حضرت علیؓ کے ہاتھ پر فتح ہوا ۔ قموص کی تسخیر پر یہود کی موت ہو گئی ۔ الکتیبہ الوطیح اور السلالم کو حضورؐ نے دو ہفتہ تک محاصرے میں رکھا ۔ بالآخر یہاں کے لوگ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی جان سلامت لے کر نکل جانے پر رضامند ہو گئے ۔ اور باقی تمام مال و اسباب اور قلعے خواجۂ بدر حنینؐ کے حوالے کر دیئے ۔

چودہ سو قدسیوں کے ساتھ حضورؐ کا عزم خیبر

مدینہ منورہ میں سباع بن عرفطہؓ کو حضورؐ نے خلیفہ مقرر کیا اور چودہ سو قدسیوں کی جماعت کو لے کر عازم خیبر

ہوئے۔ دو سو گھوڑے اور بہت سے اونٹ آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت ام سلمہؓ بھی حضورؐ کی شریک سفر تھیں۔ امیمہ بنت الصلت غفاریہؓ مریضوں کی خدمت کے لئے بنی غفار کی چند عورتوں کے ساتھ ہمراہ گئیں۔

عامر بن اکوعؓ کی حُدی خوانی

قافلہ رات کو روانہ ہوا۔ اور حضرت عامر بن الاکوعؓ حُدی پڑھتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

الٰہی! اگر تیری مدد نہ ہوتی۔ تو نہ ہم کو راہ ہدایت ملتی، اور نہ زکوٰۃ دیتے اور نہ ہم نماز پڑھتے!

فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا اقْتَفَیْنَا
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّاقَیْنَا

ہمارے گناہ معاف کردے اسی کی ہم کو طلب ہے اور دشمن کے مقابلہ کے لئے ہمیں ثابت قدم رکھ!

وَاَلْقِیَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا
اِنَّا اِذَا صِیْحَ بِنَا اَتَیْنَا

اور ہم پر سکون و چین نازل فرما جب ہم کو آواز

Marfat.com

دی جاتی ہے۔ تو ہم جا پہنچتے ہیں۔

حضور نے پوچھا۔ یہ حدی خواں کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا۔ عامرؓ بن الاکوع۔ آپ نے فرمایا۔ یرحمہ اللہ۔ خدا اس پر رحمت[1] نازل کرے۔

مقام الصہباء پر پہنچ گئے

حضرت سوید بن نعمانؓ کہتے ہیں۔ کہ جنگ خیبر کے سال میں حضورؐ کے ہمرکاب تھا۔ جب ہم خیبر کے زیریں حصہ کے قریب مقام صہباء میں پہنچے۔ تو وہاں آپ نے عصر کی نماز پڑھی۔ اور سفری کھانا طلب کیا۔ لیکن سوائے ستوؤں کے اور کوئی چیز پیش نہ کی گئی۔ حسب الحکم وہی بھگو دیئے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی نوش فرمائے اور ہم نے بھی کھائے۔ پھر آپ نے کلی کی۔ اور ہم نے بھی کی اور بغیر جدید وضوء کئے مغرب کی نماز پڑھائی۔ (بخاری)

---

[1] حضورؐ کی دعا سن کر ایک صحابی نے عرض کیا۔ عامرؓ کے مغفرت ضروری ہو گئی۔ کیونکہ صحابہؓ میں یہ بات مشہور تھی۔ کہ اگر غزوہ میں حضورؐ کسی کو دعائے مغفرت سے نوازتے۔ تو وہ ضرور شہید ہو جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ کہ عامرؓ ضرور شہید ہوں گے۔ کاش ان کو مہلت ملتی۔ تو ہم ان کی حدی خوانی سے مزید لطف اندوز ہوتے۔ خدا کی شان ایسا ہی ہوا۔ کہ حضرت عامر بن الاکوعؓ غزوہ خیبر میں شہید ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ!

Marfat.com

دوسرے دن صبح حضورؐ نے تاریکی میں (اول وقت) نماز فجر پڑھی۔ اور حملہ کی تیاری کی۔ قلعہ والے بیلچے اور ٹوکرے لے کر نکلے (کام کاج کو) جب حضورؐ کے لشکر کو دیکھا۔ تو کہنے لگے۔ محمدؐ واللہ محمدؐ والخمیس! محمدؐ ہیں خدا کی قسم محمدؐ ہیں مع کل فوج کے (صلے اللہ علیہ وسلم)

خمیس مکمل فوج کو کہتے ہیں۔ اس لئے کہ مکمل فوج میں پانچ چیزیں ہوتی ہیں۔ (۱) مقدمہ۔ (۲) میمنہ۔ (۳) میسرہ (۴) قلب۔ (۵) ساقہ۔

فوج کو دیکھ کر سب بھاگ کر قلعہ میں داخل ہو گئے۔ حضورؐ نے فرمایا:۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ خَرِبَتْ خَیْبَرُ! اَللّٰہُ اَکْبَرُ خَرِبَتْ خَیْبَرُ!
اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَۃِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ ط

اللہ اکبر۔ خیبر برباد ہوگیا! اللہ اکبر۔ خیبر برباد ہوگیا!
کیونکہ ہم جس قوم کے میدان میں اترتے ہیں، تو ان ڈرائے گئے لوگوں کی صبح بری ہوتی ہے۔

قلعہ النطاق کی فتح

یہود نے اپنے کھانے پینے کی چیزیں قلعہ ناعم اور صعب میں جمع کر لیں۔ اور اپنے اہل و عیال کو ایک پرانے قلعے میں لے گئے۔ اور تمام لڑنے والے مرد قلعہ النطاق میں اکٹھے ہو گئے۔ ان

کا رئیس سلام بن مشکم بھی یہاں ہی تھا۔ رحمتِ عالم مقام رجیع میں ٹھیرے۔ یہ جگہ خیبر اور غطفان کے درمیان تھی غطفان مسلمانوں کے مخالف تھے۔ اور خیبر والوں کے حلیف۔ ڈر تھا کہ وہ ضرور اہل خیبر کی مدد کریں گے۔ چنانچہ چار ہزار آدمی مدد کو چل پڑے۔ لیکن ان پر ایسا رعب چھایا۔ کہ واپس ہو گئے۔

اب قلعہ النطاق پر جنگ شروع ہوئی۔ یہودی قلعہ کے اندر سے تیر مارتے تھے۔ مسلمان ان پر حملہ کرتے تھے۔ آخر مسلمانوں نے ایک سخت حملہ کیا۔ کہ قلعہ فتح ہو گیا۔ پچاس صحابہؓ زخمی ہوئے۔

محمود بن مسلمہؓ کی شہادت

موسم سخت گرمی کا تھا۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ کے بھائی محمودؓ بن مسلمہؓ قلعہ ناعم کے نیچے کھڑے تھے۔ قلعہ کے اُوپر سے کنانہ بن ابی الحقیق اور بقول بعض مرحب نے ایک بڑا پتھر ان پر گرایا۔ جس سے ان کا دماغ پھٹ گیا۔ لوگ انہیں حضورؐ کی خدمت میں لے آئے۔ آپ کو از حد رنج ہوا۔ ان کے سر میں خود گڑ گیا تھا۔ آپ نے اُسے نکالا۔ اور محمودؓ بن مسلمہؓ شہید ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ!

اسود راعی مسلمان ہوگیا

اسود نامی خیبر والوں کا حبشی چرواہا تھا۔ جب یہود لڑنے کی تیاری کر رہے تھے۔ تو اس نے دریافت کیا۔ کہ جنگ کس کے ساتھ ہوگی؟ وہ بولے۔ کہ اس شخص کے ساتھ جس نے نبوت کا دعویٰ کر رکھا ہے۔ یہ سُن کر وہ رحمتِ عالم کے پاس آ گیا۔ اور عرض کیا۔ آپ کیا کہتے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ میری دعوت توحید کی دعوت ہے۔ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور مجھے خدا کا رسول مانو۔ کہ میں خدا کی وحی سے اس کے احکام لوگوں کو پہنچاتا ہوں۔

اس نے کہا۔ کہ اگر میں خدا تعالےٰ پر ایمان لے آؤں۔ اور آپ کو خدا کا سچا نبی مان لوں۔ تو کیا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا۔ بہشت ملے گی۔ اس نے کہا۔ کہ میر رنگ سیاہ ہے۔ چہرہ بدشکل ہے۔ بدن سے بدبو آتی ہے۔ میرے پاس کچھ نہیں۔ اگر میں اللہ کی راہ میں لڑکر شہید ہو جاؤں۔ تو کیا مجھے بھی جنت ملے گی؟ — آپؐ نے فرمایا۔ ہاں! ملے گی! اللہ کی شان! وہ مسلمان، ہوکر راہ خدا میں لڑا۔ اور شہید ہو گیا۔ سرور کائناتؐ نے اس کی لاش کو دیکھ کر فرمایا۔ خدا نے اس کے چہرے

کو حسین بنا دیا ہے۔ اس کے بدن کو معطر کر دیا ہے اور جنت کی دو حوریں اُسے عطا کی ہیں۔

سبحان اللہ! اس نے سوائے جہاد فی سبیل اللہ کے کوئی کام نہیں کیا۔ ایک نماز پڑھنے کا بھی وقت نہیں ملا۔ صدقِ ایمان سے کتنا مرتبہ پا لیا۔

قلعہ صعب کی فتح

اب حضورؐ نے قلعہ صعب کو گھیرے میں لے لیا۔ یہاں سے مرحب یہودی باہر آیا۔ اور لڑائی کے لئے پکارا۔ مقابلہ میں عامر بن الاکوع مشہور حدی خواں نکلے۔ اس نے تلوار چلائی۔ جو عامر کی سپر میں پھنس گئی۔ انہوں نے نیچے سے اس کی پنڈلی پر تلوار ماری۔ وہاں تک نہ پہنچ سکی۔ اور جھٹکا میں خود ان ہی کی ران پر آ لگی۔ اور اسی سے حضرت عامرؓ شہید ہو گئے۔

سلمہ بن الاکوع روتے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا۔ عامرؓ کے اعمال ضائع ہو گئے۔ کیونکہ وہ اپنی تلوار سے آپ مرے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ غلط ہے۔ عامرؓ نے جہاد کیا ہے۔ وہ شہید ہوا ہے۔ پھر حضورؐ نے اور سب صحابہؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ رضی اللہ عنہ!

اس کے بعد صحابہؓ نے حملہ کیا۔ اور قلعہ صعب فتح

ہوگیا۔ یہاں سے کھانے پینے کی چیزوں کا بڑا ذخیرہ مسلمانوں کو ملا۔

قلعہ قموص کی فتح

قموص کے محاصرے کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درد سر تھا۔ آپ خود معرکہ میں نہیں جا سکے۔ یہ قلعہ سب سے مضبوط تھا۔ اس لئے یہاں کا محاصرہ طویل ہوگیا اور قلعہ فتح نہ ہوتا تھا۔ ایک رات حضورؐ نے فرمایا۔ کل ہم ایسے شخص کو علم دیں گے۔ کہ اس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ قلعہ کی فتح عطا کرے گا۔ انشاء اللہ!

جب صبح ہوئی۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ علی کہاں ہیں؟ صحابہؓ نے کہا۔ ان کی آنکھ دکھنے آئی ہے۔ اور درد کر رہی ہے۔ آپ نے ان کی آنکھ میں لعاب دہن ڈالا۔ اور خدا سے شفا کی دعا کی۔ تو آنکھیں بالکل تندرست ہو گئیں۔ پھر حضورؐ نے حضرت علیؓ کو جھنڈا دے کر قموص کی فتح کو بھیج دیا۔

مرحب کا رجز

جب حضرت علیؓ قلعہ کے پاس پہنچے۔ تو اندر سے مرحب نکلا۔ یہ بڑا دلیر اور مانا ہوا جنگجو یہودی تھا۔ اس نے رجز پڑھا:

انا الذی سمتنی امی مرحب ⁂ شاک السلاح بطل مجرب

میں وہ شخص ہوں۔ کہ میری ماں نے میرا نام مرحب رکھا۔ پورا ہتھیار بند ہوں۔ اور آزمودہ کار بہادر ہوں؛ —

حضرت علیؓ کا رجز

حضرت علیؓ نے ڈانٹ کر جواب دیا:۔

انا الذی سمتنی امی حیدرۃ

کلیث غابۃ کریہ المنظرۃ

اکیلھم بالسیف کیل السندرۃ

میں وہ ہوں۔ کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا۔ مثل جنگلی شیر کے ہیبت ناک صورت رکھتا ہوں۔ تلوار کے ساتھ پورا پورا بدلہ دوں گا؛

اس کے بعد دونوں طرفوں سے تلوار کے وار ہونے لگے۔ حضرت علیؓ (رحمت عالمؐ کی دعا سے) غالب آئے۔ اور ایسی تلوار ماری کہ مرحب کو قتل کر دیا۔

مرحب کے بعد یاسر

مرحب کے بعد اس کا بھائی یاسر غصہ کھاکر میدان میں نکلا۔ بڑا شہ زور، عظیم الجثہ۔ اور طویل القامت تھا۔ اس کے مقابلہ میں حضرت زبیر بن العوامؓ گئے۔ حضرت صفیہؓ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! یہ شخص تو میرے بیٹے کو مار ڈالے گا۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں! انشاء اللہ

Marfat.com

تمہارا بیٹا اس کا کام تمام کرے گا۔ بالآخر زبیر نے اس کو قتل کر ڈالا۔

پھر مسلمانوں نے ایسا حملہ کیا۔ کہ قلعہ فتح ہو گیا یہاں بیس روز تک محاصرہ رہا۔ کیونکہ یہ قلعہ سب قلعوں سے مستحکم تھا۔

بے شک خدا تعالےٰ نے اس قلعہ کی فتح مسلمانوں کو سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر عطا کی۔ اور اس فتح کے بعد یہود کو جم کر لڑنے کی طاقت نہ رہی۔ اسی طرح دیگر صحابہؓ کے بھی بڑے بڑے جنگی کارنامے ہیں۔ جو سب اپنی اپنی جگہ در خور تحسین و آفرین ہیں۔ لیکن قلعہ قموص کی فتح پر لوگوں نے جناب سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے متعلق بے شمار مبالغہ آمیز روائتیں اور حکائتیں مشہور کر رکھی ہیں۔ جو صحت اور سند کے لحاظ سے درست نہیں ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے اس سے بڑا اعزاز اور کیا ہو سکتا ہے؟ کہ آپ فاتح خیبر ہیں۔ حالانکہ خیبر کے آٹھ قلعوں میں سے صرف ایک قلعہ کی فتح آپ کی طرف منسوب ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہادری سے کسی کو انکار نہیں۔ لیکن ان کی بہادری کو قصص واہیہ سے داغدار کرنا اچھا نہیں۔

Marfat.com

حضرت صفیہؓ بنت حی بن اخطب

جب یہودی قلعہ قموص سے بھاگے۔ اور یہ فتح ہوا۔ تو اس میں صفیہؓ بنت حی بن اخطب بھی قید ہوئیں یہ کنانہ بن ابی الحقیق کی زوجہ تھیں۔ جو قلعہ قموص کا مالک تھا۔ اور ان کی شادی کو تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا۔ آپ وحیہ بن خلیفہ کلبی کے حصہ میں آئیں۔ جب ان کے حسن کا شہرہ ہوا۔ تو لوگوں نے حضورؐ کو مشورہ دیا۔ کہ وہ معزز سردار کی بیٹی ہے۔ اور بڑی پاکیزہ عورت ہے۔ بجائے وحیہ کے۔ اسے آپ کے پاس ہونا چاہیئے۔ پھر اس خدشہ سے کہ کہیں صحابہؓ میں بدگمانی پیدا نہ ہو جائے۔ حضورؐ نے صفیہؓ کو وحیہ سے خرید لیا۔ اور آزاد کر دیا۔ اور یہی آزادی (عتق) ان کا مہر ٹھیرا کر ان سے نکاح کر لیا۔ اس سے تمام صحابہؓ باغ باغ ہو گئے۔

باقی قلعوں کی تسخیر

اب ایک طرف کے سب قلعے فتح ہو گئے۔ باقی تین رہ گئے۔ الکتیبہ الوطیح، السلالم۔ تمام یہودی اب ان ہی قلعوں میں جمع ہو گئے۔ اور سب مال و اسباب بھی مفتوحہ قلعوں کا یہاں لا کر رکھ دیا۔ چودہ روز تک ان کا محاصرہ رہا بالآخر تنگ آکر ابن ابی الحقیق نے کہلا بھیجا۔ کہ ہم گفتگو

کرنا چاہتے ہیں۔ حضورؐ نے اجازت دی۔ وہ آئے۔ اور صلح ہوئی۔ کہ قلعے میں جتنے مرد اور عورتیں ہیں۔ وہ صرف اپنی جانیں لے کر نکل جائیں۔ سوائے بدن کے کپڑوں کے اور کوئی چیز نہیں لے جا سکتے۔ اگر کوئی چیز چھپائی گئی۔ تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کا ذمہ باقی نہ رہے گا۔

مخابرہ شرط کے مطابق یہود کو خیبر سے نکال دینا چاہیئے تھا لیکن انہوں نے عرض کیا۔ کہ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم یہاں ہی رہیں۔ اور زمین کی زراعت کریں۔ یعنی زمین ہم کو بٹائی پر دے دیجئے۔

حضورؐ نے بھی خیال کیا۔ کہ صحابہؓ کو اتنی فرصت نہیں ہے۔ کہ وہ خیبر کی اراضی کو کاشت کریں۔ اور نہ اس کام کے لئے اتنے غلام تھے۔ اس لئے آپؐ نے یہود کو خیبر کی زمین اس شرط پر دے دی۔ کہ وہ زراعت کریں۔ شجر کاری کریں اور زراعت اور درختوں سے جو حاصل ہو اس کا نصف خود رکھ لیں۔ اور اس سے گزارہ کریں۔ یہ معاملہ سب سے پہلے خیبر والوں سے ہوا۔ اس لئے مخابرہ کے نام سے مشہور ہو گیا۔

فدک کی تسخیر فدک خیبر سے ملحق یہودیوں کا ایک موضع

تھا۔ جب اہل خیبر کا حال اہل فدک کو معلوم ہوا۔ تو انہوں نے حضورؐ کو کہلا بھیجا۔ کہ خیبر والوں کی طرح ہم سے بھی صلح کر لیجئے۔ رحمتِ عالمؐ نے ان کی درخواست کو منظور فرما کر صلح کر لی۔ اور محیصہ بن مسعودؓ کے واسطہ سے فدک کا معاملہ طے ہو گیا۔ فدک پر کوئی فوج کشی نہیں ہوئی اس لئے فدک خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک قرار پائی۔ گویا فدک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر صلح کے طور پر لےفئے کر دیا۔ اور خیبر تمام مسلمانوں کے حصہ میں آیا۔

مقامِ پرورشِ آہ و نالہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا کا بیشمار درود و سلام ہو۔ کہ حضورؐ نے ہر تکلیف کا مقابلہ کر کے باطل کو مٹایا اور حق کو چمکایا۔ اور صحابہؓ پر اللہ کی لاکھوں رحمتیں اتریں۔ کہ انہوں نے حضورؐ کے لئے ہوئے دین کی خاطر اپنی جانیں لڑا دیں۔ اور ثابت کر دیا۔ کہ مسلمان دنیا میں اللہ کا بول بالا کرنے کے لئے آیا ہے۔ اس کا مقصود دنیا نہیں — بلکہ آخرت ہے۔ یہ ٹھیک ہے سہ

لہ فئے اس غنیمت اور خراج کو کہتے ہیں۔ جو مسلمانوں کو کفار کے اموال سے بغیر جنگ کے حاصل ہو۔ (لسان العرب)

Marfat.com

نہ تو زمیں کے لئے ہے نہ آسماں کیلئے
جہاں ہے تیرے لئے تو نہیں جہاں کیلئے
یہ عقل و دل ہیں شرر شعلۂ محبت کے
وہ خار و خس کے لئے ہے یہ نیستاں کیلئے
مقام پرورش آہ و نالہ ہے یہ چمن
نہ سیر گل کے لئے ہے نہ آشیاں کیلئے
رہے گا راوی و نیل و فرات میں کب تک
ترا سفینہ کہ ہے بحر بیکراں کیلئے

(اقبال)

خیبر کے بعد سرایا کی روانگی

خیبر سے واپس آکر حضورؐ نے متعدد سرایا بھیجے۔

(۱) سریۂ ابی بکرؓ نجد کی طرف بنی فزارہ کے مقابلہ میں۔

(۲) سریۂ عمرؓ، ہوازن کی طرف۔

(۳) سریۂ عبداللہ بن رواحہؓ، بشیر بن دارام یہودی کی طرف۔

(۴) سریۂ بشیر بن سعد، بنی مرہ کی طرف۔

(۵) سریۂ اسامہ بن زید، قبیلہ جہینہ کی طرف۔

(۶) سریۂ غالب، بنی ملوح کی طرف۔

(۷) سریۂ بشیر بن سعد، جماعت عیلیہ کی طرف

(۸) سریۂ ابی حدرد اسلمی۔

(۹) سریۂ اضم۔ (۱۰) سریۂ عبداللہ بن حذافہ سہمی

Marfat.com

ہجرت کا ساتواں سال

عمرۃ القضاء

گذشتہ برس حضورؐ عمرہ کے لئے گئے تھے اور حدیبیہ پر آپ کو کفار نے روکا تھا۔ اور کہا تھا۔ کہ آئندہ سال عمرہ کریں۔ اب رحمتِ عالمؐ صلی اللہ علیہ وسلم ذیقعدہ ۷ھ کو عمرہ کے لئے عازم مکہ ہوئے۔

مدینہ میں حضورؐ نے ابو رہم غفاری کو خلیفہ مقرر کیا۔ اور دو ہزار صحابہؓ کے ساتھ آپ روانہ ہوئے۔ ایک سو گھوڑا اور ساٹھ ہدی بھی ہمراہ لئے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جو لوگ حدیبیہ میں موجود تھے۔ سب چلیں۔ جب آپ ذی الحلیفہ پہنچے۔ تو احرام باندھا۔ اور تلبیہ کہا۔ صحابہؓ نے بھی آپؐ کا اتباع کیا۔ مقام یاجج پر پہنچ کر تمام آلاتِ حرب وہیں رکھ دیئے۔ اور صرف تلوار ساتھ لے لی۔

عبداللہؓ کی رجز خوانی

سیّد العرب والعجمؐ جب مکہ میں داخل ہوئے۔ تو بڑی شان سے داخل ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ آپؐ کے آگے یہ رجز پڑھ

پڑھتے ہے

بِاسْمِ الَّذِیْ لَادِیْنَ اِلَّا دِیْنُہٗ
بِاسْمِ الَّذِیْ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُہٗ
خَلُّوْا بَنِیْ الْکُفَّارِ عَنْ سَبِیْلِہٖ
اَلْیَوْمَ نَضْرِبُکُمْ عَلٰی تَاوِیْلِہٖ
کَمَا ضَرَبْنَاکُمْ عَلٰی تَنْزِیْلِہٖ
ضَرْبًا یُزِیْلُ الْھَامَ عَنْ مَقِیْلِہٖ
وَیُذْھِلُ الْخَلِیْلُ عَنْ خَلِیْلِہٖ
قَدْ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ فِیْ تَنْزِیْلِہٖ
فِیْ صُحُفٍ تُتْلٰی عَلٰی رَسُوْلِہٖ
بِاَنَّ خَیْرَ الْقَتْلِ فِیْ سَبِیْلِہٖ
یَارَبِّ اِنِّیْ مُؤْمِنٌ بِقِیْلِہٖ
خَلُّوْا فَکُلُّ الْخَیْرِ فِیْ رَسُوْلِہٖ

(ترجمہ) خدائے قدوس کے نام کی برکت سے ہم مکہ میں داخل

لہ ان جوشیلے اشعار کو سن کر حضور نے عبداللہ کو روک دیا۔ پھر عبداللہ رض اور سب صحابہ رض تلبیہ پڑھنے لگے۔ پھر یہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَاَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں — وہ اکیلا ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اور اپنے بندے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی مدد کی۔ اور تنہا سب جتھوں کو شکست دی۔

Marfat.com

ہوئے ہیں۔ (سن لو!) سچا دین اسی کا دین ہے۔ جو اسلام ہے۔ اور اسی کے بھیجے ہوئے ہیں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ آپ اللہ کے سچے رسولؐ ہیں۔ اے کافروں کے بچو! آپؐ کا راستہ چھوڑ دو۔ یاد ہے۔ کہ حضورؐ کی عداوت میں پہلے پٹ چکے ہو۔ کیا اب پھر ہڈیاں کھجا رہی ہیں۔ سن رکھو۔ کہ ہم وہ وارفتگانِ مے الست ہیں۔ کہ ہماری ایک ہی ضرب دماغ پلپلا کر دیتی ہے۔ دوست کو بھول جاتا ہے۔ (پھر سنو!) ہم موت کے عاشق ہیں۔ اللہ کی راہ میں مرنا سعادت سمجھتے ہیں۔ اس کے نام پر جان قربان کرنا ہمارا محبوب مشغلہ ہے۔ دریائے مرگ میں تیرنا ہمارا کام ہے۔ اس لئے کہ قرآن مجید جو اس کے سچے رسول پر نازل ہوا ہے ہم نے اس میں خدا کا وعدہ پڑھا ہے۔ کہ اللہ کی راہ میں مرنا ابدی زندگی پانا ہے۔ پھر ہم موت کی تلاش میں دشمن کے ٹڈی دل میں جا گھستے ہیں۔ تو لشکر کی صفیں الٹ دیتے ہیں۔ ہمیں اپنے سچے رسولؐ کی باتوں پر یقین اور ایمان ہے۔

حضورؐ کا کعبہ میں داخلہ

حضرت انور صلے اللہ علیہ وسلم قصوی پر سوار تھے۔ خانہ کعبہ کے

قریب پہنچے۔ تو حجر اسود کا استلام کیا۔ پھر طواف فرمایا۔ اور طواف میں اضطباع کیا۔ یعنی چادر کو داہنے بغل سے نکال کر بائیں مونڈھے پر ڈالا — اس طرح کہ داہنا مونڈھا کھلا رہے۔ پہلے تین چکروں میں رمل کیا۔ یعنی دُلکی چال چلے۔ آہستہ آہستہ دوڑے۔ تاکہ اکڑ کر چلنا دکھائی دے۔ پہلوانوں کی طرح۔ باقی چار چکروں میں معمولی چال چلے۔

اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ مشرکین مکہ نے یہ پراپیگنڈا کیا۔ کہ مدینہ کی خراب آب و ہوا، بخار۔ گندگی اور بھوک نے مسلمانوں کو کمزور کر دیا ہے۔ اب تو یہ طواف بھی نہیں کر سکیں گے۔ حضورؐ نے ان کو مرعوب کرنے کے لئے طواف میں یہ طریق اختیار کیا۔ جب انہوں نے حضورؐ اور دو ہزار صحابہؓ کو پہلوانوں کی طرح طواف کرتے دیکھا — تو ان کی آنکھیں کھل گئیں۔ یہ رمل کا طریق اگرچہ وقتی تھا۔ لیکن بعد میں قیامت تک کے لئے اس پر سنت کی مہر لگ گئی۔ چنانچہ ہر حاجی طواف القدوم میں پہلے تین چکروں میں ایسی چال چلتا ہے۔ عمرۃ القضاء میں حضورؐ کی یہ چال تا نور نیرین باقی رہے گی۔

طواف کے بعد آپؐ نے صفا مروہ کی سعی کی۔ پھر

Marfat.com

مروہ کے پاس نحر کیا۔ اور احرام کھول دیا۔ عمرۃ القضاء کی تکمیل ہو گئی۔ اور خواب کی صداقت کا مہر تاباں نصف النہار پر آگیا۔

دوسرے روز حضورؐ صبح کعبہ تشریف لے گئے۔ اور نماز ظہر تک وہیں نور بار رہے۔ بلالؓ نے ایک بلند مقام پر چڑھ کر ظہر کی اذان دی۔ جسے سن کر سب مسلمان جمع ہو گئے۔ اور حضورؐ کے ساتھ مل کر سب نے ظہر ادا کی۔ معاہدہ کے مطابق آپ نے تین دن خدا کی حمد و ثناء میں گزارے۔

چوتھے روز قریش کے سردار سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبدالعزیٰ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے۔ آپ ابھی یہاں سے چلے جائیے۔ معاہدے کی میعاد ختم ہو چکی ہے۔ رحمتِ عالمؐ نے بڑی خندہ پیشانی سے نرم جواب دیا:۔

میرے مزید قیام سے آپ کو کچھ تکلیف نہیں ہو گی۔ ایک آدھ روز اور ٹھہرنے دیجئے۔ آپ میرے بھائی ہو۔ میں عرصہ کے بعد خود کو اپنے بھائیوں میں دیکھ رہا ہوں۔ میری دلی خواہش ہے۔ کہ آپ کی ایک شاندار دعوت کروں۔ لہذا تم میری

دعوت کو قبول کرو۔"

حضورؐ کی مکہ سے واپسی

انہوں نے نہایت سختی سے جواب دیا۔ ہم دعوت نہیں چاہتے۔ آپ اسی وقت یہاں سے چلے[1] جائیے۔ حضورؐ نے یہ جواب سن کر فوراً کوچ کا حکم دے دیا۔ اور فرمایا۔ کہ شام تک ایک مسلمان بھی یہاں نہ رہے۔

حضورؐ کا میمونہؓ سے نکاح

میمونہؓ حضرت عباسؓ کی زوجہ ام فضل کی بہن تھیں۔ ابن عباسؓ کی خالہ! حضورؐ نے ان میمونہؓ سے یہیں نکاح کیا۔ اور اپنے ساتھ مدینہ لے آئے۔ روانگی کے وقت حضرت حمزہؓ کی چھوٹی لڑکی پکارتی ہوئی آپ کے پیچھے چل پڑی۔ اسے بھی ساتھ سوار کر لیا گیا۔

---

[1] ان کو کیا معلوم تھا۔ کہ جنہیں "چلے جائیے" کہہ رہے ہیں۔ یہی عرب و عجم کے سردار[2] عنقریب دس ہزار قدوسیوں کی جماعت کے ساتھ فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل ہوں گے۔ ان کی فرماں روائی ہوگی۔ اور کفر کی ساری ملی بھگت آپؐ کے حضور گھٹنے ٹیکے گی۔

Marfat.com

ہجرت کا آٹھواں سال

غزوۂ[له] موتہ

اس کا سبب یہ ہوا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے حارث بن عمیرؓ کو نامہ مبارک دے کر حاکم بصری کے پاس بھیجا۔ راستے میں حضورؐ کے اس قاصد کو حاکم موتہ شرجیل بن عمر غسانی نے قتل کر دیا۔ حضورؐ نے تین ہزار کا لشکر روانہ کر دیا۔ حضرت زید بن حارثہؓ کو امیر بنا دیا۔ اور فرمایا۔ کہ اگر یہ شہید ہو جائیں۔ جعفر بن ابی طالبؓ کو امیر بنایا جائے۔ اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبد اللہ بن رواحہؓ کو بنایا جائے۔ اور جو وہ بھی شہادت پا جائیں۔ تو مسلمانوں میں سے کسی ایک کو بنا لیں۔

اس لشکر کو حضورؐ ثنیۃ الوداع تک چھوڑنے آئے۔ اور تاکید فرمائی۔ کہ تم شام میں چلے ہو۔ مقابلہ کرنے والے کو قتل کرنا۔ صومعوں اور گرجوں میں جو عزلت گزیں ہوں، خبردار! انہیں کچھ نہ کہنا۔ کسی عورت، بچے، بوڑھے، کو

[له] کبھی غزوہ کے لغوی معنی بھی مراد لئے جاتے ہیں۔ یہاں یہی معنی ہیں!

Marfat.com

مت مارنا۔ حتےٰ کہ سرسبز اور میوہ دار درختوں کو نہ کاٹنا۔ گھروں میں ہرگز نہ گھسنا۔

جب یہ لشکر معان میں پہنچا۔ تو معلوم ہوا کہ ہرقل ایک لاکھ آدمی لے کر ارض بلقا میں آیا ہوا ہے ۔ اور اس کی مدد کے لئے بنی طعم، بنی جذام، بلقین اور بہرا کے ایک لاکھ آدمی وہاں جمع ہیں۔ اس خبر سے مسلمان متردد ہوئے۔ کہ کیا کرنا چاہیئے۔ بعض نے کہا۔ کہ حضورؐ کو لکھا جائے کہ کیا کریں؟ عبد اللہ بن رواحہؓ نے کہا کہ لوگو! تم تو شہادت کی طلب میں نکلے ہو۔ اور آج شہادت ہی کو ناپسند کرتے ہو۔ دو سعادتوں میں سے ایک تو ہر صورت میں ہمارے لئے ضروری ہے۔ فتح یا شہادت! آپ کی اس تقریر سے فوج میں جوش پیدا ہوگیا۔ سب نے کہا۔ عبداللہ نے حق کہا ہے۔ ضرور آگے چلنا چاہیئے۔ چنانچہ سب آدمی چل پڑے۔

زیدؓ بن حارثہ کی شہادت

موتہ کے مقام پر خون ریز جنگ ہوئی۔ زیدؓ اسلامی جھنڈا اڑاتا ہوا شاہی گارڈ کے ایک دستہ پر ایسی شدت سے حملہ آور ہوا۔ کہ دشمن کی فوج میں زلزلہ پڑ گیا۔ اس بہادر کی تلوار اور تیر کا وار جس پر چلتا۔ اس کا بچنا ناممکن

ہو جاتا۔ مخالف سمت سے ان پر تیروں کی بارش ہونی شروع ہوئی۔ اور بالآخر وہ زخموں سے چور چور ہوکر شہیدوں کا "لال لباس" پہن کر زمین پر گر پڑا۔

حضرت جعفرؓ کی شہادت اس کے گرتے ہی جھنڈا فوراً جعفرؓ نے تھام لیا۔ اور فوج کو حملہ کا حکم صادر فرمایا۔ اب جنگ دست بدست شروع ہوئی۔ حضرت جعفرؓ کا داہنا ہاتھ کٹ گیا۔ تو جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا۔ بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا۔ تو جھنڈا بغل میں لے لیا۔ گرنے نہ دیا۔ حتےٰ کہ آپ شہید ہو گئے۔

حضرت عبداللہؓ کی شہادت اب علَم عبداللہ بن رواحہؓ نے سنبھالا۔ یہ بھی شہید ہو گئے۔

اس کے بعد مسلمانوں نے حضرت خالدؓ[1] بن ولیدؓ کو امیر بنایا۔ آپ بڑی عقلمندی، بڑی بہادری اور سختی سے لڑے۔ یہاں تک کہ خدا تعالےٰ نے فتح دی۔ صحیح بخاری میں خالد بن ولیدؓ سے ہی روایت ہے: کہتے ہیں۔ کہ غزوہ موتہ کے دن میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹ گئیں۔

---

[1] حضرت خالد بن ولید حدیبیہ اور غزوہ موتہ کے درمیان مسلمان ہوئے تھے ابن اثیر کہتے ہیں۔ صفر ۸ھ میں یعنی غزوہ موتہ کے دو ماہ قبل اسلام لائے تھے۔

خالدؓ کے ہاتھ پر فتح

حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفرؓ، زیدؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کے شہید ہونے کی خبر (بذریعہ وحی) پہلے سے لوگوں کو دے دی تھی۔ اور فرمایا تھا۔ کہ زیدؓ نے جھنڈا لیا۔ لیکن وہ شہید ہو گئے۔ پھر جعفرؓ نے لیا۔ وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر عبداللہ بن رواحہؓ نے لیا۔ وہ بھی شہید ہو گئے۔ اخیر میں خدا کی ایک تلوار (خالد بن ولیدؓ) نے جھنڈا لیا۔ اور خدا نے فتح نصیب کی۔ یہ (شہیدوں کی خبر) فرماتے ہوئے حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (بخاری)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ میں جنگ موتہ میں موجود تھا۔ شہداء میں حضرت جعفرؓ کی میت ملی — ان کے بدن پر کچھ اوپر نوے زخم تیروں اور تلواروں کے تھے۔ (بخاری شریف)

اللہ! اپنے ان شہیدوں پر بے شمار رحمتیں نازل فرما۔ جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنی پیاری جانیں تیری راہ میں قربان کیں — ! اور ہمیں توفیق دے — کہ ان کے پہنچائے ہوئے اسلام پر ہم عمل کریں۔ ہمیں فرقے بندی کی لڑائیوں سے بچا۔ اور صرف کتاب و سنت کا عامل بنا۔

Marfat.com

اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موجِ تند جولاں بھی!
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہ و بالا

غزوۂ ذات السلاسل

یہ غزوہ جمادی الآخر ۸ھ میں واقع ہوا۔ سلسل ایک چشمہ تھا۔ اسلامی فوج یہاں ٹھیری تھی۔ اس لئے اس غزوہ کا نام ذات السلاسل ہوا۔ یہ مقام مدینہ سے دس دن کی راہ ہے۔ اس غزوہ کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ حضورؐ نے سنا۔ کہ قضاعہ کی ایک جماعت مدینہ منورہ پر حملہ کرنا چاہتی ہے۔ آپ نے حضرت عمرو بن العاصؓ کو تین سو آدمیوں کا سردار بنا کر روانہ کیا۔ پھر اطلاع پہنچی۔ کہ دشمن کی تعداد زیادہ ہو گئی ہے۔ تو حضورؐ نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو دو سو آدمی اور دے کر روانہ کیا۔ حضرت صدیقؓ اور حضرت عمرؓ بھی ساتھ تھے۔ مسلمان بنی قضاعہ میں پہنچے۔ جتنے غنیم ملے۔ ان پر حملہ کیا۔ وہ بھاگ کر منتشر ہو گئے۔ آخر صحابہؓ واپس آ گئے۔

فتح مکہؐ

قلب و نظر کی زندگی دشت میں صبح کا سماں
چشمۂ آفتاب سے نور کی ندیاں رواں

قریش کی عہد شکنی

صلح حدیبیہ میں بنی خزاعہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کیا تھا اور بنی بکر نے قریش سے۔ بنی بکر نے بنی خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ اور قریش نے ان کی مدد کی۔ آلات حرب سے بھی۔ اور ان کے ساتھ ہوکر بنی خزاعہ سے لڑے بھی۔ اور اس طرح انہوں نے حدیبیہ کے معاہدہ کو توڑ دیا۔

عمرو بن سالم خزاعی نے مدینہ منورہ آکر حضورؐ کو اپنے مظالم کی داستان سنائی۔ اور بحیثیت معاہد ہونے کے آپ سے مدد چاہی۔ حضورؐ نے مدد کا وعدہ فرمایا۔ اور قریش کی عہد شکنی کے سبب ان سے لڑنے کی تیاری شروع کر دی۔

پھر ابوسفیان مدینے آیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ اور دوبارہ معاہدہ کرنے کی درخواست کی۔ آپ خاموش رہے۔ پھر وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ کے پاس بھی گیا۔ کہ تم رسول اللہ صلے

اللہ علیہ وسلم سے میری سفارش کرو۔ لیکن سب نے جواب دے دیا۔ کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے ۔ بالآخر واپس مکہ چلا گیا۔

رحمتِ عالمؐ کی مدینہ سے روانگی

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دس رمضان ۸ھ کو دس ہزار صحابہؓ کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ حضورؐ اور سب صحابہؓ روزہ سے تھے۔ مقام کدید پر پہنچ کر آپؐ نے اور سب صحابہؓ نے روزہ کھول[1] دیا۔ (بخاری شریف)

پھر جب حضورؐ مقام جحفہ میں پہنچے۔ تو حضرت عباسؓ اور ان کے اہل و عیال آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہ مسلمان ہوکر مکہ سے عازم مدینہ ہوئے تھے۔ اور یہ آخری مہاجر تھے۔

---

[1] گویا امت کو مسئلہ بتایا۔ کہ سفر میں روزہ رکھ سکتے ہیں۔ اور اگر راستے میں تکلیف ہو۔ تو افطار بھی کر سکتے ہیں۔ قرآن میں سفر کے دوران افطار کی اجازت ہے۔ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط پس جو کوئی تم میں سے مریض ہو۔ یا سفر میں ہو۔ تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے۔ (پ۲ ع ۷)

یعنی سفر میں روزہ کے افطار کرنے کی اجازت ہے۔ پھر جتنے روزے سفر میں چھوٹ جائیں۔ غیر رمضان میں اتنے رکھ لیں۔

ابوسفیان مسلمان ہوگیا

حضرت عروہؓ کہتے ہیں۔ کہ فتح مکہ کے سال جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ سے (مکہ کو) چلے۔ تو یہ خبر قریش کو پہنچی ابوسفیان، حکیم بن حزام، اور بدیل بن ورقا حضورؐ کی خبر معلوم کرنے کے لئے مکہ سے نکلے۔ چلتے چلتے جب مقام مرالظہران پر پہنچے۔ یہاں ان کو (مختلف مقامات پر) آگ روشن نظر آئی۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ عرفہ کی آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا۔ یہ آگ کیسی ہے؟ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ عرفہ کی آگ ہے۔ بدیل نے کہا۔ قبیلہ بنی عمر کی آگ ہے۔ ابو سفیان بولا۔ قبیلہ بنی عمر کے لوگ اتنے نہیں ہیں کہ ان کی آگ اس قدر کثرت سے ہو۔ اتنے میں حضورؐ کے چوکیداروں نے ان کو دیکھ لیا۔ اور پکڑ کر حضورؐ کی خدمت میں لے آئے۔ اور ابوسفیان مسلمان ہوگیا۔ (بخاری شریف)

ابوسفیان بڑا سخت مجرم تھا۔ وہ شروع اسلام سے لیکر آج تک متواتر اکیس برس اسلام کے خلاف لڑتا رہا حضورؐ اور مسلمانوں سے نبرد آزما رہا۔ اور قصائد میں حضورؐ کی ہجو کرتا تھا۔ جب ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی امیہ (ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے سوتیلے بھائی) حضورؐ کے سامنے پیش ہوئے۔ تو آپ نے ان کو ملنے سے انکار کر دیا۔ کہ

(بقیہ صفحہ ۴۶۳ پر)

Marfat.com

ان دونوں نے حضورؐ کو سخت ایذائیں پہنچائیں تھیں۔ پھر ابوسفیان نے کہا۔ کہ اگر حضورؐ نے میرا قصور معاف نہ کیا۔ تو میں اپنے چھوٹے بچوں کو لے کر عرب کے ریگستان میں چلا جاؤنگا۔ روٹی پانی چھوڑ دوں گا۔ اور تڑپ تڑپ کر معہ بچوں کے بھوکا پیاسا مر جاؤں گا۔

پھر صبح کے وقت حضرت عباسؓ نے ابو سفیان کو حضورؐ کے سامنے پیش کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے ابو سفیان! تجھ پر افسوس ہے۔ کہ تجھے اب تک یہ معلوم نہ ہوا۔ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں؟ اس نے کہا۔ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں۔ آپ کیسے حلیم اور کیسے کریم ہیں۔ آپ کو صلہ رحم کا کتنا پاس ہے — بیشک میرا گمان ہے۔ کہ خدا کے سوا اگر کوئی اور معبود ہوتا تو ہم لوگوں کو مدد دیتا — پھر کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

(لہ حاشیہ صفحہ ۶۲ ۴) عبداللہ بن ابی امیہ حضورؐ کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب کے فرزند ہیں۔ ان کے والد ابی امیہ حضورؐ کے پھوپھا تھے۔ اور یہی ام المومنین حضرت سلمہؓ کے باپ ہیں۔ ظہور نبوت سے یہ عبداللہ حضورؐ کے سخت مخالف تھے۔ اور برابر مخالف رہے۔ آخر فتح مکہ کے وقت سقیا اور عروج کے درمیان ابو سفیان کے ساتھ مسلمان ہو گئے۔ اور غزوۂ طائف میں شہادت پائی۔

مکہ میں داخلہ

پھر حضورؐ کداء کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے۔ مہاجرین، انصار، اور دوسرے قبائل کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے "سمندر" نے تمام اہل مکہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ دس ہزار مجاہدین کے قدم سے مکہّ کے در و دیوار لرز گئے۔ ہر ہر شیخ و شباب اور کہہ و مہہ لرزاں ترساں ــــ جانیں بچانے کی فکر میں تھا۔ حضورؐ نے حکم دے رکھا تھا۔ کہ کوئی کسی پر تلوار نہ اٹھائے۔ کسی پر حملہ نہ کرے۔ کیونکہ آج عفو اور درگذر کا دن ہے۔۔ دشمنوں کو معاف کرنے کا روز ہے۔

اسلامی فوج آندھی اور مینہہ کی طرح مکہ پر چھا گئی۔ چاروں طرف سے شہر میں داخل ہوگئی۔ دشمن نے کسی قسم کا مقابلہ نہیں کیا۔ اور نہ وہ کر سکتے تھے۔ مکہ میں سناٹا چھا گیا۔ اور ہر کسی کو جان کے لالے پڑگئے ــــ! ابو سفیان نے سارے شہر میں اعلان کر دیا۔ کہ اسلامی لشکر کا وہ سیلاب آیا ہے۔ جس کے سامنے کوئی ٹھیر نہیں سکتا۔ اب سب کو سر تسلیم خم کر دینا چاہیئے۔ اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی ــــ کہ وہ اہل مکہ کے مظالم کو بھلا دیں۔ قریش پر رحم کریں۔ ان پر ابر کرم بن کر برسیں!

Marfat.com

حضور نے فرمایا۔ جو شخص ابو سفیان کے گھر پناہ لے گا۔ اس کو امان ہے۔ جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا اس کو بھی امان ہے۔ جو کعبہ میں داخل ہو گیا۔ اس کو بھی امان ہے۔ اب مکہ فتح ہو گیا۔ خواجۂ بدر و حنین نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اس روز ۸ھ رمضان کی بیسویں تاریخ تھی۔

جس رسولؐ گرامی سے لوگوں نے ٹھٹھا کیا۔ اور مذاق کیا۔ انہیں گھر سے نکالا۔ بے وطن کیا۔ اور ان پر بے پناہ مظالم توڑے تھے۔ آج وہی رسولؐ معظم اپنی پیغمبرانہ شان کے علاوہ ایک صاحب قوت و جبروت اور عادل و رحیم بادشاہ کی حیثیت سے مکہ کے فرمانروا ہیں۔ بد اندیشوں اور دشمنوں کی نظریں شرم سے نیچی ہیں۔ اور بار عفو سے گردنیں خم!

کعبہ میں داخلہ

پھر آپ کعبہ میں داخل ہوئے۔ حجر اسود کا استلام کیا۔ کعبہ کا سات بار طواف کیا۔ پھر اپنی چھڑی سے ہر بت کا نام لے لے کر حکم دیا کہ ان کو اکھیڑ کر پھینک دیا جائے۔ چنانچہ سب بت توڑے، گرائے اور کعبہ سے باہر پھینکے گئے۔ جب ھبل کو گرایا گیا۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ

اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ؕ غرض تین سو ساٹھ بتوں کو توڑ دیا گیا۔ اور کعبہ غیراللہ کی قولی، بدنی اور مالی عبادت کے شرک سے پاک ہوگیا۔ پھر حضورؐ کعبہ کے اندر گئے۔ تو دیکھا۔ کہ دیواروں پر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ حضورؐ نے ان کو بھی مٹایا۔ پھر سارے شہر میں منادی کرا دی۔ کہ جو شخص خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہے۔ وہ اپنے گھر سے بتوں اور تصویروں کو مٹا دے۔

پھر تمام مسجدالحرام ہجوم سے بھر گئی۔ تو آپ نے بیت اللہ کے دونوں بازوؤں کو پکڑ کر فرمایا:۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ ؕ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ سچا کیا۔ اور اپنے بندےؐ کی مدد کی اور تنہا سب جتھوں کو شکست دی۔

جاؤ تم کو معاف کردیا

اب قریش مکہ سرور کائناتؐ کے رحم و کرم پر ہیں۔ حضورؐ پوچھتے ہیں۔ اے قریش! تم مجھ سے کیسے سلوک کی امید رکھتے

ہو؟ انہوں نے جواب دیا، آپ کریم ہیں۔ کریم کے فرزند ہیں۔ آپ سے درگذر کی امید ہے۔ اس پر تاجدارِ بطحاؐ نے فرمایا، تم میرے بھائی ہو۔ جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ میں بھی وہی کہتا ہوں — لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ۔ آج تم پر کوئی ملامت نہیں۔ انتم الطلقاء — جاؤ تم چھوڑ دیئے گئے ہو۔ میں نے تم کو معاف کر دیا۔ ؎

خلوت کی گھڑی گذری جلوت کی گھڑی آئی
چھٹنے کو ہے بجلی سے آغوشِ سحاب آخر

غزوۂ حنین

تنے پیدا کن از مشتِ غبارے
تنے محکم تر از سنگین حصارے

رسولِ رحمتؐ ابھی مکہ میں ہی تھے۔ کہ قبیلہ ہوازن اور بنی ثقیف نے مل کر حضورؐ سے جنگ کرنے کی تیاری کر لی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بارہ ہزار صحابہؓ کے ساتھ مقام حنینؒ میں ان سے برد آزما ہوئے۔ حنین مکہ اور طائف کے درمیان ایک وادی ہے۔

ؒ اسے غزوہ اوطاس بھی کہتے ہیں۔ اور غزوہ ہوازن بھی۔

Marfat.com

مسلمان اپنی بارہ ہزار کی تعداد دیکھ کر کہنے لگے۔ کہ اب ہماری تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہمارے مقابلے میں ہوازن کیا شئے ہے۔ مسلمان جب اپنی کثرت کے نشا میں صبح سویرے اس وادی میں اترے۔ دشمن اِدھر اُدھر چھپے ہوئے تھے۔ انہوں نے یک لخت ایسا شدید حملہ کیا۔ کہ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور آدمی پر آدمی گرنے لگا۔ خدا تعالٰے فرماتا ہے:۔

وَ يَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝

(پ ۱۰ ع ۱۰)

اور حنین کے دن (کو یاد کرو) جب کہ تمہاری کثرت نے تم کو مغرور کر دیا۔ (کہ ہم بہت ہیں) تو وہ (کثرت) تمہارے کچھ کام نہ آئی۔ اور (اتنی) کشادہ زمین تم پر تنگ ہو گئی۔ پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے!

خدا کو ان کا غرور پسند نہ آیا۔ اور ان کی ساری کثرت تتر بتر ہو گئی۔ حضور انور پوری ثابت قدمی اور دل جمعی سے میدان میں کفار کے مقابلہ پر کھڑے تھے۔ سفید بغلہ

Marfat.com

پر سوار تھے۔ اور فرماتے تھے۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِب ہ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ۔

میں نبیؐ ہوں۔ اس میں جھوٹ نہیں۔ اور میں ابن عبدالمطلب ہوں!

حضرت عباسؓ اور چند خاص خاص صحابہؓ آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے حضرت عباسؓ کو فرمایا۔ کہ لوگوں کو آواز دو۔ کہ اکٹھے ہوں۔ حضرت عباسؓ نے ان کو آواز دی۔ تو ہر طرف سے لبیک لبیک کی صدائیں آنے لگیں۔ آناً فاناً ایک سو آدمی جمع ہو گئے۔ اور لڑائی شروع ہو گئی۔ پھر حضورؐ بغلہ سے اترے اور زمین سے مٹی کی ایک مٹھی لی۔ اور شَاهَتِ الْوُجُوْه پڑھ کر کفار کی طرف پھینکی۔ خدا نے ایسی تاثیر پیدا کی۔ کہ ہر ایک کافر کی آنکھ میں وہ مٹی پڑی۔ اور کفار بھاگ گئے۔ اور فتح ہو گئی۔ خدا فرماتا ہے۔

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَکِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ط (پ۱۰ ع ۱۰)

پھر اللہ نے اپنے رسولؐ پر اور مسلمانوں پر (اپنی طرف سے) تسلی نازل فرمائی۔ اور (تمہاری مدد کو

Marfat.com

فرشتوں کے) لشکر بھیجے۔ جو تم کو نظر نہیں آتے تھے۔
اور (آخرکار) کافروں کو بڑی سخت مار دی۔

مسلمانوں نے غزوۂ حنین[1] سے چھ ہزار عورتیں اور بچے قید کئے۔ چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں، اور چار ہزار اوقیہ چاندی — یہ غنائم بھی مجاہدین نے پائے!

ہجرت کا نواں سال

غزوۂ تبوک

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ شاہ روم بہت بڑا لشکر آپ پر لا رہا ہے۔ اور لخم و جذام اور عاملہ و غسان کے لوگ بھی اس کے ساتھ مل گئے ہیں حضورؐ نے

---

[1] غزوۂ حنین کے بعد غزوۂ طائف بھی ہوا۔ شوال ۸ھ کو حضورؐ نے طائف میں بنی ثقیف کا محاصرہ کیا۔ لیکن آپ وہاں سے واپس آ گئے۔ حکمت یہ تھی۔ کہ ان لوگوں نے مسلمان ہو جانا تھا۔ چنانچہ غزوۂ تبوک کے بعد یہ لوگ خدمت اقدس میں باریاب ہو کر مسلمان ہو گئے۔ اور ان کے شہر کا مشہور بت لات بھی توڑ دیا گیا۔

Marfat.com

اطلاع ملتے ہی ان کے مقابلہ کی تیاری کا ارادہ کر لیا۔

تیس ہزار آدمی اور دس ہزار گھوڑے حضورؐ کے ہمراہ تھے۔ یہ غزوہ قحط کے دنوں اور شدت کی گرمی میں واقع ہوا۔ اور سفر بھی دور دراز تھا۔ اس غزوہ میں منافق خوب پہچانے گئے۔ اور رسوا ہوئے۔ اس لئے اس کو غزوہٗ **فاضحہ** بھی کہتے ہیں۔

صحابہؓ نے اس غزوہ میں بے شمار مال پیش کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ حضرت عثمانؓ نے تین سو اونٹ ساز و سامان سے لدے ہوئے دیئے۔ اور ایک ہزار اشرفی، حضرت عمرؓ نے اپنے کل مال کا نصف اور جناب صدیقؓ نے اپنا سارا مال لا حاضر کیا۔ بعض صحابہؓ نے مزدوری کر کے جو ملا دے دیا۔ عورتوں نے زیور تک خدا کی راہ میں دیئے۔ یہ غزوہ مسلمانوں کی جانی اور مالی امتحان گاہ تھی۔

ماہ رجب ۹ھ جمعرات کے دن سرورِ کائنات جیش العسرت[1]

---

[1] سفر دراز، سواری کم، گرمی کی شدت، خوراک کی کمی اور جیش کی تعداد زیادہ ہونے کے سبب بڑی تنگی ہو گئی تھی۔ اس لئے اس غزوہ کا نام جیش العسرت بھی پڑ گیا۔

Marfat.com

کو لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ حضورؐ نے اہل بیت کی نگرانی کے لئے حضرت علیؑ کو مدینے میں رہنے دیا۔

رحمت عالمؐ مقام تبوک پر پہنچ گئے۔ یہ مقام مدینہ دمشق اور شام کے درمیان ہے۔ بیس روز تک، حضورؐ وہاں قیام فرما رہے۔ لیکن غنیم کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔ پھر سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم بعافیت تمام واپس تشریف لے آئے۔ دوران قیام ایلہ کے رئیس یوحنا اور جربا اور اذرح کے عیسائیوں نے حضورؐ انور کی خدمت میں حاضر ہو کر جزیہ دینا قبول کر لیا۔

تین مخلص مسلمان بوجہ سستی غزوۂ تبوک سے رہ گئے تھے۔ حضرت کعب بن مالکؓ، ہلال بن امیہؓ، مرارہ بن ربیعؓ۔ حضورؐ نے ان کا مقاطعہ کرایا۔ مسلمانوں نے ان سے ملنا جلنا اور سلام کرنا چھوڑ دیا۔ پچاس روز تک ان کا یہی حال رہا۔ آخر قرآن مجید میں ان کی توبہ کی قبولیت کی آیت نازل ہوئی۔ تو مسلمان ان سے راضی ہو گئے۔ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا.... میں ان ہی تینوں کی معافی کا ذکر ہے ۔۔۔ غزوہ تبوک حضورؐ کا آخری غزوہ تھا۔ ہاں آپؐ نے بعض سرایا بھیجے ہیں۔

Marfat.com

بارگاہ رسالت میں وفود کی آمد

یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا

فتح مکہ کے بعد سارے عرب کو اسلام کی صداقت کا یقین ہو گیا۔ اور ■ لوگ فوج فوج "اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ جب دیہات کے دیہات اور قبیلوں کے قبیلے اسلام کی آغوش میں آ گئے۔ تو مسائل دین سیکھنے کی غرض سے رحمت عالمؐ کی خدمت میں وفد بھیج دیتے تھے۔ ۹ھ کو وفد بکثرت آئے۔ اس لئے اس سال کو عام الوفود کہا جاتا ہے۔ حضورؐ وفدوں کی بہت عزت اور خاطر کرتے تھے۔ اور انعام و ہدیئے دے کر رخصت فرماتے تھے۔ مندرجہ ذیل وفود نے سرورؐ رسولاں کی خدمت میں حاضری کا شرف پایا۔

(۱) وفد ثقیف:۔ جب حضورؐ غزوۂ تبوک سے رمضان میں واپس آئے۔ تو اسی مہینے یہ لوگ حاضر ہوئے۔

(۲) وفد بنی تمیم:۔ اقرع بن حابسؓ وغیرہ نے شرف زیارت پایا۔

(۳) وفد طے:۔ عدی بن حاتم حاضر ہو کر مسلمان ہوئے۔

(۴) وفد عبد القیس۔

(۵) وفد بنی حنیفہ۔ اسی وفد میں مسیلمہ کذاب آیا تھا۔ سنہ۱۰ھ کے اخیر۔

(۶) وفد طے:۔ (یہ طے کا دوسرا وفد ہے) زید بن خیل اسی میں آئے تھے۔

(۷) وفد کندہ:۔ اشعث بن قیس اسی میں آئے تھے۔

(۸) وفد اشعریین: اہل یمن

(۹) وفد ازد۔ ان میں صرد بن عبداللہ حاضر ہوئے تھے۔

(۱۰) وفد بنی حارث بن کعب۔

(۱۱) وفد ہمدان۔

(۱۲) وفد مزینہ۔

(۱۳) وفد دوس۔

(۱۴) وفد نجران[1]۔

(۱۵) وفد بنی سعد بن بکر۔ ضمام بن ثعلبہ حاضر ہوئے۔

(۱۶) وفد طارق بن عبداللہ۔ ساری قوم کے ساتھ۔

(۱۷) وفد تجیب۔

(۱۸) وفد بنی سعد۔ قبیلہ قضاعہ کا۔

(۱۹) وفد بنی فزارہ۔

(۲۰) وفد بنی اسد۔

---

[1] اس وفد نے بجائے اسلام کے استسلام اختیار کیا تھا۔

Marfat.com

(۲۱) وفد بہرا۔
(۲۲) وفد عذرہ۔
(۲۳) وفد بلی۔
(۲۴) وفد ذی مرہ۔
(۲۵) وفد خولان۔
(۲۶) وفد محارب۔
(۲۷) وفد صداء۔ زیاد بن حارث اسی قبیلہ سے ہیں۔
(۲۸) وفد غسان۔
(۲۹) وفد سلامان۔
(۳۰) وفد بنی عبس۔
(۳۱) وفد ازد۔ (یہ ازد کا دوسرا وفد ہے) اس میں سوید بن حارث آئے تھے۔
(۳۲) وفد بنی منتفق۔
(۳۳) وفد نخع۔

رسولِ خداؐ کے فرامین سلاطین کے نام

اتمام حجت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں کے نام خطوط بھی ارسال کئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔ جنہیں ہدایت دینا خدا کو منظور

تھا۔ وہ ایمان لے آئے۔ اور جن کی نیت خراب تھی وہ ایمان سے محروم رہے۔

(۱) روم کے بادشاہ ہرقل کو حضورؐ نے دحیہ کلبی کے ہاتھ خط بھیجا۔ وہ باوجودیکہ جانتا تھا۔ کہ حضورؐ سچے رسولؐ ہیں لیکن ایمان نہ لایا۔

(۲) کسریٰ شاہ فارس کے پاس عبداللہ بن حذافہ سہمی کو نامہ مبارک دے کر روانہ کیا۔ اس نے حضورؐ کا خط پھاڑ ڈالا۔ یہ سن کر حضورؐ نے فرمایا۔ اللہ اس کی بادشاہی کو پارہ پارہ کر دے گا۔ (انشاء اللہ) چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کسریٰ ہلاک ہوگیا۔ اور اس کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔

(۳) نجاشی شاہِ حبشہ۔ عمروؓ بن امیہ ضمیری کے ہاتھ نامہ روانہ کیا۔

(نوٹ) یہ وہ نجاشی نہیں ہے۔ جس پر آپ نے نماز جنازہ پڑھی تھی۔

(۴) مقوقس شاہِ مصر۔ حضورؐ نے حاطب بنی ابی بلتعہ کے ہاتھ نامہ روانہ فرمایا۔ بادشاہ ایمان نہ لایا۔ البتہ ہدایا اور تحائف بھیج دیئے۔

(۵) شاہِ بحرین منذر بن ساوی کی طرف علاء بن حضرمی کو نامہ دے کر بھیجا۔ شاہ بحرین مسلمان ہوگیا۔

(۶) عمان کے شاہوں ـــــ جیفر بن جلندی، اور

Marfat.com

عبد بن جلندی کو عمرو بن عاص کے ہاتھ نامہ مبارک ارسال فرمایا۔ وہ دونوں مسلمان ہو گئے۔

(۷) ہوذہ بن علی حاکم یمامہ کی طرف سلیطؓ بن عمرو عامری کے ہاتھ خط بھیجا۔ وہ مسلمان ہوا۔

(۸) حارث بن ابی شمر غسانی حاکم غوطہ کو شجاعؓ بن وہب کے ہاتھ نامہ بھیجا۔

(۹) جبلہ بن ایہم شام کے آخری بادشاہ کی طرف شجاعؓ بن وہب کے ہاتھ۔

ہجرت کا دسواں سال
سنہ ۱۰ھ

حجۃ الوداع

ہجرت کے دسویں سال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حج میں تشریف لے جانے کا اعلان فرمایا۔ یہ اعلان سنتے ہی شمع رسالت کے پروانے اکٹھے ہونا شروع ہوگئے۔ یہاں تک کہ صحابہؓ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تک پہنچ گئی۔ حضورؐ ۲۶ ذیقعدہ ۔ بروز ہفتہ ۔ قدوسیوں کے بحر مواج کے ساتھ نماز ظہر ادا کرکے روانہ ہوئے ۔

Marfat.com

ذوالحلیفہ پہنچ کر نماز عصر قصر سے پڑھی۔ رات کو یہیں آرام فرمایا۔ صبح نماز فجر پڑھی۔ احرام باندھا، اونٹنی پر سوار ہوئے اور بلند آواز سے تلبیہ پڑھا۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَ الْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ ؕ

حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک تعریف تیرے ہی لئے ہے۔ اور (سب) نعمتیں تیری ہی دی ہوئی ہیں۔ اور ملک بھی تیرا ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں!

۹ روز کے سفر کے بعد ۴ ذی الحجۃ اتوار کے دن حضور مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ طواف کعبہ کیا۔ صفا مروہ کے درمیان دوڑے۔ آٹھ ذی الحجۃ جمعرات کے دن مکہ سے منیٰ گئے۔ نو تاریخ بروز جمعہ صبح کی نماز پڑھ کر منیٰ سے چل پڑے اور نمرہ پہنچ کر آرام فرمایا۔ اور یہاں ہی ظہر اور عصر کی نماز جمع کر کے پڑھی۔ پھر میدانِ عرفات میں تشریف لے گئے۔ اور غروب آفتاب کے قریب تک دعاؤں میں مصروف رہے۔ پھر وہاں سے واپس ہو کر مزدلفہ آئے۔ یہاں مغرب

Marfat.com

اور عشاء کی نماز جمع کرکے پڑھی۔ اور شب بھر آرام فرمایا۔ صبح ہفتہ کا دن اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ تھی۔ نماز فجر پڑھ کر آفتاب کے طلوع سے پہلے چل پڑے۔ اور منیٰ میں جلوہ بار ہوئے۔ یہاں پہنچ کر شیطانوں کو کنکریاں ماریں۔ پھر قربانی کی۔ حجامت بنوائی۔ اور ظہر سے قبل مکہ مکرمہ آ گئے۔ یہاں طواف فرمایا۔ پھر ظہر کی نماز پڑھی۔ اور لوٹ کر منیٰ آ گئے۔ یہاں سے منگل کے روز ۱۳ ذی الحجہ کو واپس ہوئے۔ اور وادی محصب میں رات گزاری۔ یہاں سے پچھلی رات کو اٹھے۔ اور آکر طوافِ کعبہ کیا۔ نماز فجر حرم میں پڑھی اور اللہ کی حمدوں، تسبیحوں، تکبیروں، تلبیہوں، تہلیلوں، سے فضا کو بھر کر مہاجرین اور انصار کے ساتھ مراجعت فرماتے مدینہ منورہ ہوئے! صلی اللہ علیہ وسلم!

حجۃ الوداع کے لافانی خطبات

ایک ہمہ گیر خطبہ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لوگو! جس طرح آج (حجۃ الوداع) کے دن کی حرمت اس مہینے اور اس شہر میں (ضروری) ہے۔ اسی طرح تمہارے خون اور مال اور آبرو آپس میں ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ جاہلیت کے تمام دستور (خدا کے حکم سے) آج

Marfat.com

میں نے اپنے پاؤں سے روند کر مٹا دیئے ہیں۔ (سنو!) جاہلیت کے تمام خون برباد ہیں۔ اِن خونوں کا اب انتقام نہیں لینا۔ دیکھو مثال کے طور پر میں اپنے خاندان کا ایک خون مٹاتا ہوں۔ میرے چچا زاد بھائی ربیعہ بن حارث کے بیٹے کو دودھ پینے کے ایام میں قبیلہ ہذیل نے مار ڈالا تھا میں اس کے خون کو مٹائے دیتا ہوں۔ ہاں زمانہ جاہلیت کا سود بھی برباد کرتا ہوں۔ اپنا اصل مال لے لو۔ اور سود سے ہاتھ اٹھا لو۔ نہ تم ظلم کرو۔ نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اس کی پہل بھی میں ہی کرتا ہوں۔ کہ میرے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا جتنا سود جس کے ذمہ ہے ـــ وہ باطل ہے!

لوگو! عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے ان کو اللہ کی امان سے حاصل کیا ہے۔ اور ان کی شرم گاہیں اللہ کے کلمہ سے حلال کی ہیں۔ (ان کے تمام حقوق پورے کرنا۔ اور کسی طرح بھی ان پر ظلم نہ کرنا) ہاں تمہارا ان پر یہ حق ہے۔ کہ وہ تمہاری اجازت کے بغیر کسی کو تمہارے گھر میں نہ آنے دیں۔ اور اگر وہ ایسا کریں۔ تو تم ان کو معمولی مار پیٹ سکتے ہو۔ اور ان کا تم پر یہ حق ہے۔ کہ تم انہیں اپنی طاقت کے مطابق کھلاؤ، پلاؤ اور پہناؤ!

Marfat.com

مسلمانو! میں اپنے بعد تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اس کو مضبوط تھامے رکھا۔ تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اور وہ چیز اللہ کی کتاب ــ قرآن[له] مجید ہے۔

صحابہؓ! بتاؤ ـ کیا میں نے تمہیں خدا کا دین پہنچا دیا؟ تین بار آپ نے فرمایا۔ سب نے تینوں بار جواب دیا۔ ہاں حضورؐ! آپ نے پہنچا دیا۔ رسالت کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے خیرخواہی میں کوئی کمی نہیں کی۔ تب آپ نے انگشتِ شہادت سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ اور پھر اُسے لوگوں کی طرف جھکایا۔ تین بار ایسا ہی کیا۔ اور زبان مبارک سے تین

له ایک حدیث میں حضورؐ نے فرمایا۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں ۔ جب تک ان دونوں کو مضبوط پکڑے رکھو گے ۔ ہرگز گمراہ نہ ہو گے ۔ اور وہ دو چیزیں کتاب اور سنت ہیں۔ (موطا امام مالکؒ) سنت یا حدیث لازم قرآن ہیں ــ کیونکہ یہ حضورؐ کا عمل بالقرآن ہے۔ جب تک حدیث کے مطابق قرآن پر عمل نہ کیا جائے ــ قرآنی احکام کی تعمیل نہیں ہو سکتی۔ اور نہ غیر مسنون عمل خدا قبول کرتا ہے ـ پس قرآن کے ساتھ حدیث کو بھی قرآن کی طرح مضبوط تھامنے کی ضرورت ہے۔ اور حضورؐ نے فرمایا بھی ایسا ہے۔ تَرَكْتُ فِيكُمْ اَمْرَيْنِ .... میں تم میں دو چیزیں (قرآن و سنت) چھوڑے جا رہا ہوں۔ دراصل دوسری چیز یعنی حدیث قرآن ہی کی تشریح رسولؐ ہے۔

محمد صادق

Marfat.com

بار کہا۔ خداوندا! گواہ رہ۔ خداوندا! گواہ رہ۔ خداوندا! گواہ رہ۔
(صحیح مسلم)

مساوات کا درس اخوت

حضرت انورؐ نے فرمایا۔ کسی عرب کو غیر عرب پر، کسی غیر عرب کو عرب پر کوئی بزرگی کوئی برتری نہیں۔ کہ تم سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہو۔ اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔ (پس تمہیں فخر و غرور روا نہیں) پھر ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ حتیٰ کہ غلاموں کو بھی حقیر نہ سمجھو۔ جو آپ کھاؤ۔ اس میں سے ان کو بھی کھلاؤ۔ جو آپ پہنو۔ اس میں سے انہیں بھی پہناؤ! (طبقات ابن سعد)

اہل بدعت شفاعت سے محروم ہیں

حضرت اکرمؐ نے فرمایا۔ لوگو! میں حوضِ کوثر پر تمہارا میر سامان ہوں۔ میں سب امتوں کے درمیان اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا۔ (خبردار! شرک و بدعت کے سبب) مجھے (خدا کے سامنے) رسوا نہ کر دینا۔ میں (خدا کے اذن کے بعد اس کی مرضی سے) شفاعت کر کے بہت سے لوگوں کو دوزخ سے چھڑا لینے والا ہوں۔ اور ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو مجھ سے الگ کر دیئے جائیں گے۔ (کیونکہ خدا

Marfat.com

ان کی شفاعت کی مجھے اجازت نہیں دے گا۔) میں کہونگا بھی کہ خداوندا! یہ تو میرے امتی ہیں۔ لیکن خدا فرمائیگا۔ (میرے رسول) تجھے معلوم نہیں۔ کہ انہوں نے تیرے بعد (دین میں) کیا کیا بدعتیں[1] نکالی تھیں۔ (ابن ماجہ)

کتاب و سنت کو مضبوط پکڑ لو

رسولِ اکرمؐ نے فرمایا۔ لوگو! میری باتوں کو خوب سوچ سمجھ لو۔ میں تمہیں آخری تبلیغ کر رہا ہوں۔ یاد رکھو۔ میں تم کو وہ چیز دیئے جا رہا ہوں۔ کہ اگر تم اس کو مضبوط تھام لو گے۔ تو کبھی راہ سے نہ بھٹکو گے۔ وہ امر بیّن یہ ہے۔ کِتَابُ اللّٰہِ وَ سُنَّۃَ رَسُوْلِہٖ۔ قرآن اور حدیث! (ابن ہشام)

---

[1] جو کام دین کے اندر نیا نکالا جائے۔ نئے مسئلے گھڑے جائیں اس کو بدعت کہتے ہیں۔ حضورؐ نے بدعتیوں کی شفاعت نہیں کرنی۔ کیونکہ خدا نے ان کی شفاعت کی اجازت ہی نہیں دینی۔ پس سب کو بدعتوں سے بچنا چاہیئے! ابن ماجہ میں حضورؐ فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالٰے بدعتی شخص کا نہ روزہ قبول کرتا ہے۔ نہ نماز، نہ زکوٰۃ، نہ خیرات، نہ حج، نہ عمرہ، نہ جہاد ...." (ابن ماجہ) پس مذہب کے نام سے جو کام کارِ ثواب جان کر کرو۔ پہلے یہ ثابت کر لو۔ کہ کیا یہ حضورؐ نے کیا۔ یا کرنے کو فرمایا تھا؟ اگر حضورؐ سے ثابت نہ ہو۔ تو وہ کام مت کرو۔ کہ یہی بدعت ہے؟

لا نبی بعدی

حضرت اکرمؐ نے فرمایا۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور جب نبی نہیں۔ تو تمہارے بعد کوئی امت بھی نہیں۔ پھر حضورؐ نے فرمایا۔ الہٰی گواہ رہ۔ میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔ (طبرانی)

رنگ اور نسل کے امتیازات ہیچ ہیں

رحمت عالمؐ نے فرمایا۔ لوگو! (سنو!) تم سب کا خدا ایک ہے۔ اور تم سب ایک ہی باپ (حضرت آدمؑ) کی اولاد ہو۔ (اس لئے) کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، اور کسی کالے رنگ والے کو سرخ رنگ والے پر اور کسی سرخ رنگ والے کو کالے رنگ والے پر کوئی بزرگی کوئی فضیلت نہیں۔ (یعنی رنگ اور نسل کے امتیازات لائے ہیں) لیکن بزرگی کا دارو مدار صرف خوف خدا اور تقوے پر ہے۔ (مجمع الزوائد)

مسلمان کی عزت اور حرمت

فرمایا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ـ مسلمان کا گوشت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ مسلمان کی غیبت کرنا اس کا گوشت کھانا ہے۔ مسلمان کی عزت بھی حرام ہے۔ اس پر ظلم کرنا اس کی آبرو ریزی ہے۔ مسلمان کو ایذا پہنچانا حرام ہے۔ اس کو دھکا دینا بھی اسے ایذا دینا ہے۔ (طبرانی کبیر)

Marfat.com

ہجرت کا گیارہواں سال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

سدا زندہ صرف اللہ — حیّ و قیّوم — کی ذات ہی ہے۔ بقا صرف اسی کے لئے ہے۔ اس کے سوا سب نے موت کی آغوش میں سو جانا ہے۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ کا جام پینا ہے۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ کی منزل سے گزرنا ہے۔

خدا کی ساری پیدائش میں انسان اشرف المخلوقات ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے سردار، سیدالبشرؐ ہیں۔ سیّد ولدِ آدم ہیں۔ سیّد المرسلین اکرم الاولین و الآخرین ہیں۔ آپ کے مرتبے کی کوئی ہستی، خدا نے پیدا ہی نہیں کی۔ لیکن ہمیشگی حضورؐ کے لئے بھی نہ ہوئی۔ فرمایا نہ مرنے والی ذات نے:۔

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ہ (پ ۲۳ ع ۱۰)

بیشک آپؐ بھی مرنے والے ہیں۔ اور بے شک وہ

(لوگ) بھی مرنے والے ہیں۔
خدا نے حضورؐ کو اپنا رسول بنا کر بھیجا۔ اور ان پر اپنا کلام نازل فرمایا۔ حضورؐ نے قرآن کو اپنے عمل کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ دین اسلام کی اشاعت فرمائی۔ تیئس برس میں سارا عرب اسلام کے نور سے جگمگا اٹھا۔

حجۃ الوداع میں عرفات میں یہ آیت اتری۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط

آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔ اور دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کیا۔

اس آیت سے جلیل القدر صحابہؓ مثل حضرت ابوبکر صدیقؓ سمجھ گئے۔ کہ جب دین مکمل ہو گیا ہے۔ تو رسالت کا فرض پورا ہو گیا۔ اور اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا اپنے پاس بلا لے گا۔ واقعی ایسا ہوا۔ کہ یہ آیت ذی الحجہ میں اتری، اور ربیع الاول میں حضور اللہ کے پاس چلے گئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم!

رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے لوٹ کر مدینہ منورہ آئے۔ سنہ ۱۱ھ کے آخر ماہ صفر ——— ۲۹ صفر

کو بیمار ہوگئے۔ درد سر اور شدید بخار ہوگیا۔ تیرہ یا چودہ روز حضورؐ بیمار رہے۔ آخر ۱۱ھ سوموار کے روز ۱۲ ربیع الاول[1] کو روحِ اطہر جسم اقدس سے پرواز کر گئی۔ اس وقت آفتاب ڈھل چکا تھا۔ عمر شریف حضرت انورؐ کی ۶۳ برس کی تھی۔

بیماری کے حالات

دو ہفتے حضورؐ بیمار رہے۔ اس بیماری میں آپ نے امت کے لئے نہایت قیمتی باتیں ارشاد فرمائیں۔ قیامت تک کام آنے والے خطبے دیئے۔ لازوال وصیتیں کیں۔ ان سب باتوں کو ہمیں یاد رکھنا چاہیئے اور ان پر عمل کرنا چاہیئے۔

خیبر کے زہر کا اثر

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مرضِ وفات میں فرمایا۔ عائشہؓ! جو کھانا میں نے خیبر میں کھایا تھا۔ اس کی تکلیف مجھے ہمیشہ ہوتی رہی۔ اب مجھے معلوم

---

[1] بعض ابن السیرؔ نے تاریخ وفات ۱۳ ربیع الاول لکھی ہے۔ خوارزمی بیشتر اور ابن عقبہ پہلی تاریخ بتاتے ہیں۔ اور کلبی نے دوسری لکھی ہے۔ امام السیر ابن اسحاقؒ اور جمہور کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول ہے۔ ابن سعدؒ نے بھی ۱۲ بتائی ہے۔ اور یہی مشہور ہے۔

Marfat.com

ہوتا ہے۔ کہ میری رگِ جان کا قطع ہونا اِسی زہر[1] کی تاثیر کی وجہ سے ہے۔ (بخاری شریف)

وفات کے قریب

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ تندرستی کی حالت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کسی نبی کا اس وقت تک انتقال نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو بہشت میں اس کی جگہ نہ دکھا دی جائے۔ اس کے بعد یا تو وہ زندہ رہتا ہے۔ یا دنیا و آخرت میں سے ایک چیز کو پسند کرنے کا اسکو اختیار دے دیا جاتا ہے۔ (اور وہ آخرت کو پسند کر لیتا ہے) چنانچہ حضورؐ جب بیمار ہوئے۔ اور وقت وفات قریب آیا۔ تو حضورؐ میری ران پر سر رکھے ہوئے غشی کی حالت میں تھے۔ ذرا ہوش آیا۔ تو مکان کی چھت کی طرف آنکھیں

---

[1] فتح خیبر کے بعد جب سکون ہوا۔ تو سلام بن مشکم کی بیوہ عورت زینب بنت الحارث نے ایک بکری پکا کر اس میں زہر ملا کر حضورؐ کو ہدیہ دیا۔ حضورؐ نے اس میں سے کچھ گوشت منہ میں ڈالا۔ گوشت نے کہہ دیا۔ کہ مجھ میں زہر ملا ہے۔ پھر آپؐ نے تھوک دیا۔ (یہ حضورؐ کا معجزہ تھا۔ کہ گوشت کا ٹکڑا بول اٹھا) حضورؐ کے ساتھ ایک اور شخص بشر بن براء بن المعرور نے بھی وہ گوشت کھایا۔ لیکن انہوں نے ادب سے حضورؐ کے سامنے تھوکنا پسند نہ کیا۔ اور کھا گئے۔ جس سے ان کا انتقال ہو گیا۔ رضی اللہ عنہا۔

Marfat.com

اٹھا کر فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ فِی التَّوْفِیْقِ الْاَعْلٰی۔ میں نے کہا اب حضورؐ ہمارے پاس نہیں رہیں گے۔ اور سمجھ گئی۔ کہ یہ بات وہی ہے۔ جو تندرستی کی حالت میں حضورؐ نے فرمائی تھی۔ (بخاری شریف)

صحابہؓ کو سپردِ خدا کیا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے مرضِ وفات میں ہمیں اپنے گھر بلوایا۔ اس وقت حضورؐ حضرت عائشہؓ کے گھر تھے۔ جب سب جمع ہو گئے۔ تو ارشاد فرمایا۔

میرے صحابہؓ! تمہیں مرحبا ہو۔ خدا تمہیں سلامتی کی زندگی بخشے۔ تم پر رحم کرے۔ تمہیں اپنی حفاظت میں آسودہ رکھے۔ تمہیں روزیاں دے۔ نعمتیں بخشے۔ جگہ دے۔ پناہ دے۔ (یاد رکھو) میں تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں۔ میں تم کو اللہ کی سپرد کرتا ہوں۔ میں تم کو ہوشیار کئے جا رہا ہوں۔ اور میرا مقام بھی یہی تھا۔ کہ میں تم کو ڈرا دوں۔ (سنو!) اللہ کے آگے سرکشی نہ کرنا۔ (اسطرح) کہ اس کے بندوں پر ستم ڈھانے لگو۔ اس کے ملک میں فساد اور بیداد پھیلاؤ۔ (پھر سنو!)۔ اس نے مجھے اور تمہیں سب کو (قرآن مجید) میں فرما دیا ہے۔ کہ میں خدا تعالے

انجام کی بھلائی اور آخرت کا اچھا گھر (بہشت) انہیں دیتا ہوں۔ جو دنیا میں فساد اور سرکشی نہیں کرتے۔ اور خدا نے یہ بھی (قرآن میں) فرمایا ہے۔ کہ تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔ (طبقات ابن سعد)

پانی کی سات مشکیں

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے اور تکلیف (درد سر اور بخار) کی شدت ہوئی۔ تو آپ نے اپنی بیویوں سے میرے گھر میں ایام مرض بسر کرنے کی اجازت مانگی۔ سب بیویوں نے اجازت دے دی۔ حضورؐ دو آدمیوں حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کے سہارے سے تشریف لائے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ جب حضورؐ کا مرض (اور) شدت پکڑ گیا۔ تو فرمایا۔ سات پوری مشکیں میرے اوپر ڈالو۔ تاکہ (بخار کی تیزی میں کچھ افاقہ ہو۔ تو) میں لوگوں کو کچھ وصیت کر سکوں۔ ہم نے حضرت حفصہؓ کے ٹب میں حضورؐ کو بٹھا کر مشکوں سے پانی ڈالنا شروع کیا۔ آپؐ نے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا۔ بس! اس کے بعد حضورؐ باہر تشریف لے گئے۔ لوگوں کو نماز پڑھائی اور خطبہ پڑھا۔ حضرت عائشہؓ اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ دورانِ مرض حضورؐ کملی کو منہ پر ڈال لیتے تھے۔ لیکن گھبرا کر

Marfat.com

پھر اتار ڈالتے تھے۔ اسی حالت میں آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ یہودیوں اور عیسائیوں پر خدا کی لعنت ! انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔ حضورؐ کا اس سے مقصود (اپنی) امت کو یہودیوں اور عیسائیوں کے فعل سے ڈرانا اور خوف دلانا تھا۔ (بخاری شریف)

حضورؐ دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں

رحمت عالمؐ آخری مرض میں ہیں۔ تکلیف دن بدن بڑھ رہی ہے۔ حضورؐ کمزور ہو رہے ہیں۔ اس حالت میں ارشاد فرمایا۔

خدا نے اپنے ایک بندے کو دنیا میں اور اپنے پاس کی چیز میں اختیار دیا۔ تو اس بندے نے اس چیز کو اختیار کیا۔ جو اللہ کے پاس ہے۔ (ماثبت بالسنۃ)

یہ خبر سن کر حضرت صدیقؓ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ صحابہؓ نے کہا۔ آپ کیوں روتے ہیں۔ ؟ حضرت صدیقؓ نے کہا۔ سنو! حضورؐ نے جو یہ فرمایا ہے۔ کہ خدا نے اپنے بندے کو اختیار دیا ہے۔ اس 'بندے' سے مراد ہمارے ماں باپ قربان حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خدا نے آپ کو دنیا کی چیزیں اور اپنے پاس کی چیز میں اختیار دیا۔ کہ دونوں میں سے ایک کو پسند کریں۔ یعنی

دنیا میں رہنے کو پسند کریں۔ یا اللہ کے پاس کی چیز موت ۔ ملاءِ اعلیٰ کو! حضورؐ نے اللہ کے پاس کی چیز کو پسند کر لیا ہے۔ اس لئے اب آپؐ ہم سے رخصت ہونے والے ہیں۔ پھر تو سب ہی صحابہؓ زار و قطار رونے لگ گئے۔ حضورؐ کو علم ہوا۔ تو آپؐ نے ان کو فرمایا۔

اے مسلمانو! میں تم سے رخصت ہو رہا ہوں۔ اور تم سب کو خدا کے حوالے کئے جا رہا ہوں۔ اللہ سے ڈرتے رہنا۔ میں تم پر اپنے اللہ کو خلیفہ کئے جاتا ہوں۔ تو اب میں تم کو چھوڑنے والا ہوں۔ (ماثبت بالسنۃ)

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم

حضرت عطاء بن یسارؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔ خداوندا! میری قبر کو بت نہ بنانا۔ کہ پوجی جائے۔ ان لوگوں (یہود و نصاریٰ) پر خدا کا سخت غضب نازل ہوا۔ جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنایا۔ (رواہ مالک مرسلاً)

حضرت عائشہؓ صدیقہ روایت کرتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس بیماری میں کہ جس سے جانبر نہ ہو سکے فرمایا۔ یہودیوں پر خدا کی لعنت ہو ۔ کہ

Marfat.com

انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی۔ (کہ لوگ مزار اقدس پر سجدے کریں گے) تو حضورؐ اپنی قبر عام گذرگاہ پر بنواتے۔ لیکن آپ کو قبر کے مسجد (سجدہ گاہ) بن جانے کا ڈر[1] تھا۔

(بخاری شریف)

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر بیماری نازل ہوئی۔ تو آپ اپنی سیاہ چادر چہرے پر ڈالنے لگے۔ جب سانس گھٹنے لگتا۔ تو منہ کھول دیتے۔ اسی حالت میں فرمایا۔ یہودیوں اور عیسائیوں پر خدا کی لعنت ہو۔ کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں۔ (سجدہ گاہیں) بنا لیا۔ اس سے آپکی غرض یہودیوں کے لعنتی فعل سے اپنی امت کو ہوشیار کرنا تھی۔ (بخاری شریف)

تین وصیتیں

حضرت کعب بن مالک رضؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے ہمیں ایک خطبہ دیا۔ (جس میں تین وصیتیں فرمائیں)

(۱) فرمایا۔۔! ہر نبی کے لئے امت میں سے ایک خلیل

---

[1] اسی ڈر کی وجہ سے حضورؐ کے ارشاد کے مطابق قبر پاک حجرۂ عائشہ رضؓ میں بنائی گئی۔ تاکہ عبادت گاہ بننے سے محفوظ رہے۔ چنانچہ آج تک محفوظ ہے۔

Marfat.com

ہوا کرتا تھا میرے خلیل حضرت ابوبکرؓ بن قحافہ ہیں۔ (انہیں نہ بھولنا) اور تمہارے صاحب خدا کے خلیل ہیں۔

(۲) خبردار! تم سے پہلی امتوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں (عبادت گاہیں) بنا لیا تھا۔ دیکھو! میں تمہیں اس (قبرپرستی) سے سختی سے منع کر چلا ہوں۔ (پھر فرمایا) اے اللہ گواہ رہ۔ میں نے انہیں (قبرپرستی کی ممانعت کا حکم) پہنچا دیا۔ خدایا گواہ رہ۔ میں نے انہیں تبلیغ کر دی۔ الٰہ العالمین! سن لے۔ (میں نے انہیں گورپرستی سے منع کر دیا) پھر (ان تبلیغی الفاظ کا اثر، بیماری کی کمزوری، اور واقعات فردا کے تصور سے) آپ بیہوش ہو گئے۔ پھر جب ہوش آیا۔ تو فرمایا۔

(۳) سنو! میں اللہ کو بیچ میں ڈال کر تمہیں، تمہارے ماتحتوں (غلاموں، لونڈیوں، نوکروں، بیوی بچوں) کے بارے میں تاکید کرتا ہوں کہ ان پر ظلم اور ناانصافی نہ کرنا۔ انہیں پیٹ بھر کر کھانے کو دینا۔ تن ڈھانپنے کو کپڑا دینا۔ ان سے درشتی سختی اور بدخلقی سے پیش نہ آنا۔ بلکہ نرم کلامی اور خندہ پیشانی سے دل جوئی کرنا۔ (رواہ الطبرانی)

قبرپرستی کی ممانعت

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بخار کا درجہ حرارت بہت بڑھ جاتا تھا

یہاں تک کہ حضورؐ پر غشی طاری ہو جاتی تھی۔ جب ذرا افاقہ ہوتا۔ تو جھٹ کوئی وصیت فرما دیتے۔ آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں۔ کہ حضورؐ نے اپنے اوپر پانی کی سات مشکیں ڈلوا کر خطبہ دیا۔ آج کل ٹائیفائیڈ کے مریض کا ٹمپریچر جب بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ تو سر پر برف رکھتے ہیں۔ جس سے ٹمپریچر نیچے آ جاتا ہے۔ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی۔ ٹائیفائڈ (تپ محرقہ) تھا۔ آپ نے درجہ حرارت کم کرنے کے لئے پانی کی سات مشکوں سے کام لیا۔ غور فرمائیں! کہ ٹائیفائیڈ کے مریض کو بے حد آرام کی ضرورت ہوتی ہے حتیٰ کہ اس کو کروٹ بدلنے کی اجازت نہیں۔ بجائے اتنے آرام اور سکون کے حضرت انورؐ پانی کی تبرید سے ٹمپریچر ہلکا کرکے مسجد میں جاکر لوگوں کو خطبے دیتے۔ اور وصیتیں فرماتے ہیں۔ اس سے آپ کے بیماری کے خطبات کی اہمیت پر غور کرکے امت کو حضورؐ کے ہر ہر لفظ پر کٹ مرنا چاہیئے۔ جان دے دینی چاہیئے۔ حضورؐ نے اپنے متعدد خطبات میں امت کو قبر پرستی کی لعنت سے بار بار بچنے کی تاکید کی ہے۔ یہود و نصاریٰ کی قبر پرستی پر لعنت بھیج کر اپنی امت کو متنبہ کیا ہے۔ کہ وہ گور پرستی نہ کرنے لگ جائے۔ مسلمان بھائیو! اپنے رؤف رحیم رسولؐ کے مرض الموت کے

ارشاد کو مان کر اولیاء اللہ کے مزاروں پر وہ کام نہ کرو۔ جو مسجدوں میں اللہ کے لئے کئے جاتے ہیں۔ کسی مزار پر نہ تو نماز کی مانند ادب سے ہاتھ باندھ کر قیام کرو۔ نہ رکوع کرو۔ نہ طواف کرو۔ نہ سجدہ، نہ صاحبِ قبر سے دعا کرو۔ نہ اسے حاضر ناظر اور مشکل کشا جانو۔ کہ یہ سب **عبادت کے کام** خدا کے لئے مخصوص ہیں!

ہاں آپ قبروں کی زیارت کو ضرور جائیں۔ وہاں مسنون دعا پڑھ کر اہل قبور کے لئے خدا سے مغفرت مانگیں۔ اور اپنی موت کو یاد کرکے بادیدہ تر واپس آئیں۔ کہ قبروں کی زیارت کا یہی مقصد ہے۔

بیٹی اور پھوپھی کو وصیت

حضرت عبیدہ بن عمیر لیثی رض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مرض وفات کا خطبہ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور ص نے فرمایا:

خدا کی قسم لوگ مجھ پر کوئی بات نہیں پکڑ سکتے۔ میں نے وہی حلال کیا ہے۔ جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے اور وہی کام حرام بتائے ہیں۔ جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام لکھے ہیں۔ پھر فرمایا۔ اے فاطمہ رض! میری بیٹی — اے صفیہ رض! میری پھوپھی! اللہ کے ہاں کام آنے والے عمل کرو فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ عَنْکُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا — میں خدا کے

ہاں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا۔ (طبقات ابن سعد)

حضورؐ کے آخری کلمات

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان ہوئی۔ فرماتی ہیں۔ آپؐ کے سامنے پانی کا پیالہ رکھا ہوا تھا۔ اس میں دونوں ہاتھ ڈبوکر چہرۂ انورؐ پر ملتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَکَرَاتٌ۔ موت کی بڑی تکلیف ہے۔ اس کے بعد ہاتھ پھیلا کر کہنے لگے۔ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔ اسی میں آپ کی وفات ہوگئی۔ اور دست مبارک نیچے گر پڑا۔ (بخاری شریف۔ ترمذی شریف)

بخاری شریف میں ہے۔ کہ شدت تکلیف سے آپؐ پر غشی طاری ہوگئی۔ تو فاطمہؓ نے کہا۔ واکرباہ۔ ہائے میرے باپ کی تکلیف! حضورؐ نے فرمایا۔ اب آج کے بعد تمہارے باپ کو تکلیف نہ ہوگی۔ یعنی آج خاتمہ ہے!

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ حضورؐ مجھ سے اپنی پشت کا سہارا دیئے بیٹھے تھے۔ انتقال سے قبل میں نے کان لگا کر سنا۔ تو آپ فرما رہے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَ اَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی ۔ (بخاری شریف)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ سب سے آخری کلمہ — جو حضورؐ

نے فرمایا۔ وہ یہ تھا۔ اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی ؏ (بخاری شریف)

وفات کے بعد اہل مدینہ کی حالت

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر جب مدینہ منورہ میں پھیلی۔ تو ایک قیامت آگئی۔ جلیل القدر صحابہؓ حواس کھو بیٹھے۔ عقلیں گم اور آوازیں بند ہو گئیں حضرت عثمانؓ پر سکتہ کی کیفیت طاری ہو گئی۔ وہ بول نہ سکتے تھے۔ حضرت علیؓ زمین پر بیٹھ گئے۔ اور ان میں کوئی حس و حرکت نہ رہی۔ حضرت عمرؓ مارے غم کے عقل کھو بیٹھے۔ اور انہوں نے تلوار کھینچ لی۔ اور کہا۔ کہ جو کہے گا۔ حضورؐ کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں اس کو قتل کر دوں گا۔ کیونکہ حضورؐ اس وقت تک فوت نہیں ہوں گے جب تک خدا منافقوں کو ہلاک نہ کرے گا۔

پھر حضرت ابوبکرؓ تشریف لے آئے۔ اور حجرہ عائشہؓ میں گئے۔ حضورؐ کے چہرے سے چادر ہٹا کر آپؐ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور فرمایا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ بے شک وفات پا گئے ہیں۔ پھر آپ باہر تشریف لے آئے۔ سارے مدینہ کے لوگ زار و قطار رو رہے تھے۔ اور حضرت عمرؓ جو غم میں عقل کھو بیٹھے

؏ اے اللہ! عالم بالا کے رفقاء کو اختیار کرتا ہوں!

تھے ۔ تلوار لئے کھڑے تھے۔ اور کہہ رہے تھے۔ کہ جو کہے گا۔ حضورؐ کا انتقال ہوگیا ہے۔ میں اس کو قتل کر دونگا۔

سیدنا حضرت ابوبکرؓ صدیقؓ[1] نے فرمایا۔ عمرؓ! بیٹھ جاؤ۔ پھر ایک لامثال خطبہ دیا :۔

لوگو! سنو! جو شخص حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا تھا۔ (وہ یقین کرلے) کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے ہیں۔ اور جو تم میں خدا کی پرستش کرتا تھا۔ تو خدا زندہ ہے۔ وہ کبھی نہیں مرے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ـــ شاکرین" تک۔ یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم صرف خدا کے رسول ہیں۔ اور ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر گئے!!

(یعنی رسول سدا زندہ نہیں رہتے۔ مشن پورا کرکے فوت ہو جاتے ہیں۔ سدا زندہ صرف اللہ ہی ہے) ابن ابی شیبہ

---

[1] حضورؐ نے اپنی بیماری میں حضرت صدیقؓ کو اپنا امام مقرر کردیا تھا۔ اور حضرت صدیقؓ حضورؐ کی زندگی میں سترہ نمازیں پڑھا چکے تھے۔ اب وفات حسنِ عالمؐ کے بعد ان ہی کا کام تھا۔ کہ حالات مدینہ کو کنٹرول کیا۔ اور بروقت قرآنی آیات پڑھ کر لوگوں کے زخم پر مرہم لگایا۔ ایسے کام اعاظم رجال ہی کرتے ہیں۔

Marfat.com

میں ہے۔ کہ حضرت صدیقؓ نے یہ آیات بھی پڑھیں۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ط۔ بے شک آپ بھی مرنے والے ہیں۔ اور بے شک وہ (سب لوگ) بھی مرنے والے ہیں۔ اور آپ سے پہلے کسی بشر کے لئے ہم نے ہمیشگی (نہ مرنا) نہیں رکھی۔

حضرت صدیقؓ کے خطبہ کے بعد لوگوں کی زبان پر وہ آیتیں جاری ہوگئیں۔ جو آپ نے حضورؐ کی وفات کے متعلق پڑھیں۔ حضرت عمرؓ نے بھی اپنے ان کلمات سے رجوع کیا۔ جو حالت اضطراب میں ان کی زبان سے نکلتے تھے۔ غم سے حواس کھو کر بولے تھے۔ پھر کہا۔ کہ حضرت صدیقؓ کے اس آیت کے پڑھنے پر مجھے معلوم ہوا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔

سقیفہ بنی ساعدہ میں صدیق اکبرؓ کی بیعت کے بعد حضرت عمرؓ نے اٹھ کر کہا۔ جو کچھ میں نے کل کہا تھا۔ وہ صحیح نہیں تھا۔ بے شک خدا نے سچ فرمایا ہے۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔ ہر نفس پر موت آنی ہے۔ اور حضورؐ یقیناً فوت ہوگئے ہیں۔

غسل اور تدفین

حضرت علی اور حضرت عباسؓ نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا۔ حضرت فضل

ابن عباسؓ کروٹ بدلتے تھے۔ قثم ابن عباسؓ۔ اسامہ بن زیدؓ اور شقران مولیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پانی دینے میں مدد دیتے تھے۔

پھر سیدالکونین صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چادروں کا کفن پہنایا گیا۔ اور حجرۂ عائشہؓ میں جہاں[1] وفات ہوئی تھی۔ — رسولِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا۔ سوموار کو حضورؐ رخصت ہوئے۔ اور منگل اور بدھ کی درمیانی رات کو تدفین ہوئی۔ حضرت عباسؓ، قثم ابن عباسؓ، فضل ابن عباسؓ اور حضرت علیؓ نے حضرت شافعِ روزِ جزا صلے اللہ علیہ وسلم کو قبر میں اتارا۔ ابوطلحہ زید بن سہل الانصاری نے سرور رسولاں کی لحد تیار کی۔ اور لحد پاک پر نَو اینٹیں کچی کھڑی کی گئیں۔ اور بلالؓ نے پانی کی ایک مشک قبرِ پاک پر چھڑکی۔ سرہانے کی طرف سے شروع کیا۔

نمازِ جنازہ

کائنات کے سردارؐ، خیر البشرؐ، سیّد ولدِ آدم سرورِ دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جنازہ تیار کرکے گھر میں رکھا گیا۔ — تو

[1] جب حضورؐ کے دفن کا ذکر آیا۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا۔ میں نے حضورؐ سے سنا تھا کہ اللہ انبیاء کی روح کو وہیں قبض کرتا ہے۔ جہاں وہ انبیاء دفن ہونا چاہتے ہیں پس حضورؐ کو اس جگہ دفن کرو۔ جہاں آپ کا بستر تھا۔ یعنی حجرۂ عائشہؓ۔ (ترمذی شریف)

Marfat.com

ساقیٔ کوثر، محبوب داورِ محشر کی نماز جنازہ کے لئے شمع رسالت کے پروانے جماعت جماعت اندر جاتے۔ اور آنسوؤں کی روشنی میں درود و سلام پڑھ پڑھ کر باہر نکلتے آتے۔ آپؐ کے جنازہ میں کوئی امام نہ تھا۔

سب سے پہلے جبرئیل علیہ السلام نے درود و سلام سے نماز پڑھی۔ پھر میکائیل، پھر اسرافیل، پھر ملک الموت، اور فرشتوں کے لشکروں نے نماز ادا کی۔

پھر مردوں نے گروہ گروہ اندر جاکر نماز پڑھی۔ اس کے بعد عورتوں نے، پھر لڑکوں نے، سب ہی شارع روز جزا پر درود شریف پڑھتے تھے۔

ابن ماجہ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ کا جنازہ پاک گھر میں ایک تخت پر رکھا گیا۔ پھر جماعتیں یکے بعد دیگرے اندر داخل ہوتیں۔ اور نماز پڑھتیں۔ پہلے مردوں نے نماز پڑھی۔ پھر عورتیں آئیں۔ اور پھر بچے آئے اور اس نماز میں کوئی امام نہیں ہوا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ

Marfat.com

عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الشَّاهِدِ الْمُبَشِّرِ الدَّاعِیْ بِاِذْنِكَ السِّرَاجِ الْمُنِیْرِ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْهِ

ازواجِ مطہراتؓ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گیارہ نکاح کئے۔ جو سب کے سب دینی ضرورتوں اور حکمتوں پر مبنی تھے۔ ازواج مطہراتؓ نے حضورؐ کے ساتھ مل کر اسلام کی بڑی خدمت کی۔ چنانچہ امہات المؤمنینؓ سے دو ہزار آٹھ سو بائیس (۲۸۲۲) حدیثیں کتب صحاح میں متداول ہیں۔ جن میں دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) صرف حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضؓ کی ہیں۔ حضرت سودہ رضؓ کی پانچ ۵، حضرت حفصہؓ کی ساٹھ ۶۰، حضرت ام سلمہ رضؓ کی تین سو اٹھتر ۳۷۸۔ حضرت زینب بنت جحش رضؓ کی گیارہ ۱۱، حضرت جویریہؓ کی سات ۷، حضرت ام حبیبہ رضؓ کی پینسٹھ ۶۵۔ حضرت صفیہؓ کی دس ۱۰، اور حضرت میمونہؓ کی چھہتر (۷۶) ہیں۔

Marfat.com

رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی کل گیارہ ازواج مطہرات تھیں۔ دو کا انتقال تو حضورؐ کی زندگی میں ہوگیا تھا۔ حضرت خدیجہؓ اور حضرت زینب بنت خزیمہؓ کا۔ اور نو حضرتِ انورؐ کی وفات کے وقت موجود تھیں۔

گیارہ ازواج مطہرات میں سے چھؓ قریشیہ تھیں — خدیجہؓ[1] بنت خویلدؓ۔ حضرت عائشہؓ بنت[2] ابوبکرؓ۔ حفصہؓ[3] بنت عمر بن الخطابؓ، ام حبیبہؓ[4] بنت ابو سفیانؓ، ام سلمہؓ[5] بنت ابی امیہؓ۔ سودہؓ[6] بنت زمعہؓ۔

چار عربیہ غیر قریشیہ تھیں۔ زینبؓ[1] بنت جحشؓ، یہ بنی اسد بن خزیمہ سے تھیں۔ میمونہؓ[2] بنت الحارثؓ، یہ ہلالیہ تھیں زینبؓ[3] بنت خزیمہ۔ ام المساکینؓ، یہ بھی ہلالیہ تھیں۔ جویریہؓ[4] بنت الحارثؓ۔ یہ خزاعیہ مصطلقیہ تھیں۔

ایک غیر عربیہ تھیں۔ صفیہؓ[1] بنت حی بن اخطبؓ۔ ان کا خاندان یہود تھا۔ حی بن اخطب خیبر کے معزز سردار کی دختر تھیں۔

سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ سے حضورؐ نے نکاح کیا۔ آپؐ کی تمام اولاد انُ ہی کے بطن سے تھی۔ سوائے حضرت ابراہیم کے کہ وہ ماریہ قبطیہ سے ہیں۔ حضرت خدیجہؓ ہجرت سے تین سال قبل فوت ہوگئیں تھیں۔

Marfat.com

پھر حضورؐ نے سودہؓ بنت زمعہؓ سے نکاح کیا۔ پھر حضرت عائشہؓ سے۔ اور صرف یہی تمام ازواج میں کنواری بیاہی گئیں۔ پھر حضرت حفصہؓ سے نکاح کیا۔ پھر زینبؓ بنت خزیمہؓ سے۔ یہ دو ماہ بعد فوت ہوگئیں۔ پھر ام سلمہؓ سے حضورؐ نے نکاح کیا۔ ان کی وفات آپؐ کی تمام ازواج سے بعد میں ہوئی۔ پھر حضرت زینبؓ بنت جحشؓ سے نکاح کیا۔ یہ حضورؐ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ اور حضورؐ کی وفات کے بعد سب ازواج سے پہلے ان کا انتقال ہوا۔ پھر غزوہ بنی مصطلق کے وقت حضرت جویریہؓ سے نکاح کیا۔

پھر ام حبیبہؓ بنت ابوسفیانؓ سے نکاح کیا۔ ام حبیبہ ہجرت کرکے حبشہ چلی گئی تھیں۔ اور ان کے شوہر عبید اللہ بھی حبشہ جاکر عیسائی ہوگئے تھے۔ اور نصرانیت پر حبشہ میں ہی فوت ہوگئے۔ ام حبیبہؓ اسلام پر ثابت قدم رہیں۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کا حال معلوم ہوا۔ تو آپؐ نے عمرو بن امیہ ضمری کو شاہ حبشہ نجاشی کے پاس روانہ کیا۔ اور کہلا بھیجا۔ کہ ام حبیبہؓ کے ساتھ میرا نکاح کر دو۔ نجاشی نے حضورؐ کا پیغام سن کر ام حبیبہؓ کے پاس اپنی خاص لونڈی ابرہہ کو بھیجا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ ام حبیبہؓ بڑی

خوش ہوئیں۔ اور رضامندی کا اظہار کیا۔ اور اپنے ماموں زاد بھائی خالد بن سعید بن ابی العاص کو اپنا وکیل بنا کر نجاشی کی خدمت میں بھیج دیا۔ پھر نجاشی نے حضرت جعفرؓ اور دوسرے مسلمان جو اس وقت وہاں موجود تھے۔ سب کو ایک مجلس میں بلایا۔ اور سب کے سامنے خطبہ پڑھا۔ اور ام حبیبہؓ کا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقد کر دیا۔ اور چار سو دینار (ہزار روپیہ سے زیادہ) مہر حضورؐ کی طرف سے خود ام حبیبہؓ کو ادا کیا۔ نکاح کے بعد حضرت ام حبیبہؓ کو نجاشی نے شرجیل ابن حسنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ بھیج دیا ـــ

پھر غزوہ خیبر کے وقت حضرت صفیہؓ[۱۰] سے نکاح کیا۔ پھر حضرت میمونہؓ[۱۱] سے عمرۃ القضاء کے زمانہ میں نکاح ہوا۔ یہ سب گیارہ ازواج مطہراتؓ ہیں!

اولادِ اطہر

حضرت قاسم۔ یہ بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ ان ہی سے حضورؐ کی کنیت ابو القاسم تھی۔ حضرت زینبؓ۔ حضرت رقیہؓ۔ حضرت ام کلثومؓ۔ حضرت فاطمہؓ۔ پھر حضرت عبداللہؓ پیدا ہوئے۔ ان کا انتقال بھی بچپن میں ہی ہو گیا۔ طیب۔ طاہر ان ہی کے لقب ہیں۔ یہ سب اولاد حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ

Marfat.com

کے بطن مبارک سے تھی۔

ایک صاحبزادہ حضرت ابراہیمؓ تھے۔ یہ آپ کی کنیز ماریہ قبطیہ[1] سے تھے۔ اور بچپن میں ہی فوت ہو گئے۔

صرف حضرت فاطمہؓ آپ کی وفات تک زندہ تھیں۔ اور حضورؐ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد فوت ہوئیں۔

---

[1] مقوقس نے ماریہ قبطیہؓ کو حاطب بن ابی بلتعہؓ کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تھا۔ ان کی والدہ رومیہ تھیں۔ حضورؐ نے پہلے انہیں حضرت عائشہؓ کے پڑوس میں حارثہ بن نعمانؓ کے مکان میں رکھا تھا۔ پھر عالیہ میں منتقل فرمادیا۔ مولاۃ کے لئے حجاب نہ تھا لیکن حضورؐ نے ان کو حجاب میں رکھا۔ ماہ ذوالحجہ ۸ھ میں ان کے بطن سے حضرت ابراہیمؓ پیدا ہوئے۔ حضرت ماریہؓ ۱۶ھ میں وفات پاگئیں حضورؐ سے پانچ برس بعد۔ (صادق)

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی
شبیہ اقدس اور عادات و اطوار

حضورؐ کا سن شریف اگرچہ ساٹھ سے متجاوز ہو چکا تھا۔ لیکن چہرہ بڑا با رعب، پُر وقار اور بدر تمام کی مانند چمکتا تھا، قد بالکل میانہ اور متوسط درجہ کا تھا۔ اور اس سے ایک جلال، اور عجب شان پائی جاتی تھی۔ آپ کی پتلی سیاہ، آنکھیں کشادہ پر انوار چہرہ، سرکلاں، اور تبسم زا لب دشمنوں کو مائل اسلام کرتے تھے۔ حضورؐ تمام شجاعوں میں ایک شجاع، اور تمام خوبصورتوں میں ایک خوبصورت تھے۔ اگر (دین کے سلسلہ میں) آپ کو غصہ آ جاتا۔ تو وہی متبسم اور روشن چہرہ ایسا ہیبت ناک بن جاتا تھا۔ کہ بڑے سے بڑے بہادر کا پِتہ پانی ہو جاتا تھا۔ رفتار میں وقار تھا۔ قدم آپ کے بلا تکلف اتنے تیز پڑتے تھے۔ کہ ایک پہاڑی پر چڑھنا اور اترنا آپ کے لئے معمولی بات تھی۔ اور جب قدم بڑھا کر چلتے۔ تو طاقتور صحابہؓ بھی آپ کے ساتھ نہ چل سکتے تھے۔

حضورؐ بڑے مستقل مزاج اور ثابت قدم تھے۔ جو کام

Marfat.com

شروع کرتے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچا کر چھوڑتے۔ معاشرتی ماحول میں آپ کی عادات مشعل راہ ہیں۔ جب حضورؐ کسی سے مصافحہ کرتے۔ تو جب تک دوسرا شخص اپنا ہاتھ نہ کھینچ لیتا۔ آپ ہاتھ نہ چھوڑتے۔ جب کسی سے باتیں کرتے۔ تو اس کی طرف پوری توجہ کرتے۔ ادھر پورا چہرہ کرکے باتیں کرتے۔ ملاقاتی سے سلسلہ کلام خود منقطع نہ کرتے۔ ہاں پہلے وہ ختم کرتا۔ تو پھر حضورؐ کرتے۔ آپ باوجود عظیم الشان مرتبے رکھنے کے سادہ معاشرت پسند کرتے تھے۔ اپنے تمام کام قریبًا آپ کرتے۔ بلکہ گھر کے کام بھی کرتے۔ اپنے کپڑے آپ ہی سیتے۔ بکری کا دودھ دوہ لیتے۔ جوتی بھی گانٹھ لیتے۔ آپ کا معمولی لباس عام طور پر سفید ہوتا تھا۔ سادہ کھانا کھاتے۔ خوشبو سے آپ کو بڑی رغبت تھی۔ اور بدبو سے نفرت۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ پیاز کھا کر (بغیر کلی اور منہ صاف کئے) مسجد میں نہ آوے۔ (تاکہ فرشتوں اور دوسرے نمازیوں کو ایذا نہ ہو) صفائی، ستھرائی طہارت اور پاکیزگی کا منبع تھے۔

حضورؐ سب سے زیادہ عادل، سب سے زیادہ بہادر، سب سے زیادہ بردبار، اور سب سے زیادہ پارسا تھے۔ آپ کے دست مبارک نے تمام زندگی کسی غیر محرم عورت کو نہیں چھوا۔ آپ سب سے بڑھ کر سخی تھے۔ آپ کوئی درہم و دینار رات کو

Marfat.com

رکھ کر نہ سوتے۔ بلکہ ہر روز خیرات کرکے بستر پر آتے۔ اگر سوتے وقت یاد پڑتا۔ کہ کوئی دینار بچ گیا ہے۔ تو اٹھ کر کسی محتاج کو دے کر پھر آکر سوتے۔ جس طرح اور لوگ گھر کا کام کاج کرتے ہیں۔ آپ بھی اسی طرح کرتے۔ کوئی جس چیز کا سوال آپ سے کرتا ہے۔ اس کو عطا فرماتے۔ سائلوں کو اپنی جان پر ترجیح دیتے۔ آپ سب لوگوں سے بڑھ کر حیادار تھے۔ کسی کے چہرے پر آپ نگاہ نہ جماتے۔ آزاد اور غلام کی دعوت منظور کرتے۔ ہدیہ قبول فرماتے۔ اور ہدیہ کا بدلہ بھی دیتے۔ ہدیہ کھا لیتے اور صدقہ نہ کھاتے۔ نفس کیلئے کبھی غصہ نہ کرتے۔ غصہ کرتے تو صرف اللہ کے لئے۔ لونڈی مسکین کی دعوت مان لیتے۔ ان کے ساتھ چلے جاتے۔ حق بیان کرتے۔ خواہ نقصان اور تکلیف ہوتی۔ بھوک کے مارے شکم مبارک پر پتھر بھی باندھ لیتے۔ جو موجود ہوتا کھا لیتے تکیہ لگا کر نہ کھاتے۔ دعوتِ ولیمہ قبول کرتے۔ بیمار کی عیادت کرتے۔ اور جنازے کے ہمراہ تشریف لے جاتے۔ وقار میں بلاتکبر سب سے بڑھ کر تھے۔ اور تواضع میں سب سے زیادہ۔ سب سے خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ چلنے کے لئے جب پاؤں اٹھاتے تو قوت سے پاؤں اکھاڑتے۔ اور قدم اس طرح رکھتے کہ آگے جھک پڑتا۔ چلنے میں ایسے دکھائی دیتے کہ گویا بلندی سے پستی کیطرف اتر رہے ہیں۔ جب کسی کروٹ کی طرف کی چیز کو دیکھتے۔ تو پورا

پھر کر دیکھتے۔ کن انکھیوں سے نہ دیکھتے۔ نظر نیچی رکھتے۔ سلام کرنے میں ابتداء کرتے۔ اور بلا ضرورت کلام نہ فرماتے۔ گفتگو اول سے آخر تک نہایت صاف اور جامع ہوتی۔ کہ ہر ہر لفظ موتیوں کی طرح جدا جدا ہوتا۔ آپ کے مزاج میں سختی نہ تھی۔ مخاطب کی اہانت نہ کرتے۔ کسی نعمت کو حقیر نہ جانتے۔ جب حق بات کی مخالفت ہوتی دیکھتے۔ تو کوئی آپ کے غصے کی تاب نہ لا سکتا تھا۔ اور اس وقت تک غصہ نہ ٹلتا۔ جب تک کہ امر حق کو غالب نہ کر لیتے۔ آپ نے اپنے نفس کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا۔ آپ قہقہہ نہ لگاتے۔ بلکہ تبسم فرماتے۔ جو سواری میسر آتی اس پر سوار ہو جاتے۔ گھوڑے۔ اونٹ۔ خچر۔ دراز گوش سب پر سواری کرتے۔ اپنے غلام یا دوسرے شخص کو اپنے پیچھے بٹھا لیتے۔ شہر کے پرلے کنارے پر مریضوں کی عیادت کرتے۔ فقیروں کے ساتھ بیٹھتے مساکین کو اپنے ساتھ کھلاتے۔ آپ کے پاس لونڈی غلام تھے جو آپ کھاتے۔ وہی انہیں کھلاتے۔ صلہ رحم فرماتے۔ ہر قوم کے عزت والے کی عزت کرتے۔ کسی پر جفا نہ کرتے۔ عذر کرنے والے کا عذر قبول کر لیتے۔ آپ مزاح بھی فرماتے۔ لیکن اس میں سچ اور حق ہی ہوتا۔ مباح کھیل کو دیکھتے اور منع نہ کرتے۔ اپنے اصحابؓ کے باغات میں تشریف بھی لے جاتے۔ کسی مفلس کو اس کے افلاس کی وجہ سے حقیر نہ جانتے۔ دوران قتال آپؐ سے عرض کیا گیا۔ کہ دشمنوں کے لئے لعنت کریں۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں رحمت کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ نہ کہ

Marfat.com

لعنت کے لئے۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ سے کسی پر وار نہیں کیا سوائے جہاد فی سبیل اللہ کے۔ جب کبھی آپ کو دو باتوں کا اختیار دیا گیا تو آپ نے دونوں میں سے آسان تر کو پسند کیا۔ بشرطیکہ اس میں قطع رحم گناہ نہ ہو۔ آپ نے کبھی اپنی خوابگاہ پر عیب نہیں لگایا۔ اگر بچھونا ہے تو لیٹ رہے۔ نہ ہوا تو زمین پر ہی سو گئے۔ نہ آپ درشت خو تھے۔ نہ سخت گو۔ نہ بازاروں میں چیخے۔ اور نہ بدی کا بدلہ بدی سے دیتے تھے۔ بلکہ معاف اور درگذر کرتے تھے۔ جب کوئی شخص آپ کو کسی کام کے لئے کھڑا کر لیتا۔ تو آپؐ اس وقت تک ٹھہرے رہتے جب تک وہ شخص آپ نہ چلا جاتا۔ جب صحابہؓ میں سے کسی کو ملتے۔ تو پہلے مصافحہ کرتے۔ اور پھر اس کی انگلیوں میں انگلیوں ڈال کر مضبوط پکڑتے۔ (محبت کے لئے) جو تکیہ آپ کے نیچے ہوتا تھا۔ آنیوالے کے آگے اُسے نکال کر پیش کرتے۔ اپنے دوستوں کی دلداری کے لئے ان کو ان کی کنیتوں سے بلاتے۔ اگر کسی کی کنیت نہ ہوتی۔ تو اس کی کنیت آپ تجویز کرتے۔ جو شخص آپ سے محبت کرتا۔ اس کو یہی گمان ہوتا۔ کہ حضورؐ سب سے زیادہ مجھ ہی پر مہربان ہیں آپ کی مجلس میں آوازیں بلند نہ ہوتی تھیں۔ جب آپ مجلس سے اٹھتے۔ تو یہ فرماتے۔ سُبْحٰنَکَ اَللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ ط الہیٰ! ہم تجھے پاک یاد کرتے ہیں۔ اور تیری حمد کے ساتھ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ تیرے سوا کوئی

معبود نہیں۔ تجھ سے بخشش چاہتا ہوں۔ اور تیرے آگے توبہ کرتا ہوں۔

آپ کم سخن، نرم گفتار تھے۔ آپ کا کلام جامع کلمات ہوتے۔ آپ کی آواز بلند اور لہجہ نہایت اچھا تھا۔ سکوت بہت فرماتے۔ بغیر ضرورت کے گفتگو نہ کرتے۔ نامعقول بات زبان پاک پر نہ لاتے۔ رضا اور غضب کی حالت میں ہمیشہ سچ ہی کہتے۔ اگر کسی سے کوئی برا لفظ سنتے۔ تو اس سے منہ پھیر لیتے۔

کھانا کھانے لگتے تو بائیں زانو پر بیٹھتے۔ اور دہنے کو کھڑا رکھتے اور اکڑوں بیٹھ کر بھی کھاتے۔ اور فرماتے۔ خدا نے مجھ کو بندہ شاکر بنایا ہے۔ سرکش لوگوں میں سے نہیں بنایا۔ اور آپ (بہت) گرم کھانا نہ کھاتے۔ اور اپنے قریب سے کھاتے۔ بغیر چھنے جو کے آٹے کی روٹی کھایا کرتے۔ کبھی کھانے پر عیب نہ رکھتے۔ اچھا ہوا۔ تو کھا لیا۔ ورنہ چھوڑ دیا۔ کھانا تکیہ لگا کر نہ کھاتے۔ کھانے اور پانی میں کبھی نہ پھونکتے۔ اور نہ برتن میں سانس لیتے۔ آپ کدو کو پسند کرتے۔ اور گوشت بھی آپ کے نزدیک بڑا مرغوب کھانا تھا فرماتے۔ گوشت اہل دنیا اور اہل جنت دونوں کے کھانوں کا سردار ہے۔ اور شانہ کا گوشت بڑے شوق سے کھاتے۔ اور فرماتے سب سالنوں سے عمدہ سالن سرکہ ہے۔ میدہ کی روٹی آپ نے ساری عمر نہیں دیکھی۔ اور گیہوں کی روٹی دو وقت سیر ہو کر نہیں کھائی۔ خربوزہ کے ہمراہ تر کھجور کھاتے اور کھجور کے ساتھ

Marfat.com

ککڑی بھی کھاتے۔ کھجور مکھن کے ساتھ بڑے خوش ہوکر کھاتے۔ جس مکان میں (جانداروں کی) تصویریں ہوتیں۔ وہاں بیٹھ کر کھانا نہ کھاتے اور آپؐ باکرہ عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے۔

کپڑوں میں جو میسر آتا۔ پہن لیتے تھے۔ تہمد یا چادر یا کرتہ یا جبہ یا اور کچھ زیب تن فرماتے۔ اکثر لباس آپؐ کا سفید ہوتا۔ اور فرماتے تمام کپڑوں میں سفید کپڑے بہتر ہیں۔ انہیں پہنو۔ اور انہیں میں اپنے مُردوں کو کفن دو۔ آپ کا ایک چمڑے کا گدا بھی تھا۔ جس میں خرما کی چھال بھری ہوئی تھی۔ ایک کمبل بھی تھا۔ آپ بوریئے پر بھی سوتے تھے۔ سر مبارک پر سیاہ عمامہ بھی باندھتے۔ ریشمی لباس نہ پہنتے اور تہمد ہمیشہ ٹخنوں سے اونچا رکھتے۔ جوتا پہنتے تو دہنا پاؤں پہلے ڈالتے اور اتارتے وقت بایاں پاؤں پہلے نکالتے۔ نجاشی بادشاہ نے آپؐ کی خدمت میں دو سیاہ رنگ کے موزے بھیجے۔ تو حضورؐ نے پہنے حضورؐ کا بڑھاپا صرف بیس بالوں کی سفیدی کا تھا۔ آپ بالوں میں مانگ نکالتے تھے۔ آپ کے بال مونڈھوں سے اونچے اور کانوں سے نیچے رہتے۔ آپ چاندی کی انگوٹھی بھی پہنتے۔ جن میں حبشی عقیق کا نگ تھا۔ اس پر محمد رسول اللہ کندہ کیا ہوا تھا۔

حضورؐ سب لوگوں سے بڑھ کر سخی اور جواد تھے۔ ماہ رمضان میں تیز ہوا کی طرح ہوتے۔ کہ کوئی چیز بغیر خیرات کئے نہ چھوڑتے۔ یعنی سخاوت میں تند ہوا کی مانند تھے۔ ایک دفعہ آپ کے پاس نوّے ہزار

Marfat.com

درہم (تقریباً بچیس ہزار روپیہ) آئے۔ آپ نے ایک بوریئے پر رکھ دیئے۔ پھر آپ نے کسی سائل سے عذر نہ کیا۔ یہاں تک کہ سب ہی ختم ہو گئے پھر ایک سائل آیا۔ آپ نے فرمایا۔ میرے پاس اسوقت کچھ نہیں۔ کہ تجھے دوں۔ تم میرے نام سے (ضرورت کی چیزیں) خرید لو۔ میں ادا کر دونگا۔ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا تو اس کو اتنی بھیڑ بکریاں عطا کیں کہ دو پہاڑوں کے درمیان بھر جائیں۔ سچ ہے۔ اجود بالخیر من الریح المرسلہ۔ آپ ہوائے بارش سے بڑھ کر فیاض تھے۔

آپ سب لوگوں سے زیادہ بہادر تھے جنگوں میں آپ دشمن کی صفوں کے قریب ہوتے۔ ہنگامہ کارزار گرم ہوتا۔ تو صحابہؓ حضورؐ کی پناہ اور آڑ میں ہو جاتے۔ صحابہؓ میں بہادر وہ ہوتا۔ جو لڑائی کے وقت حضورؐ کے قریب ہوتا۔ آپ اشجع الناس تھے۔ حنین میں دشمنوں نے آپ کو گھیر لیا۔ تو تیروں کی بارش میں آگے بڑھتے اور فرماتے تھے۔

انا النبی لاکذب - انا ابن عبدالمطلب

باوجود سیدالمرسلین ہونے کے تواضع میں بھی کسی سے پیچھے نہ تھے۔ مریضوں کی عیادت کرتے۔ جنازوں کے ساتھ جاتے۔ غلاموں کی دعوت منظور کرتے۔ پاپوش مبارک کی مرمت کرتے۔ کپڑوں میں پیوند لگاتے اور گھر کا کام وغیرہ کرتے تھے۔ راہ گزرتے تو بچوں کو سلام کرتے تھے۔ ایک شخص کو آپکے پاس لایا گیا۔ تو وہ حضورؐ کی ہیبت سے کانپنے لگا۔ آپؐ نے فرمایا کیوں ڈرتے ہو۔ میں بادشاہ نہیں ہوں۔ میں تو قریش میں ایک عورت

کا بیٹا ہوں۔ جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔ صلی اللہ علیہ وسلم!

(مستفاد از صحاح ستہ و دیگر کتب حدیث)

رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام

آپ کا نام مُحمّد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ آپ کا خاص نام ہے جس کے معنی ہیں تعریف کیا گیا۔ باب تفعیل سے۔ بیشک کیا انبیاء اور کیا انکی امتیں سب کی زبان پر آپ کی تعریف رہی ہے۔ ذات اقدس اسم بامسمّٰی ہے

احمد:۔ اس نام سے حضرت عیسٰی علیہ السلام نے آپ کی خوشخبری دی تھی۔ قرآن مجید میں آتا ہے۔ اِسْمُهٗٓ اَحْمَدُ۔ کہ میرے بعد آنیوالے آخری نبی کا نام احمدؐ ہے۔

عاقب:۔ تمام رسولوں اور نبیوں کے عقب۔ آخر میں آنیوالے گویا خاتم النبیین ہوئے! آپکے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا ہی نہیں ہوگا

ماحی:۔ خدا کی وحی اور اس کی تائید و توفیق سے کفر اور شرک کو محو کرنے والے۔

حاشر:۔ سب سے پہلے حضورؐ محشور ہوں گے۔ پھر ساری اولادِ آدم تو آپؐ حشرِ خلائق کا سبب ہوئے۔

مقفی:۔ اسکے معنی بھی عاقب کے ہیں۔ سب کے پیچھے آنے والے

لہ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ۔ بنی اسرائیل پاتے ہیں اس (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو لکھا ہوا اپنے پاس توراۃ اور انجیل میں۔ (پ ۹ ع ۹)

Marfat.com

نبی التوبۃ:۔ یعنی آپ اپنی امت کے لئے ایسی توبہ لے کر آئے ہیں کہ سچے دل سے جو خدا سے توبہ کریگا۔ خلوص سے معافی مانگ لے گا خدا اس کے گناہ معاف کردے گا۔ بخلاف اس کے پہلی امتوں کی توبہ قتل نفس سے تھی۔ جیسا قرآن میں بنی اسرائیل کے لئے آیا ہے۔ فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ۔ پس حضور انور بڑی آسان توبہ لانے والے ہیں۔

نبی الرحمۃ:۔ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ جب تک آپ کی رسالت اور شریعت کے ماننے والے دنیا میں رہیں گے۔ قیامت نہیں آئیگی۔ گویا عالم کا بقا آپ کی شریعت اور دین کے ساتھ مربوط ہے اور نیز پہلی امتوں کی مانند عذاب نہیں آئیں گے۔ یہ صفت رحمت للعالمینی کی تمام اولاد آدم میں صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی ملی ہے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا!

عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ

نبی الملحمۃ:۔ یعنی پیغمبر قتال۔ حضور ست بچپن کہنے والے نہیں تھے بلکہ اللہ کے دین اور اس کے احکام سے ٹکرانے والوں سے ٹکر لینے والے تھے: اور قیامت تک حق اور باطل کی ٹکر۔ جہاد و قتال کو مشروع فرمانے والے۔ زور بازو سے اللہ کی راہ کو صاف کرنے والے ہیں۔

اَلْحَاشِرُ الْعَاقِبُ الْمَاحِیْ بِبَعْثَتِہٖ

عَنَّا الظَّلَامَ وَلَیْلُ الشِّرْکِ مُنْدَمِہٖ

لہ سب کا حشر آپ کے بعد ہوگا۔ آپ سب نبیوں کے بعد آئے ہیں آپ اپنی بعثت سے اندھیروں کو ہم سے محو کرنیوالے ہیں۔ اور شرک کی رات (بعثت سے) مٹنے والی ہے!

شاہد:۔ آپ قرآن کے منزل من اللہ ہونے کے شاہد ہیں۔ خدا کے نازل کردہ سارے دین اسلام کے گواہ ہیں۔ آپ ہی کی برحق شہادت سے ہم نے سارے دین کی سچائی کی شہادت دی۔ صرف آپ ہی کے اقرار حق سے ہم قرآن اور حدیث پر ایمان لائے۔ اور ان کے مندرجات کے انوار سے راہ ہدایت پائی۔ کتنا مرتبہ ہے جناب سیدالبشر صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ کہ آپ اللہ کی توحید ـــ اللہ کے قرآن ـــ اللہ کے دین کے گواہ ہیں۔ یعنی آپ اللہ کے گواہ ہیں! نیز حشر میں آپ اپنی امت پر گواہ ہونگے۔ اور آپ کی امت امم سابقہ پر گواہ ہوگی۔ قرآن کہتا ہے لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ط (پ۲) تم لوگوں (امم سابقہ) پر شاہد ہوگے۔ اور (تمہارا) رسول تم پر شاہد ہوگا۔

قاسم:۔ دین الہی تقسیم کرنیوالے۔ خود آپ ہی فرماتے ہیں۔ خدا تعالےٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اسکو دین کی سمجھ دیتا ہے۔ سوائے اسکے نہیں کہ میں (دین) تقسیم کرنے والا ہوں۔ اور (دین کی سمجھ اور اس پر عمل کی توفیق)۔ خدا عطا کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

سراج منیر:۔ چراغ روشن۔ یعنی آپ ہدایت کے روشن چراغ ہیں آپ کی تبلیغ سے ہر قسم کے کفر و شرک اور ضلالت کے اندھیرے دور ہو گئے۔ ان ہی معنوں میں آپ نور ہدایت۔ سیدالبشر وصفی نور ہیں۔

Marfat.com

صاحب لواء الحمد:۔ میدان محشر میں آپ کے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا۔ اور تمام اولین اور آخرین آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے۔ پس آپؐ اُس جہان کے بھی سردار ہیں۔ اور اس جہان کے بھی سردار! سیدالکونین۔ سردار دو جہان ——!

سید ولد آدم:۔ تمام اولاد آدم کے سردار۔ مرتبے کے لحاظ سے حضورؐ کے درجے کا نہ کوئی ہوا نہ ہوگا۔ بعد از خدا خلق میں آپؐ ہی بزرگ ہیں۔

صاحب المقام:۔ شفاعت کے مقام میں آپؐ ہی خدا کے اذن سے کھڑے ہوں گے۔ مقام محمود آپ ہی کے لئے مخصوص ہے۔ جب آپ اس مقام پر کھڑے ہوں گے۔ تو تمام اہل محشر کی زبان پر آپ کی تعریف ہوگی۔!

خاتم النبیینؐ:۔ یعنی نبیوں کو ختم کرنے والے۔ اس طرح کہ پہلے نبی آتے تھے اور خدا کا پیغام پہنچا کر چلے جاتے تھے۔ جوں جوں زمانہ گزرتا تھا۔ ان کی تعلیم صحیح نہیں رہتی تھی۔ اہل ہوا دین کو محرف مبدل کر دیتے تھے۔ اور خدا کے صحیح احکام ناپید ہو جاتے تھے۔ جب دین اس طرح برباد ہو جاتا تھا۔ تو خدا تعالیٰ اور نبی بھیج دیتا تھا۔ جو لوگوں کی صحیح رہنمائی کرتا تھا۔ اور از سر نو خدائی احکام بندوں کو پہنچاتا تھا۔ یہاں تک کہ پیغمبر آخرالزماں صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ نے خدا کا دین —— اسلام، دنیا کے آگے پیش کیا۔ اور

اس کی اساس و بنیاد کو خدا کی وحی اور تائید سے اتنا مستحکم، اور اسقدر مضبوط کیا۔ کہ قیامت تک اس کے ہلنے کا خدشہ نہ رہا۔ اسلام کے بگڑنے اور مٹنے کا ڈر نہ رہا۔ حضورؐ کے ہاتھوں خدا نے اس کو ایسا مکمل کیا۔ کہ تکمیل بھی کی سلامتی اور حفاظت کا تا نورترین ذمہ لے لیا۔ پس نئے نبی کی ضرورت نہ رہی۔ رسالت محمدیہ کا مہر نیم روز تا روزِ تناد سر پر رہیگا۔ ایک لمحہ کے لئے نہ گہنائے گا۔ اس کی درخشانی اور تابانی میں ذرا فرق نہ آئے گا۔ کتنا مرتبہ ہے رحمتِ عالمؐ کا — کہ آپ کی نبوت سارے جہان کے لئے — بحر و بر کے لئے — مشرق اور مغرب کے لئے — جنوں اور انسانوں کے لئے — اور پھر یہ کہ قیامت تک کے لئے **کافی** ہے۔ لہذا آپ خاتم النبین ہوئے۔ اور اپنے اس مقام میں منفرد ٹھہرے۔ اگرچہ حضورؐ کے بہت سے معجزے بھی ہیں۔ جو دلیل نبوت ہیں۔ لیکن کیا خود نبوت معجزہ نہیں ہے، جو مشعلِ ھدیٰ بن کر چودہ سو سال سے جل رہی ہے اور رہتی دنیا تک جلتی رہے گی۔ زمانے کی "آندھیاں" اور "جھکڑ" اسے بجھا نہیں سکتے۔ ؎

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ
فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ

حضورؐ اس سے پاک ہیں۔ کہ آپ کی خوبیوں میں کوئی آپؐ کا شریکؐ ہو۔ حُسن کا جوہر جو آپ میں پایا جاتا ہے۔ وہ غیر منقسم ہے

(لہ صلہ ۵۲۱ پر ملاحظہ کریں)

Marfat.com

یعنی درجات اور مراتب میں آپ کا مقام اتنا بلند ہے کہ کسی نبی مرسل کی وہاں تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ باقی مخلوق کس شمار میں ہے!

اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ توراۃ لیکر رحمت عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بیٹھ کر پڑھنے لگے۔ یہ دیکھ کر حضور کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ حضرت عمر نے جب آپ کو غصہ کی حالت میں پایا۔ تو عرض کیا۔ میں خدا سے پناہ پکڑتا ہوں۔ خدا کے اور اس کے رسول کے غضب سے۔ ہم راضی ہوئے اللہ کو رب، اسلام کو دین، اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی مان کر۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ بَدَا لَکُمْ مُوْسٰی فَاتَّبَعْتُمُوْہُ وَتَرَکْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ وَلَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا وَّاَدْرَکَ نُبُوَّتِیْ لَاتَّبَعَنِیْ۔ (مشکوٰۃ شریف)

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے۔ اگر ظاہر ہوتے تمہارے لئے موسیٰ (آج) پھر پیروی کرتے

(لہ بقیہ ص۵۲۰) آپ کی خوبیوں اور جوہر حسن میں آپکا قول فعل، سنت اور حدیث بھی داخل ہے اگر کسی نے حضور کی حدیث کے خلاف دانستہ امتی کا قول مان لیا۔ تو اس نے امتی کو آپ کی رسالت میں شریک کر لیا، اور شرک فی الرسالت کرنے والے کا حشر معلوم!

Marfat.com

تم ان کی اور چھوڑ دیتے تم مجھ کو۔ البتہ گمراہ ہوتے تم سیدھی راہ سے (سنو) اگر حضرت موسیٰ (آج) زندہ ہوتے۔ اور میری نبوت کو پاتے۔ تو ضرور میری (ہی) پیروی کرتے"۔

حدیث اور سنت کی اہمیت

کتنا بلند مقام ہے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ کہ آپ کی نبوت کے سامنے کسی پیغمبر کی نبوت نہیں چل سکتی۔ بالفرض اگر خدا کے تمام پیغمبر آ موجود ہوں۔ تو سب پر حضرت سید المرسلین کا اتباع واجب ہوگا۔ اس سے یہ بھی لازم آیا۔ کہ حضور کی حدیث کے مقابلہ میں امتیوں کے اقوال نہیں لینے چاہئیں۔ جب حضور کے فرمان کے مقابلہ میں کسی پیغمبر کی بات بھی نہیں مانی جاسکتی بلکہ اس کی بات ماننا گمراہ ہونا ہے۔ تو حدیث مصطفٰے کے معارضہ میں اقوال رجال کو ماننا کس قدر گمراہی کا باعث ہو سکتا ہے۔ یہ ہے مقام سید الکونین کا ! اور قدر و قیمت آپ کے ارشاد کی ! مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ وہ ہمیشہ اتباعِ رسول کی جستجو میں رہیں۔

سرورِ کائنات تمام امت پر بھاری ہیں

خدا تعالےٰ نے حضور کا مقام اور مرتبہ بتانے کیلئے دو فرشتے بھیجے حضور بطحاء مکہ میں تھے۔ کہ ان فرشتوں نے آپس میں کہا کہ آؤ حضور کو تولیں۔ ترازو لگ گئی۔ اور حضور کو ایک پلڑے میں بٹھا دیا گیا

آپ کو ایک آدمی کے ساتھ تولا۔ آپ بھاری ہوئے۔ پھر آپؐ کو دس آدمیوں کے ساتھ تولا۔ آپ بھاری ہوئے۔ پھر سو آدمیوں کے ساتھ تولا۔ پھر بھی آپؐ بھاری نکلے۔ پھر ہزار مردوں کے ساتھ تولا۔ پھر بھی آپؐ غالب آئے۔ پھر ایک فرشتے نے دوسرے کو کہا۔ لَوْ وَزَنْتَہٗ بِاُمَّتِہٖ لَرَجَحَھَا۔ اگر تو ان (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان کی ساری امت کے ساتھ تولے۔ تو یہ اپنی تمام امت پر غالب آئیں گے۔" (یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں ہے)

سنت کو غالب رکھیں

خدا تعالیٰ نے حضورؐ کا وزن کراکر سارے جہان پر غالب بتاکر امت کو متنبہ کیا۔ کہ وہ حضورؐ کا مقام نگاہ رکھے۔ آپؐ کے جسم و جان۔ اقوال و افعال ۔۔۔ اور سنن و احادیث پر اپنی جان مال اور اولاد قربان کرے۔ ترازو کے ایک پلڑے میں اگر حضورؐ کی سنت ہو۔ اور دوسرے پلڑے میں ساری امت کے اقوال ہوں۔ تو سنت کو وزنی اور غالب مان کر اپنائے۔ اور عمل میں لائے۔ دینی۔ مذہبی، اخلاقی، تمدنی، معیشی، معاشرتی زندگی میں، فرامین ختم الرسلؐ کو مقدم جانے اور اس طرح آپؐ کے مقام کو پہچانے۔

سیّد العالمینؐ کی آواز کا ادب

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ

النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ (پ۲۶ع۱۳)

مسلمانو! اپنی آوازوں کو پیغمبرؐ کی آواز سے اونچا نہ کرو اور ان کے ساتھ بہت زور سے بات نہ کرو جیسے تم ایک سے ایک (آپس میں) زور زور سے بولا کرتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ (بے ادبی رسول کے سبب) تمہارے سب اعمال مٹ جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو"۔

سارا جہان ایک طرف ارشادِ مصطفٰے ایک طرف

ارشاد خداوندی کا مطلب یہ ہے۔ کہ خدا نے حضورؐ کی مجلس کا ادب سکھایا ہے کہ دورانِ گفتگو حضورؐ کی آواز سے اپنی آواز کمالِ ادب سے پست رکھو۔ خبردار! اگر تمہاری آواز حضورؐ کی آواز سے اونچی ہو گئی۔ تو بے ادبی رسولؐ کے باعث تمہارے اعمال حبط اور برباد ہو جائیں گے۔ حج ہو، زکوٰۃ ہو، نماز ہو، روزہ ہو سب مٹ جائیں گے۔ پھر کس قدر احتیاط کی ضرورت ہے کہ حضورؐ سے اپنی آواز بلند نہ ہو جائے۔ اور حضورؐ کا ادب بدستور ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ کہ حضورؐ کے فرامین، سنن اور احادیث کے مقابلہ میں امتیوں کی آراء و اہوا پر ہرگز عمل نہ کریں کہ ایسا کرنا آپؐ کی آواز پر امتیوں کی آواز کو اونچا کرنا ہے۔ خیریت اسی میں ہے کہ حضورؐ کا مقام پہچانیں۔ اور ارشاد مصطفویؐ کے آگے

Marfat.com

تسلیم خم کردیں۔ سارا جہان ایکطرف اور ارشاد مصطفےٰ ایک طرف ؎

مفروش عطرِ عقل بہندوئے زلفِ یار
کانجا ہزار نافہ مشکیں بہ نیم جو

مومن اور مسلمان ہونے کی شرط

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔ ٥ (پ ۵ ع ۶)

پس قسم ہے (مجھے) تیرے رب کی (اے پیارے رسولؐ) نہیں ایمان لائیں گے یہانتک کہ حاکم بدیں تجھ کو بیچ اس چیز کے کہ جھگڑا پڑے درمیان ان کے۔ پھر تیرے فیصلے سے اپنے جیوں میں (کچھ بھی) تنگی نہ پائیں۔ اور (دل وجان سے) مان لیں:

فرمان رسولؐ پہ جان چھڑکیں

یعنی یہ کلمہ پڑھنے والے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے والے۔ جب تک اپنے قضیوں، جھگڑوں اور اختلافوں کو تیرے فیصلے، تیرے قول، تیری حدیث سے ختم نہ کرینگے۔ تیرا ارشاد سن کر ان کی جان میں جان نہ آئے گی۔ قال الرسولؐ سے ان کا سامعہ تسلیم ورضا کے کوثر وتسنیم میں ڈوب نہ جائے گا۔ یہ اسلام کے دعویدار مسلمان نہیں! گویا ہر حال میں — فرمان رسول پر جان چھڑکنا مسلمان ہونے کا ثبوت دینا ہے۔ اور سنن و احادیث

سے اعراض کرنا ایمان سے بہرہ نہ پانا ہے۔ کیا شان ہے حبیب خدا اشرف انبیاء کی۔ کہ ان کی فرمانبرداری معیارِ مسلمانی ہے۔

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَ الثَّقَلَیْنِ
وَ الْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عَرَبٍ وَّ مِنْ عَجَمٍ

وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ سردار دنیا اور آخرت کے، سردار جنوں اور انسانوں کے۔ سردار دونوں فریقوں — عرب اور عجم کے!

نَبِیُّنَا الْاٰمِرُ النَّاھِیْ فَلَا اَحَدٌ
اَبَرُّ فِیْ قَوْلِ لَا مِنْہُ وَ لَا نَعَمٍ

ہمارے نبیؐ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے ہیں پس کوئی اُن سا سچا نہیں۔ نہیں اور ہاں کہنے میں!

یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ

مٹا دیا میرے ساقی نے عالَمِ من و تو
پلا کے مجھ کو مئے لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ

اس کتاب میں آپ — رسول بحر و برّ — پیغمبر شرق و غرب — شہ العرب و العجم۔ صاحب لواء الحمد۔ شافع روز محشر حضرت محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کے لیل و نہار پیدائش سے لے کر وفات تک ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ قبلِ نبوت کے چالیس سال اپنے ظہور و ایام کی صباحت و ملاحت سے گرہ کشائے قلب و نگاہ ہیں۔ اور بعدِ نبوت کے شموسِ آوان ظلمت ربائے جورِ جہاں ہیں۔ حیاتِ اطہر کا ہر لمحہ قندیلِ ہدیٰ بن کر دنیا کے چپے چپے پر ضو فگن ہے۔ اور اپنی لمعہ فگنی میں جوں کا توں حسین اور ایمان افروز ہے!

حضورؐ کی اعجازی زندگی

رسولِ کائنات کی زندگی — اعجازی زندگی ہے۔ کہ تیئیس سال کے معمولی عرصہ میں زمین و آسمان کو بہالے جانے والے سیلابِ بلا کا مقابلہ کر کے، عونِ الٰہی سے دینِ اسلام کو دنیا میں برپا کر دیا۔ جن تکلیفوں اور مصیبتوں سے حضورؐ دوچار ہوئے۔ زندگی جن دشوار گزار، خطرناک اور مہلک راہوں سے گزری۔ ان کا تصور جب سامنے آتا ہے۔ تو دل میں درد اٹھتا ہے اور آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔ کہ ہماری خیر خواہی کے لئے رؤف رحیم، ختمیؐ مرتبت ذات نے کس قدر غم سہا۔ مصائب اٹھائے۔ اور قرآن اور اپنا کردار — کہ عبارت ہے اسلام سے، ہماری نجات کے لئے ہم کو وراثت میں دے گئے۔ لیکن — آہ! ہم سے

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں خاک کا ڈھیر ہے

پھر اس خاک کے ڈھیر کو خواجۂ بدر و حنین صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

اعجازی زندگی سے "سید الکونین" پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ "خاک کے ڈھیر"! خدا کی توفیق سے اُٹھ! اور اللہ اور محبت رسول سے آتش بجاں ہو کر کتاب و سنت کی اشاعت کے نور سے گھر گھر میں اجالا کر دے۔[1]

نغمہ پیرا ہو کہ یہ ہنگام خاموشی نہیں
ہے سحر کا آسماں خورشید سے مینا بدوش

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

---

[1] بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً ۔ میری طرف سے (لوگوں کو) پہنچا دو۔ اگرچہ ایک حکم ہی ہو۔ (مشکوٰۃ) وَلْیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ ۔ جو (یہاں عرفات میں) موجود ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ جو حاضر نہیں ان کو میرا پیغام پہنچا دیں۔ (متفق علیہ) نیز فرمایا۔ خدا اس شخص کو ہرا بھرا رکھے جس نے سنا مجھ سے کچھ (کلام۔ پیغام۔ حدیث) پھر پہنچا دیا اس کو (لوگوں تک) جوں کا توں۔" (ترمذی)

(بغیر اجازت مصنف کوئی صاحب قصد طبع نہ کریں)

وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین (پ ۱۷ ع ۷)

اور ہم نے آپ کو دنیا جہان کے لوگوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

یا رب صل وسلم دائما ابدا ٭ علی حبیبک خیر الخلق کلہم

سید الکونین

صلی اللہ علیہ وسلم

اس کتاب میں جناب سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعلمین، شفیع المذنبین، اکرم الاولین والآخرین، سید العرب والعجم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے صحیح حالات، پیدائش سے وفات تک نہایت تحقیق سے لکھے گئے ہیں اس غرض سے حیات اقدس کے نورانی لمحات کی معطر نگہتی مسلمانوں کے سینہ میں شمع محبت فروزاں کرے۔

تالیف

حکیم مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی

ناشر۔ مکتبہ کتاب و سنت بازار دھارو وال سیالکوٹ شہر (مغربی پاکستان) دسمبر ۱۹۶۱ء

قیمت پانچ روپیہ مجلد

Marfat.com